



625226

- KULLIVADT MAZEEF KBRABADI  
- MAZEEF AKBASABADI

- MAZEEF (KICKKAT)

- 1922

- 428.

- KICKKAT - DAKKAT - KULLIVADT -







## التماس

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے۔ فہرست مکمل ہر شاہق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائع ہونے والی اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے پیش تیج کے تین صفحہ سادہ میں کلیات و رد وادین اور دو کلیات و رد وادین فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجود کا پتہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہوئے

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۶	زبان ریختہ -	۸	کلیات و رد وادین
۳	قطعہ منتخب -	۱۳	انتخاب کلیات ظفر -
۱۲	کلیات صنعت -	۱۲	کلیات مومن -
۱۵	دیوان شاہ قراہ - عارفانہ کلام	۱۲	دیوان ناسخ -
۱۵	الاجواب -	۱۲	کلیات آتش -
۱۵	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	۱۲	کلیات نعتیہ مجید -
۱۲	میان نظیر -	۱۲	کلیات امیر المومنین -
۱۰	دیوان وقار -	۱۲	کلیات میر تقی - میر -
۱۲	بہارستان اشعار -	۱۲	کلیات سودا -
۱۲	کلیات نظیر اکبر آبادی کلان از	۱۲	کلیات انشا اللہ خان
۱۲	عبدالغفور شہباز -	۱۲	شاہد عشرت -
۱۲	کلیات صفدر -	۱۲	سخن شعرا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست کلیات نظیر

صفحہ	نام	اول مصرعہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
۲۰	غزل	تھے آگے بہت جیسے خوشی یا دھیر	۲۰	غزل	تھے آگے بہت جیسے خوشی یا دھیر
۲۱	غزل	دشمنی غیظ کی سی تیرے دہن کی اسی	۱۵	غزل	سحر اس جہک ہے آیا نذر اک نگار عیا
۲۲	غزل	نہیں ہوا میں یہ بربادہ منت کی سی	۱۶	غزل	لوہ ہنس ہنس کے تم غیاہ کی گل دھوئی
۲۲	غزل	وہ رنگ چمن کی خوب چمن تھا	۱۶	غزل	ہم چھپا دے وان کوئی کیا دلی چاہ کو
۲۲	غزل	دیکھ کر کرتی گلے میں ہر دھانی پکی	۱۶	غزل	کہا تو چنے زمین در سے کیوں اٹھا ہے
۲۳	غزل	دیکھ فقہ نہ دیا میں انگوڑ کی سبھی	۱۶	غزل	دوست کو کیا کیا وہاں میں نشاط و عیش
۲۳	غزل	وہ جھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے سار	۱۶	غزل	خوشی دو چہرہ تمہیں سیرا تباہ میں ہے
۲۴	غزل	کب مثل شیشہ اٹکا کسج برآں	۱۶	غزل	شور انگین جنوں ہے جس بھاگاہ کرنا
۲۴	غزل	ہنسے روئے پھر نہ سوا ہو گا کہ بند ہے	۱۸	غزل	نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش
۲۵	غزل	توچ غم میں چشم نے گوہراں کی کرہ	۱۸	غزل	پلک منہ سے اپنے ہنگام دل کشائی
۲۵	غزل	کتے ہیں یاں کر چھسا کوئی حیرت میں	۱۹	غزل	جوش و نشاط ویش ہے ہوا بہت کا
۲۶	غزل	آج پری چشم پری زلف پری	۱۹	غزل	کر گئی ہے اس کی جھک کی جھک
۲۶	غزل	زاہد و روضہ رضوان سے کہو عشق	۲۰	غزل	ہو کیوں نہ ترے کام میں حیران قاشا

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
عزل	ای شوق رکھوئی نہ ہوں آشنا کو پہچان	۴۷	کمال	کیا علم افعول کے کیا جو بن گئے کو بائیں	۵۵
دراخت	دوستان شمع پیدائی من کو عش کنسیہ	۴۸	جتنے ہیں اس جہان میں سیر کے عشق	۵۸	
ایوکل	ایوکل تازہ کو بوسہ روزانہ است ترا	۴۹	کیوں عیش بشما آؤ دے کا فیضیت کا	۶۰	
عزل	فرہشت نامہ شفتین آیا نہیں کراؤں	۵۰	جب ہو گئے سرخون کی ہوا کے گشتا	۶۲	
خمسہ	خمسہ دن سے اوچھکواں گل کی گلیاں	۵۱	تہا نہ اسے اپنے دل تنگ میں بجان	۶۳	
دکھلا	دکھلا کے چھکے ہیں کو رنگ پہا گاہیکے	۵۲	صحن چین میں داہ داہ ز کوئی تھی جانہ	۶۴	
رہوی	رہوئے زہر میں ہیں طوطیاں جیہ کا	۵۳	رات گئی تھی داہ داہ کیا رہی بھاسی	۶۸	
عزل	عزل میں گریہ کیا کیا جس نے کیا	۵۴	عالم سہا شب کو نہیں داہ داہ کیا رہی	۷۰	
ہو	ہو یہ فقط غم نہ نہیں ہو کر کب کی	۵۵	عالم سہا شب کو نہیں داہ داہ کیا رہی	۷۰	
ہو	ہو وہ چچا اسکی زلفوں کے ہر اک بل میں	۵۶	سبقت علی کروں کیا وضعت میں اسکا الم تاک	۷۸	
خمسہ	خمسہ ہوا جو آ کے نشان آشکا رہوی کا	۵۷	فنا و بقا دنیا میں نہ کوئی خاص نہ کوئی عام	۸۱	
خمسہ	خمسہ چلا جب گھر سے اک سرد لوگوں کو	۵۸	گر شاہ مصر یہ دکھلا فسر ہو تو پھر کیا	۸۵	
عزل	عزل کا ترسا رکھتے ہیں ہم وہ بیان اور	۵۹	ہو جو کوئی اس بات خود کام سے	۹۰	
مسند	مسند لاتی ہے جب اپنا یہ شروعات اندھیری	۶۰	رسد ہے اجو باسل اس شوق کا	۹۱	
خمسہ	خمسہ جو جوان ہیں انکے ولین گمان کیا ہے	۶۱	خمسہ رہا ہمیشہ پتا کی زمین سے جسکو دل	۹۲	
مسند	مسند کیا تاب ہے جو گل رخ نظر میں چھپا ہے	۶۲	قصہ نہیں دنیا کی جو آفت کا ہوا چھکو	۹۵	
عزل	عزل میں مرداب وہی کہ جھون کا ہون	۶۳	برسات میں اس میں کیا کیا برسات کی	۹۸	
عزل	عزل کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی ہو	۶۴	تھا اجہر میں جیسا دل دیران تو ہوا	۱۰۹	

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	چہرہ تراور کی تنویر کا نقشا	۱۱۱	خمسہ	دل دینا ہون مار بے الزام ہو	۱۵۵
قائم ہے جسم کو کہیں کشتیست است	۱۱۳	جنگ بلبلان گل بلبلین جو نورس قابو میں اپنے امیں	۱۵۶		
جوانی کیا عیش کے کھتی ہے سبک شک جوانی	۱۱۶	دو الی ہر اک مکانین جلا پھر یاد والی کا	۱۵۷		
عاشق جہانین دولت و اقبال کیا کرے	۱۱۹	دو کوغان قوت مکرور میں کیا کیا اپنے ہونے کی	۱۶۰		
خمسہ	نکو کو لکر جان یار زرباز زیر کمر میں	۱۲۱	بیان جید ہونادرون کو طاعت و تجریر کی خوشی	۱۶۱	
ہے دھوم آج سرسہ و خانقاہ میں	۱۲۳	گلڑی پہنچے نہ اسکو ہرگز کابل در کی گلڑی	۱۶۳		
یوں لبت اپنے نکلے ہے اب دلا آہ	۱۲۴	مسدس جب ہے وان سے اے زیبہ محفل	۱۶۵		
پہلے اس خم رسالت سے کوشش افکندہ	۱۲۵	آملول آٹے کے واسطے ہے ہوس ٹکٹال کی	۱۶۶		
جڑ عیا کیا قمر جو یار و سب آجاسے بڑھاپا	۱۲۷	تیرا کی جب تیرنے کی رشت میں دلدار تیرتہ میں	۱۶۸		
مسدس نقشہ ہے عیان سو طرح رقص کی دکا	۱۳۶	کوڑی کوڑی ہے خلیکے پاس ۱۵ ہنرین میں	۱۷۰		
تغییر فانی نظر آیا مجھ اک شوق ایسا ناز خیل پا	۱۳۸	فلوس نقش یان جیکے میان ہاتھ لگا پیکہ	۱۷۲		
مسدس اے صنم کرتے ہیں خوبان جو کسی پر یاد	۱۴۰	بچہ گلہری بے پھر تا ہے اب تو ہر شہر بچہ گلہری کا	۱۷۳		
خمسہ یوں تو اکثر ادھر آجاتے ہیں انسان کی	۱۴۲	برسات برسات کا جہان میں لشکر بھیل پڑا	۱۷۵		
کلجنگ دنیا عجب یازار ہے کچھ حبس نانی ساتھ ہے	۱۴۳	خمسہ کیا تو نے اُس سے حال مرد رکھا	۱۷۶		
مگر یہ نہیں ادھر کو کھڑی و شمشیر یار یا	۱۴۶	خمسہ میاں تو ہے نہ کچھ غبار ہو میں	۱۷۷		
ایضا مجھے اسے دوست تیرا جہاں ایسا سنا	۱۴۸	خمسہ زد کی جو محبت تجھے ہو جا کی بابا	۱۷۹		
بہر سفر سننے ہوا علی کے متجان و دوستدار	۱۵۰	مسدس بٹ مارا جمل کا آپہنچا ملک اسکو کوئی بابا	۱۸۱		
شہزادے جہم دھایا رنگہ چشم نامی تیر کو چھوکار	۱۵۵	خمسہ کھول ملک چشم تماشا یار باشی کھان	۱۸۴		

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خجورہ دل	جہانگیر کیا خیر کے اپنی ہر گنا تاجہ شاد	۱۸۴	مستدرس	نور دار سے تو مرگز مرث مار اپنے کون	۲۱۳
آبادال	کیا کون یار و فیض خلق کے احوال کا	۱۸۵	پہان پطلی	کیا دن تھے وہ بھی یار و فیض کیلئے تھا	۲۱۵
مستدرس	دنیا کے امیر و زمین یان کس کا لڑکا	۱۸۸	موسم شہان	جہاں آگہن کا رخت پہنچے بہان کی	۲۱۶
پہا	پیسے ہی کا میر کے دل میں خیال ہے	۱۸۹	خمسہ	یہ تھنا خلق میں اب جا جا مٹا ہے	۲۱۸
مستدرس	گرتے تھے میں اسے بربر دیکھ ہر جا ہے	۱۹۱	مستدرس	اپنے غمزاروں کوئی آن نہیں بولے	۲۲۰
خمسہ	چشمین دن کو بواک و قدم وہ چلے اپنی	۱۹۲	مستدرس	کے لڑو جا لیس میں پھر خدا نے کھلوائے گل کے ٹو	۲۲۲
جھونپڑا	یہ تھو سے ہر ایک تار سے کا جھونپڑا	۱۹۳	بیان و نیک	ہے دنیا جگہ کا نام میان یہ اور کئی	۲۲۳
خمسہ	دنیا میں کوئی شاد کوئی دردناک	۱۹۴	دیکھ کا بچا	کل راہ میں ملا جو بہن رکھ کے کا بچا	۲۲۴
بخارہ	کٹ مٹ ہوا کو چھوڑ دیا جت ویش کی	۱۹۶	مستدرس	گاسے بھندہ لب شکر آمیزے کنی	۲۲۵
خمسہ	پیشہ آگے وہ والا صفات کو لٹے پر	۱۹۸	خمسہ	کھلی جیکے تھم بھرن نہ وہم رہا نہ تری رہی	۲۲۸
	جب یار نے اٹھائی پھری تب خبر ہوئی	۱۹۹	تنبیہ غلامان	جہاں جو جیتا یک یان کس کو تھو جی	۲۲۹
	کب لالہ و گل کس کیلئے صبح تیرے رہی	۲۰۱	کورار بن	کور سے برتن ہیں کیاری گلشن کی	۲۳۲
	کل ہم جو گئے باغ میں تنگ بکھٹ	۲۰۲	جگہ نور اک	بودنے کا حال عجیب سننے میں آیا	۲۳۳
مستدرس	جو فقر میں پور ہوئی ہر حال میں بخش ہیں	۲۰۳	ہر کا بچا	اک شہ میں تھا کالاک خوب ظاہر	۲۳۴
	سے آئے کو لٹے میں امداد بار رکھ	۲۰۵	خمسہ	کی وصل میں دلبر نے عنایات تو کچھ کیا	۲۳۸
	چھنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات پیل	۲۰۷	آدنی مر	دنیا میں بادشاہ جو سوچے وہ بھی دی	۲۴۰
	بہان میں نام تو سنتے تھے ہم مڈائی کا	۲۰۹	خمسہ	دیکھ کے غافل میں کو کلفشانی بھراں	۲۴۲
دوق نامہ	جسے تم کو لگ گیا ہے یہ فلک اعظم کہیں	۲۱۲	نان	جب آدی کے پیش میں آتی مرثیات	۲۴۴



نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خبر پور	کیون نہ ہو ستر زمر کے برابر تر پور	۲۴۶	خمسہ	کمان وہ گیتا دی کار خانہ	۲۴۲
خمسہ	وہ رنگ کہیں نعل بر خشان میں آیا	۲۴۸	خمسہ	تھا جوار بسکہ میں عیسا نہیں نزل آیا	۲۴۳
شہادت	کیونکر کے نہ اپنی نورانی شہادت	۲۴۹	خمسہ	تھا وصل کا جیسو نور دل میں آیا	۲۴۵
خواب	یار و دوزا سنو عجب سیر ہے ٹہری	۲۵۱	بیان	نیا بڑے علم کوئی اس نیا میں کمال فی دلوں کے	۲۴۶
انعام خدا	ای دل کہیں تو جا کے نہ اپنی زبان کا	۲۵۵	بیان	وہا کے سچ یار و سب زیت کا خرچہ	۲۴۷
لکا یونیا	کیا کیا فرب کہے دنیا کی فطرتوں کا	۲۵۷	میں	سن لے اے شیخ گلبدن نادان	۲۴۹
خمسہ	آہ یہ کس شعلہ سے طبع اب مانوس ہے	۲۵۹	تقریب	ہے دل میں کرا دج بارہ امام کی	۲۴۲
شہر آشوب	ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کار و بار بند	۲۶۰	اعلام	نعمت عیان ہیں جو عالم کے واسطے	۲۶۳
تقریب	لکرا شہر سخن میں اب جو لے ہے مجھے مکان	۲۶۶	تلاش	نہ دنیا میں کون ہے جو میں تکلانہ	۲۶۴
کنکراتنگ	یاں چند لونہیں ہوتا ہے آنا پتنگ کا	۲۶۸	شکوہ	اس شیخ کے ستم کا گلا آہ کیا کروں	۲۶۷
کبوتر بازی	ہے عالم بازی میں جو متاڑ کو تر	۲۷۰	منقبت	علی کی یاد میں نہ عبادت ہو کہتے ہیں	۲۶۹
ہولی	جس گن رنگ جھکتے ہوں تیرے گناہوں کی	۲۷۱	نور	ظہور خالق اکبر کو کیا لکھوں	۲۷۲
نور دنیا	یہ پیو عجب دنیا کی و کیا کیا جنت کی	۲۷۲	چرخ	چرخیم تیرا ہونے جانے سلطان حضرت سلیم شہی	۲۷۶
بیان	دل خوشاد ہے ہر شخص کا کیا راضی ہے	۲۷۴	چرخ	چرخیم تیرا ہونے جانے سلطان حضرت سلیم شہی	۲۷۶
صفت	یار و یہ تاج گنج حیان آشکار ہے	۲۷۶	صفت	کلمہ رکھانے دل میں آدم کے بن کلمہ	۲۷۹
حد آئی	آئی تو فیاض ہے اور کہہ می	۲۷۸	راکھی	جلی آتی ہے اب تو ہر کہیں باترا کی	۲۷۸
خمسہ	تم شہر دنیا دین ہو یا محمد مصطفیٰ	۲۷۹	خمسہ	قاتل جو میرا ور ہے اک سرخ شال	۲۷۹
خمسہ	خیر انم کہ این مردم کیا نند	۲۸۰	چمن	مین آج نسیم بہار آپہ نچی	۲۸۱

نام	اول مصرعہ	صفحہ نام	اول مصرعہ	صفحہ نام	
خمسہ	قرعہ ہوا خون کی تھک میکہ کا	۳۱۶	خمسہ	یکھ ہر سہر پہلا اشتہار تو ایسا	۳۵۲
شاہی دنیا	گر بادشاہ ہو کر مل ملکوں ہوا تو کیا	۳۱۳	خمسہ	کرم کھیا کی درجہ تم کی یون ہوتی جگہ میں عالم ہر گاہ	۳۵۱
ہولی	سدا رہے ہوا خوش جال ہولی میں	۳۱۸	خمسہ	بالین نری کیار و سنو یہ دو وہ کے لٹیا کا بالین	۳۶۲
مغلی	کیا وقت عمارت ہم تھے جب دیکھ چورے	۳۱۷	خمسہ	جب مرید مرنے مری کو اپنے اہل و عیال	۳۱۹
خمسہ	آدھ گار و لبر شہرین کلام	۳۱۸	خمسہ	کرم کھیا کی درجہ تم کی یون ہوتی جگہ میں	۳۵۱
کیت	تا آن ساقی کلفام را	۳۲۰	خمسہ	خون جوت کشن چو ستارہ شہر کی لڑائی	۳۷۳
ساکے	ہرین و سحر کئی فکر دام را	۳۲۱	خمسہ	ایو دستویہ حال سنو عیان رکھو ذرا	۳۵۵
آس	کیا امر کی گرمی سن گھڑی پریم اس	۳۲۲	خمسہ	ہر کی تفریق میں کیا کیا است کوئی دھن	۳۷۳
خمسہ	خوشی سے دل کی منہ عطر و بان کو	۳۲۲	خمسہ	بیان کرنا کیا شہرین میان جس جگہ از میں	۳۷۷
خمسہ	کیا دژد و دل پرتے ہواں گھر کئی	۳۲۶	خمسہ	بدیہ کی سیر کیا وہ دبیر کوئی نو	۳۷۳
ہولی	پھر آن کے عشرت کا پیا دھن	۳۲۸	خمسہ	ناتھ نہ کر میں کتے ناکتہ جنمیں پورے ہیں گاہ	۳۷۷
بیان ہوتا	دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے کر گیا	۳۳۱	خمسہ	گر وچش ہو رہ و لاہرام گرو گنج بخش کا	۳۷۲
خمسہ	چانی جب ملی مدنی ہین سب نوچن	۳۳۲	خمسہ	وگاچی دھن میں کتے کیونکر ہی ہو کاشی گھر میں	۳۷۳
خمسہ	اہل سخن کو ہنگام اک بات کا تماشہ	۳۳۳	خمسہ	دیکھا ہے جیت میں تیرا حال بھرون	۳۷۵
خمسہ	دیکھ باری پھینکا پھو سکویار و م عاشق کا	۳۳۴	خمسہ	پتھر تھانے سے تیرا حال بھرون	۳۷۵
خمسہ	اب تو کوئی بلبل کچھ گاہ	۳۳۵	خمسہ	پہلے ناواں گیش کا نیچے بیس قواس	۳۷۱
مغلی	جب آدمی کے حال پہ آتی پھلسی	۳۳۷	خمسہ	کیا آج رات فرحت و عشرت اسان	۳۷۶
خمسہ	گردن احوال کا پنے کیا پتھر سے	۳۵۲			

بسم الله الرحمن الرحيم  
 انما هذا كتاب من فضل الله تعالى  
 انما هذا كتاب من فضل الله تعالى



در این کتاب می بینیم که چگونه  
 در این کتاب می بینیم که چگونه



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U23226

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد اسکے پھر میں نعت شریف انبیا لکھوں  
بے انتہا ہر وہ تو غرض تاکجا لکھوں  
کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں  
اوجی میں لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھوں

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں  
اگر غیر مجھ میں اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں  
لازم ہو اس میں طبع کو عجز اتنا لکھوں  
کچھ ناز کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھوں

سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے  
معتشوق عاشقی میں غرض نام کر گئے

CHECKED

مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب بیشتر  
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی دھوا دھیر  
رہکتے تھے ہاتھوں چھاؤں سے گرجہ بنظر  
فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پردے کے گھر  
گنبد کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر  
جوئے تھا باپ قیس کے ہر خطہ چشم و سر  
مان بھی لیٹے پھر سے تھی اُسے اپنے درش پر

	لیکن وہ مان کی گود میں اگر نہ سوتا تھا ہر وقت شور کرتا تھا ہر غم دور کرتا تھا	
پھر تاتھا باپ فل دکھاتا بہ چشم زار لیکن اسے قرار نہ آتا تھا نہ بیمار جسم وہ حال اُسید کیا جا کے آشکار مجنون کے باپ سے یہاں اُسکھڑی پکار	ما در تھپک تھپک کے مٹائی تھی کر کے پیار تو نذر التا تھا گلے بچ بے شمار رہتا تھا اک فقی کوئی وان خبر گوار ستے ہی اُسے آہ کی اور ہو کے آشکار	
	دکھ پائے والے لڑکے جو دنیا میں آئے ہیں پچھن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	
محل میں عاشقوں کی نمودار ہو دیگا چشم کرشمہ ساند کا بیسار ہو دیگا دیدار خبر و کا طلبگار ہو نہ گا دیسوائے شہر کوچہ و بازار ہو دیگا	لو کا تیرا یہ عاشق سرشار ہو دیگا زلف و نمین نازنین کے گرفتار ہو دیگا ناز و ادا کا دل سے خبردار ہو دیگا رمزون سے عاشقی کے خبردار ہو دیگا	آیا تو گھر خون کی اسے گود میں دیا تھا وہ جو رونادھوتا سو موت ہو گیا بارے اسطرح سے ہو واجب وہ کچھ بڑا اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا
دیکھا جو قاعدے کو بھئی یار و تور و دیا	مکتب کو دیکھتے تھے ہوش اپنا کھو دیا	

<p>اُستاد ایسے پیٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر پر معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو دل دیکھے خوب رو کی محبت میں خوب رو</p>	<p>روئے سخن میں اُنکے سے عاشقی کی بو تختی لکھے تو بولیں اسے آنسوؤں سے دھو تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے روبرو باعثِ خوشی کے تھے وہ حاضر تھے دُور</p>
<p>چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا</p>	
<p>اسکے سواے اور یہ جادو بھر کنسار صورت کو جبکی دیکھ کے بلبل ہو بقرار یا ہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار جو انہیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا گار</p>	<p>لڑکی جو اُس میں بیٹھی سو ایسی دگھنڈار اندر تو قاتلوں کا وہ بھیج ستم شعار اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار جادو پہ جاو جب یہ ہوا آنکر دوچار</p>
<p>دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا مکتب وہ اُسکے حق میں پرستان ہو گیا</p>	
<p>حسنِ داد کا ناز کا دیکھا جو التسیام تھی شرمگین وہ ناز میں لیلیٰ تھا اسکا نام بن و ام اُسے کر لیا مجنون کے تین غلام ایسا ہوا کہ گڑھنے لگا جی میں صبح و شام</p>	<p>اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشام زلف اُس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام اُسکے ہی دل میں اُلقت مجنوں کا اثر دام چاہت کی محبت کی سیہ آہیں ہم سب کا نام</p>
<p>تقدیر سے جو چاہے کار و شن قلم ہو ان دو نوانِ دل و شہِ حرفِ محبت رقم ہوا</p>	
<p>یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ بُجھاتی تھی</p>	<p>چاہت جو یہ بتاتا تھا وہ بھی جانتی تھی</p>

<p>پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی جنون کے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی</p>	<p>سنگینہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی ظاہر میں تو ہر اک سے وہ چاہت جھپتی تھی مکتب سے جب وہ تازمین ٹل گھر کو جاتی تھی</p>
<p>ہوتا ہجوم جمی میں جو تھا اضطراب کا اک اک ورق کھیرتا تھا دل کی کتاب کا</p>	
<p>مشقِ الف میں آہ کی تدریس دکھاتا تھا تقطعی کی جائے قطرہ آنسو بہاتا تھا نقشِ رہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا دیکھ اُس کو چشمِ یار تصویر میں لاتا تھا</p>	<p>تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا بے کی کشش میں طولِ طیش کو جاتا تھا لکھنے میں نیم کے جو قلم کو ہلاتا تھا جس وقت عین لکھنے میں دلوں کو لگاتا تھا</p>
<p>تختی وہ کیا تھی دفترِ نسخ و ملال تھا لکھنے کی بات پوچھو تو اُس کا یہ چال تھا</p>	
<p>مکتب میں جلد جائیگا تھا دمِ مہم خیال جو پوچھتا تھا اُس کوئی موجبِ ملال ہوتا ہوا اس سبب مرے اُنکوں کا اتصال اک دم کے دھڑکنے میں ہوتا تھا جی ٹھہرال</p>	<p>جاتی تھی جب وہ گھر میں تو اس کا بھی چال ہوتی تھیں چپکے روئیے آنکھیں پیکر کی مال کہتی تھی آنکھ میں جو پلک کا گیا ہے ال مجھوں سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال</p>
<p>جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی مجھوں کے تن میں دیکھ لے پھر جان آتی تھی</p>	
<p>آفت کی تازہ تازہ ہزار ہا زاریاں ہوئیں ہرگز نہ اتنا مہم نہ غمازیاں ہوئیں</p>	<p>کتے دنوں تو روز ہی ہزاریاں ہوئیں چاہت کی ہر کسچی نہاں ہزاریاں ہوئیں</p>

شوق و رون کی آئینہ پرواز یان ہوئیں	نے افزا ہوا نہ ذرا انداز یان ہوئیں
یکتا دلی میں طبع کی انباز یان ہوئیں	چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظر باز یان ہوئیں
مکتب کے بچ گل کی طرح سے کھلے رہے	ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے
مکتب میں جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار	اُس گلبدن کے دل میں چھپا ہجرت کا بخار
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلخوار	مجنون کو تھا جو لیلیٰ کے آنیکا انتظار
پھر تاکھی یہ کہتا وہ گھبرا کے ہیشمار	اب کوئی دم میں دیکھنے پر وصل کی ہمار
ہرگز نہ جی کو چھین نہ خاطر کو تھا قرار	آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلی چاد تھی	ور کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی
چھپ چھپ کے سب روتی رہی گھر میں زنین	جب شام تک نہ آئی وہ مجنوں کی جبین
بیتابی جہ تو ایسی ہوئی قیس کے تئیں	بیم پر کبھی کبھی مادر سے تھکین
اشکو نے آنکھ میں اُسکی بھریں صبح تک میں	یکل تمام رات رہا خستہ و حزین
کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہو یقین	جو بھرنے دکھائیں جھائیں وہ سب ہمیں
دلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہو دے گا	تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہو دے گا
فرقت کے درد و غم کی گرفتار یان ہوئیں	مجنون کے دل پہ جب یہ تنگاریاں ہوئیں
ہر دم و دھڑا دھڑکی دلی زاریاں ہوئیں	ہر آن بے بسی کی مدد گاریاں ہوئیں
ہجران کی غلط خطہ جفا کاریاں ہوئیں	اُسٹھنے کی تنگ و نام کی تیاریاں ہوئیں

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریاں ہوئیں	اُٹنی ہی اُس صنم کو بھی ناچاریاں ہوئیں
جیسا کہ اُسکے دل کے تین رنج و تاب تھا	وہیسا ہی نازنین کے تین اضطراب تھا
کتنے دنوں تو قیس رہا دل سنبھالتا	ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت میں جا بجا	اُس بیقرار نے بھی کیا سب ٹھک ٹھکا
لیلیٰ کا جب گزرتا دم صر مطلقا ہوا	پھر تو گھرا اپنا بھی اُسے لگنے لگا بُرا
مان باپ سے بھی رہنے لگا بگڑھی خفا	سمجھاتے تھے جو اُسکے تین خوش و اقربا
آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا	ہرگز کسی کی بات پر رکھتا نہ گوش تھا
گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بایم بیٹھتا	کہتا ہوا ہے اسکھڑی لیلیٰ کے پاس جا
کہیو مری طرف سے کہ اے شوخ و لربا	تین نگہ سے تو نے جو سب مجھے کیا
کیون مجھے روٹھ بیٹھی ہے خاطر میں خفا	اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھے کیا
لازم آئے ایک بار تو میرے کتنے پھر آ	آ کر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا
پہرے تلک یہ حال ہوا کو سنا تا تھا	باتیں یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا
جاتا کبھی مین میں تو ہوتا وہاں یہ حال	لبل لو وصل گل میں جو تھا دیکھنا محال
مل بیٹھے کا لیلیٰ کے تھا باندہ تا خیال	رو رو کے آنکھیں کرتا تھا گل کی طرح لال
جگرس سے چشم لیلیٰ کو دیتا کبھی مثال	سپنل سے یاد آتے تھے لیلیٰ کے اُسکوال
ہر سرو کو سمجھتا تھا لیلیا کے خوش جان	ہر دم لگے لگا تا تھا بیتاب ہو کمال

	دل سختی فراق سے جون غنچہ تنگ تھا گھر میں تو وہ طرح تھی جہن میں یہ رنگ تھا	
ہنستے اچھلتے کودتے کر کے بازیان کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیان مجنون بھی ہر بہانے سے تاشام اسکے بیان جب ہوتی رات گھر میں پھر آتا تھا بچان		چھٹی جوتی اور توبہ رکے لڑکیان یہی کے آنسو ہوتے تھے خسار پر روان تو جا کے دیکھوں مجنوں کو مکتب کے درمیان جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیان
	یہی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی آنکھوں میں نیند اُسکے سر تک نہ آتی تھی	
یہی کو پہلے آئیے اپنے وہ پاتا تھا گل کی طرح سے ولین نہ پھولا سنا تھا دل کی طلب کو اپنی نگہ سے جاتا تھا اُس ناز میں کی چاہ یہ قربان جاتا تھا		ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب میں آتا تھا اُس غنچہ لب کے منہ سے جو تھوڑا سا تھا لٹنے کا اشتیاق ہر اک دم سنا تھا جب حرت شوق یہی کے لب پر آتا تھا
	کہتا تھا میں غلام ترا ہے تم میر ہوں کہتی تھی ہنس کے وہ بھی میں تیری کنیر ہوں	
مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا مجنون بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ مسکا مجنون بھی ہر گھڑی اُسے آنکھوں پہ کھتا تھا آخر کو صبح جب اُنھیں دیتی تھی منہ دکھا		پھر گھر میں اپنے جاتی جو محبوب دلربا دیتی وہ کچھ تو مجنوں سے کہتی تھی تو بھی لا جو موتھی اُس نشانی کو سب چھپا چھپا رہتے تمام رات اسی دھن میں بستلا
	دونوں کو وہ سحر عید ہوتی تھی	مکتب میں پھر تو اُنکی تشبیہ ہوتی تھی

<p>سیانی لہوئی تو تارنیوالون پہ کچھ کھلی چاہت کے گل کی بوند ہی آخرش چھپی پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پوچھی گلی گلی چھپکن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی</p>	<p>جب تک بیڑہ سال تھی چاہت نہان رہی لوگوں میں چپے ہونے لگے اسکے ہر گھڑی جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو پہلی</p>
<p>آسان نہیں ہو رشتہ اُلفت کو توڑنا مشکل ہو باندے پن کی محبت کا چھوڑنا</p>	
<p>ماں باپ کے دیون میں بڑی غم کی گھڑی دونوں کی طبع کثرتِ تنبیہ پر (اٹری ہمدیت دکھائی اور تنقید بھی کی بڑی مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی</p>	<p>پہونچی یہ بات خانہ لیلیٰ میں جس گھڑی لیلیٰ جب اُسکے روبرو آکر ہوئی گھڑی کچھ جھڑکیاں دین باپ نے کچھ مان ہوئی گھڑی تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی</p>
<p>مجو رکرو یا وہین فرقت کے ساتھ سے تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے</p>	
<p>ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اُسکی رم مجنون ہی مجنون کہتی تھی ولین بدر و غم تختی کہیں بڑی تھی پڑے تھے کہیں قلم وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم</p>	<p>بے بس ہو گھر میں بیٹھ رہی جب تو وہ دم مجنون کی یہ صفحہ دل پر جو تھی رقم لیلیٰ کی یاد مجنون پر کرتی تھی یان ستم لیلیٰ کی شکل پھرتی تھی آنکھوں میں ہر قسم</p>
<p>دونوں کا صحن دل میں جو بیتابی ہوتی تھی وان مجنون مجنون ہوتا تھا یان لیلیٰ لیلیٰ تھی</p>	
<p>چین اُسکے دلوں گھر میں نہوتا تھا اک ذری</p>	<p>لا تا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی</p>



<p>نخیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی آخر گھرا پنا چھوڑ کے صحرائی راہ لی بیشا میں تیرا باپ ہوں مل تجھے آگھڑی</p>	<p>ناچار اُسکے پاؤں میں زنجیر ڈال دی تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہو وہ بھی کی کہتا تھا باپ جا کے جو اُس سے کبھی کبھی</p>
<p>کہتا تھا رو کے میں تو تجھے جانتا نہیں ایلی اسوا کسی کو میں پہچانتا نہیں</p>	
<p>تھا چوہا تھا ہا نیسے چوٹھ جو گھر کی تھی کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی پھرتی اور اُدھر تھی وہ جیلے کو ڈھونڈتی تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی</p>	<p>آہا تھا دیکھنے کو جو یلی کو وہ کبھی گھڑی کو دیکھتا تھا کہ ہو بندیا کھلی یلی کو اُسکے آئیے ہوئی تھی آگہی مادر پر کے خون سے تھی گر پے بسے</p>
<p>کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر رہوش کھوتا تھا بافونکے برے وان اسے رو دینا ہوتا تھا</p>	
<p>مجھونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا لڑکے جب آئے جنون کو دیتے تھے یہ ستا یلی بھی اُسکے سنتی تھی جب شور کی صدا جلدی سے اُسکو دیتی تھی منہ ان نظر دکھا</p>	<p>جاتی تھی سیر باغ کو جسم وہ دلربا و پیار کے لیے وہ ہسانہ تھا باغ کا سننے ہی دوڑتا تھا نوشی سے وہ بتلا محل کے پر دیکو وہیں دیتی تھی پھر اٹھا</p>
<p>دونوں طرف سے شوق جو نشتر چھوٹا تھا وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا</p>	
<p>آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا ورنہ وہاں پہنچے پھر اُسی راہی میں جا پڑا</p>	<p>ہجنون کا نہ توں تھکایا ہی حال تھا گر دیکھا ہسانہ تو تھک نہ کو تھک لیا</p>

<p>بیلی ہی لیلی اسکی زبان پر تھی جاہلبا                  تن کا بیان میں یار و کون اس کے اور کیا</p>	<p>سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا                  رہتا تھا رات دن غمِ وقت میں دل چھٹا</p>
<p>بیلی ہی لیلی اسکی زبان پر تھی جاہلبا                  تن کا بیان میں یار و کون اس کے اور کیا</p>	<p>غالب جو اس کے جی پہ وہ دلور اندھن ہوا                  بلی کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا</p>
<p>اس خستہ دلکی مونس و غمخوار لیلی ہی                  ثوبی و دلبری میں چمن زار لیلی ہی                  خویمان نازنین میں فسوںکار لیلی ہی                  بھون کی عاشقی کی سزاوار لیلی ہی</p>	<p>کہتا تھا دمِ مری دلدار لیلی ہی                  محفل میں دلبر و نکی نو دار لیلی ہی                  ناز و او کی گری باز لیلی ہی                  محبوب گلر خوشی و فادار لیلی ہی</p>
<p>بیلی ہی کی او اچے مرادل شمسار ہی                  بلی ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہی</p>	<p>بیلی ہی کی او اچے مرادل شمسار ہی                  بلی ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہی</p>
<p>مشاطہ ایک خانہ لیلی میں بھیج دی                  لڑکے کی آنکھی تو ہو جون سے لگن لگی                  مشاطہ جب یہ سنکے ادھر سے لڑھکھری                  سب جھوٹ ہی جو کہتے ہیں اسکی دیگلی</p>	<p>مان باپ نے جب اسکی یہ کچھ دیکھی بھلی                  مادر پدر نے لیلی کے بات اُس سے کی                  سنتے ہیں وہ تو رہتا ہی وحشی سا ہر گھڑی                  اُسے کہا تو یان سے یہ کہ بھیجا ہر گھڑی</p>
<p>کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پر کھیلو                  باد رہو تو اپنی تم آکھوں سے دیکھ لو</p>	<p>کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پر کھیلو                  باد رہو تو اپنی تم آکھوں سے دیکھ لو</p>
<p>زرین لباس اس کے بدن میں پہنا دیا                  دستار و رشتان کو بہ سر جگمگا دیا                  بزمین کو دوش کے اوپر اڑھا دیا</p>	<p>لکھریہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا                  زلفین سنوار آکھوں میں سرمہ لگا دیا                  چپکاسنہ اسکی کمر میں بندھا دیا</p>

رو مال اک زری کا بھی ہاتھوں لیا	بوڑھے بڑوں کے ساتھ اُسے دان بچا دیا
جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے دان گئے	ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوشلور وہ بھی خوش ہوئے
کہتے ہیں قیس لڑکوں میں صاحبِ جلال تھا	پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
دان جنے دیکھا اسکو بہت جی کو خوش لگا	تھیں بیدیاں بھی دھنیں غنوں سے جا بجا
کہتی تھیں یہ تو لڑکا نہایت ہو خوش ادا	دیوانگی کا اُسکے عبت شور تھا مچا
بیٹھے تھے اُنکے پاس جو بلی کے اقربا	لڑکے کا حسن سب کی ہنگا ہو نہیں تھا کھپا
سب ولین اپنے خمِ محبت کو بوتے تھے	افعت کی باتیں کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے
کہتے ہیں ایک سنگ کین لیلیٰ نے پالا تھا	ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جان نظر پڑا
مجنون نے سر کو پافون پہ اُس سنگ رکھ دیا	کرپا رہا اسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رو مال وہ زری کا اُسی کو اڑھا دیا	گودی میں اپنی چار سے جلدی بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اسکے سر پہ بھی پیچہ پر رکھا	بے اختیار ہو کے اُسے جب تو یہ کہا
تو جبکہ پاس ہو بیٹھے اُس سے جدا نہی ہو	مدت میں تیری شکل نظر مجھ کو آئی ہو
اُس سنگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا چال	جو ہاتھ پیار سے دیے گردن میں اُسکی ڈال
سکے تئیں یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال	تھے جیسے خوش وہ دیکھ دان قیس کا چال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال	آپس میں جب تو کرنے لگے سب قیل و قال
جو ہوش میں ہو اُس تو یہ بات ہو محال	ہوتی مگر ایسی دیوانگی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے	
مان باپ کے تھی دلو اور ملک رہی خوشی استے میں آئے پھر کے اور سے جو وہ بھی اور یوں کہا بہت حسین شرمندگی ہوئی خاطر میں پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی	یعنی پسند ہو گی انھیں طرز قیس کی جو دروات گزری تھی اگر وہ سب کی اس سے تو ہم نہ جانتے تو بہتر وہ بات تھی شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی
پھر تو ہمیشہ کو پہ لیسلی میں جاتا تھا بیٹا بیان جتنا تھا اور غل چاٹتا تھا	
آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر شکار گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بے قرار وان سے بھی جب اٹھا دیا اسکو حال لڑکوں کا تھا جہم لگا ساتھ بے شمار	کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار لیلا کے دریا پڑا میں ہو کے بیو تار کلیونین جب تو پھر نہ لگا ہو کے دفکار آنکھیں بھی منہج مانو کے غل شور بار بار
کثرت میں عشق تھا جو بیت گلزار کا اک جوش تھا جنون کے چین کی ہمار کا	
لیلی بھی اسکی چاہ میں بے اختیار تھی لئے کو اسکی آتی تھیں جب لڑکیاں کبھی ہٹ کر میں وہ انکو سنا تھی ہر گھڑی آنکھوں میں اشک آہ بلب و لو اس جی	منہ کو پیٹے رہتی تھی مسند نہ وہ پڑی وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی زہنا میر سے پاس نہ آیا کر و کبھی صحبت مجھے کسی کی نہیں گنتی بدھ بھلی
مجنون کے دیکھنے کی تہنا نہ تھی	لیتی سحر سے شام تلک اسکا نام تھی

<p>جو اُسے گدرا حال وہ اسپر ہوا عیان اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالہ و نغان اُکھوں سے اشک اُسکے بھی ہوتے تھے بیان اُلفت کا اُنکی آہ میں کیا کیا کروں بیان</p>	<p>اس حد پہ چاہ ہو چھی تھی دونوں کی دوستان گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان ہوتی تھی اُسکی چشم اور مہر جب گزشتان جو اُسکی شکل یان تھی وہی اُسکی شکل وان</p>
<p>چاہت کے گل کچھ ایسی طرح جی مین کھل گئے جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے</p>	
<p>جب قی کی نہ عاشق و مشوق مین ہو جا جو اُس پہ ہو گیا وہی اُس پر گزر گیا گھر بیٹھے اُس کے پانوں مین کاٹا وہ مین چھا میلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا</p>	<p>بچ پوچھیے تو رکھتی ہو چاہت بھی کیا مزا لیکن گ دوستی مین رہے دونوں بر ملا جو اُسکے پامین پھرتے ہوئے آبلہ پڑا مجنون کے روئین روئین مین میلی گئی سما</p>
<p>چاہت کے اُسے کام بہت نیک ہو گئے دونوں مین کچھ دوئی نہ ہی ایک ہو گئے</p>	
<p>پہنان نہیں غرض ہو یہ مشہور در جہان عشاق کے یہ دل پہ نہیں مطلقاً تہان داو مین ہو گیا رگ مجنون سے خون وان حیرت نہیں یہ چاہ کی لہجہ پختہ کا ریان</p>	<p>اُسکی مثل مین کرتا ہوں یا ر و جواب بیان یہ رمز عشق ہوا سے جانے ہن عاشقان میلی نے ایک دم کھلائی تھی قصد وان حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان</p>
<p>جب چٹکی مین چاہ کا ہو تا کمال ہو وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہو</p>	
<p>تھوڑا سا اُس کتابت میں بھی یہ لکھا</p>	<p>قصہ تو میلی مجنون کا ہو دوستو بڑا</p>

<p>کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی میں آگیا ہو راحت بہاڑے سے رنجِ خزان لگا آگے نظیر اس کا بیان اب کروں میں کیا</p>	<p>استغثن میں رکھتا تھا کب طبع کو رسا سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا لیلیٰ جو اٹھ گئی وہیں مجھوں بھی چل بسا</p>
<p>کاغذ میں نام اُن کا بارِ قلم رہ گیا آخر کو دونوں جاتے رہے نام رہ گیا</p>	
<p>— — — — —</p>	
<p>آغازِ دیوانِ نظیرِ مرحوم</p>	<p>بسم اللہ الرحمن الرحیم</p>
<p>کہ خور اسکے حسنِ رخ کو گنا تگنے دزدہ آسا نظر آفتابِ دلِ دوینِ شرہ صدِ مطرت افزا غرض اس طرح کا عالم کہ پری کے ابا ہا جو چلی ہو یوں جبکہ کر کو غم ہو کہ جھکا کہا تگنے یہ اسے میان کوئی تم بھی ہو تماشا جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہو سوچ پھر کیا</p>	<p>سحر اس جھکے آیا نظر اک نگارِ رعنا خند و خالِ خوبی گین لبِ لبان سے گین کھلی بچپن نہ لہجہ پر غم سی رشکِ رنگِ نسیم کہا تگنے اسے سمن بر پر پھر ہر مہرِ بیکہ ہو جو قصدِ سیرِ لبانِ جلیپن ہم بھی ساتھ آجان نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دودنی</p>
<p>کہا جب نظیر بنے یہی دلیں ہم تو کہتے تو کہا یونہی ہو وے تو پھر اس کا پوچھنا کیا</p>	
<p>اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستہ سے رشتہ بڑھانے کی راہ کفِ دستوں سے ڈرتے رہنا ہی مناسب ہو یہ دستوں سے</p>	<p>لو نہ ہنس ہنس کے تم غیار کے گلہ توں سے فندقین نرم ہیں دیکھ آسکے رنگستون سے رو برو ہو جو چشمانِ تان سے اسے دل</p>

دور کیا انا دے ارا ہوئے دل حبیب	دست صیاد سے چھوٹے تو اچھل پے در پے
پیش جاتی نہیں ہرگز کوئی تدبیر نظیر	کام جب آنکے پڑتا ہی زبردستوں سے
ولہ	
شاہ جہان سمجھتے ہیں پہلی نگاہ کو کیا دست رس ہو دیکھئے اس دستگاہ کو نجات تھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج گلاہ کو کیا ناپسند گئے ہو اس رسم ذراہ کو جو چاہ میں سمجھتے ہیں بہتر نگاہ کو لیجاؤ اپنے اس دل عزت پناہ کو	ہر دم چھپا دے دان کوئی گیارہ کی چاہ کو دکھلا جانی دست لیا چھپے دین و دل پیشہ جہاں تہذیب میں تو رخ کی جھلک دکھا ناصح تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے جو بھڑکی سے اُسے ہلکو خدا دیکھ کر کہا جاتی ہیں جھڑکیوں میں ہا رسی وہ لذتیں گر غار ہے کچھ اس میں نہیں تو کچھ اور میان
کہا کہ اس لیے تم یاں جو غل جاتے ہو کہا کہ تم بھی تو جیسے نگہ لڑاتے ہو کہا غلط ہو یہ باتیں جو تم بناتے ہو کہا کہ تم بھی تو چاہت ہو جن جاتے ہو کہا خبر ہی نہیں کیوں زبان پہ لاتے ہو کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو	کہا جو جھپٹے ہیں در سے کیوں اٹھاتے ہو کہا لڑاتے ہو کیوں جسے غیر کو ہدم کہا جو حال دل اپنا تو اُس نے ہنس نہیں کر کہا جاتے ہو کیوں ہکو روز تاز و ادا کہا کہ عرض کر بن چہ جو گذرتا ہے کہا کہ روٹھے ہو کیوں ہے کیا سبب کا
کہا کہ ہم نہیں آنکے یاں تو اُسے نظیر کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو	

<p>دو دستوں کو کیا دیو الی مین نشاط و عیش ہو اسطرح مین کوچہ و بازار پر نقش و نگار گرم جوشی اپنے با جام چراغان لطف سے ماں سیر چراغان خلق ہر جا دم بدم عاشقان کہتے ہیں شوقن سے لا بحر و ناز گر مکر روض کرتے ہیں تو کہتے ہیں وہ شوق کہتے ہیں اہل قمار آپس مین گرم اختلاط جیت کا پڑتا ہے جسکا دافون وہ کہتا ہے لین</p>	<p>سب مہیا ہو جو اس منہ گام کے شایان ہو ہو عیان حسن نگارستانی جیسے خوب رہے کیا ہی روشن کر رہی ہے ہر طرف روغن کی کئی حاصل نظارہ حسن شعرویان پے پے ہو اگر منظور کچھ لینا تو حاضر مین روپے سہے لیتے ہو میان تکرار حجت تا سکہ ہم تو ب مین سو روپے رکھتے ہیں تم رکھتے ہو کئی سکودست راست ہی میرے کوئی فرخندہ چلی</p>
<p>ہو دسرو مین بھی یون گر فرحت و زنت نظیر پر دیو الی بھی عجب پاکیزہ تر تیار رہی</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>فرشتے دون پر نہیں مہر ہتاب مین ہی لیا ہی ہے حودل دین بھی ہو طلب کرتے</p>	<p>جلو مین چاہنے والے قمر کا ب مین ہی وال اس تقاضے سے اپنا تو بیچ و تاب مین ہی</p>
<p>کہا کہ دفتر حسن پر یون کی نظیر تخصیص خبر نہیں یہ بھی اسی حساب مین ہی</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>شور افکن جنون ہے ججا نگاہ کرنا جانا بھی آگے اُنسکے اکثر فی نظارہ ملنا بھی اس روش سے جہاں گمان الفت</p>	<p>رکھتا ہے کام ہدم وان ضبط آہ کرنا باعث بھی بہر اخفا پھر رو براہ کرنا گر کچھ بھی ہو تو وہ ہیں دور استعباہ کرنا</p>



<p>پوچھا اگر اس غنم نے ہم سن میں ہن کیسے</p>	<p>تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا</p>
<p>کیا کیا فطیر تجھ میں مکر و فریب ہیں جو</p>	<p>اس رمز آشنا سے اس ٹوہب کی چاہ کرنا</p>
<p>جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آگلو تم پاس منھ کو لا کے یہ ہنس کر کہو کہ لو نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو پھر پھر کے جام پھر گل رنگ کے پیو اکچھ بلبلون کا زمزمہ دل کشا سنو</p>	<p>نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو وی بر میں اب لباس سنتی کو جیسے جا گر ہم نشہ میں ہو کہ میں دو تو لطف سے بیشہ و چمن میں نگر و صند برگ کی طرف سنکر بسنت مطرب زرین لباس سے کچھ قمریوں کے نغمہ کو دو سائین راہ تم</p>
<p>مطلب ہو یہ فطیر کا یون دیکھ کر بسنت</p>	<p>ہو تم بھی شاہ دل کو ہارے بھی خوش کرو</p>
<p>ہنس کر کہا یہ بھنے اے جان بسنت آئی پوشاک زر قشانی اپنی وہن رنگائی سرسون کی شاخ پر گل پھر جلاک رنگائی رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی دیکھا تو اسکی رنگت اُسپر ہوئی سوائی نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی سیدیں گلا یون میں ڈالے کرے طلائی دیکھی بہار گلشن بہر طرب فزائی</p>	<p>ملکر غنم سے اپنے ہر گام دل کشائی سنتے ہی اس پر ہی نے گل گل شکفتہ ہو کر جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر رکت اک نکٹری اٹھا کر نازک سنی نگلیوں میں جس دم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو پھر تو بعد مسرت اور سوز اکتون سے چھپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو بن شن کے اسطرح سے پھر راہ لی چمن کی</p>

<p>کس کس روش سے اپنی آن داوا دکھائی وہ زرد پوشی اسکی وہ طرز دلربائی لکھنے کو وصف اسکا اپنی قلم اٹھائی اور طرہ ترسنتی اک انجمن بنائی گلدستہ اسکے آگے ہنس ہنس سنت لائی ساتی نے جام زرین بھر بھر کے مٹی پلائی</p>	<p>جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایاں کیا کیا بیان ہو جیسے کی چین چین میں صد برگ سے صفت کی نرگس نے بڑ تامل پھر چین میں چین کے آیا حسن و خوبی اس انجمن میں بیجا ب ناز و نمکنت سے کی مطربوں نے خوش ہوا غازِ نغمہ ساری</p>
<p>دیکھ اسکو اور مغل اسکی نظیر ہر دم کیا کیا بسنت اگر اسوقت جگمگائی</p>	<p>ولہ</p>
<p>ہو طرہ و زر کا رطب زربسنت کا بزمِ مومنین نغمہ خوشدلی افزائسنت کا ہو جیسے زر نگار سراپا بسنت کا ای جان ہوا تو کہیں چربا بسنت کا کہیے گناہ منے کیا کیا بسنت کا دل دیکھتے ہی ہو گیا شیرِ بسنت کا</p>	<p>خوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا باغِ مومنین لطف نشوونما کی بہن کشر ترین پھرتے بہن کر لباسِ سنتی و وولبران جاد رہے پیار کے یہ کہا ہننے صبح دم تشریف تم نلائے جو کرکسنتی پوش سنتے ہی اس بہار سے نکلا کہ جسکے تین</p>
<p>اپنا وہ خوش لباسِ سنتی دکھا نظیر چمکایا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا</p>	<p>کر گئی ہے اسکی ترکان کی جھپٹ کی ہیں کچھ تو جاتا دل سے خارِ بقیارِ کا خلش</p>
<p>کل اگر چاہے تو ہم اسکے مٹی کچھ ہیں کاش وہ نوکِ قرہ دیتی قرار اک پل ہیں</p>	<p></p>

<p>کیا جاتی ہو تو اپنی نرمی اسے خجل نہیں جسطرح سے ہو سکے ایسی نشیدیں چلی ہیں ہوش میں آنے نہیں دیتا ترا کا جل ہیں دام میں لیتا ہے اس کا کل کا اک اک بلی ہیں</p>	<p>وہ کھٹ پانہ سہلائی ہی نازک نرم نرم اس پر یرو کی گلی میں یا نہان یا آشکار ہم تو ہوں کیفی تر سے پر کیا کرین آپشہ پار دل خم برد کو دیتے ہیں تو کس کس بچ سے</p>
<p>ہم تو اسکے چاہنے والے ہیں مدت سے نظیر اور نیا لگتا ہی اب تک وہ صنم خجل ہیں</p>	
<p>یار رب تری قدرت میں ہر آن تماشا ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا اور روی زمین پر گل وریحان تماشا انسان عجوبہ ہیں تو حیوان تماشا کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا کھتی ہو کین زلف پریشان تماشا ہر وقت تھی سیر ہے ہر آن تماشا غل شور پیش نالہ و افغان تماشا</p>	<p>ہو کیون نہ ترے کام میں حیران تماشا سے عرش سے تا فرش نئے رنگ سے ٹھنک افلاک پہ تار و نکی جھمکتی ہو طلسمات جنات پری دیو ملک حور بھی نادر جب حسن کے جاتی ہے موقع نہ نظر آہ چوٹی کی گندھاوٹ کھین کھلاتی ہے لہریں گر عتق کے کوچے میں گزریجے تو دان بگی منہ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک</p>
<p>ہم بہت گما ہوئی نظیر میں تو نظیر آہ سب ارض و سما کی ہر گلستان تماشا</p>	
<p>ایسے ہی تم اب رہتے ہو بزار ہیں سے رہتی ہی پھری ابرائے خمدار ہیں سے ساتی کو بھی ہی حجت و تکرار ہیں سے</p>	<p>تھے آگ بہت جیسے کہ خوش یار ہیں سے ہیں سب سے تو اسی ماہ اشارت و لکین محفل میں جو دیکھا تو اودھر تم ہو خفا اور</p>

<p>اور دن سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہر باتوں سے گلاشت چمن کرتے ہو جب ہر وہ یا رہن اقرار ملاقات ہو ہر اک سے بعد مہر</p>	<p>اُسکو تو فقط کرنا ہو اظہارِ چین سے وہ ان بھی غرض آتی کہ تمہیں عار چین سے کی غور تو ہو گیا تمہیں انکار چین سے</p>
<p>سمجھو گا جو رہتے کو نظیرِ اہلِ وفا کے تو ملنے لگے گا وہ طرح دار چین سے</p>	
<p>نہ سُرخِ غنچہ گل میں ترے دہن کی سی میں کیوں نہ پہنوں کہ اُس گلدن کا نیسے یہ برقِ ابر میں دیکھے سے یاد آتی ہے گلوں کے رنگ کہ کیا دیکھتے ہو انخواب جو دل تھا وصل میں آباد تیرے ہجر میں آہ نواپے تن کو نہرے نثرن سے آبِ نشیہ ترا جو پاؤں کا تلوا ہو نرم محلِ سا</p>	<p>نہ یا سمن میں صفائی ترے بدن کی سی بہارِ آج مرے گھر میں ہو چمن کی سی جھلک کسی کے ڈوٹھ میں نورتن کی سی یہ رنگتیں ہیں تمہارے ہی پہرہ میں کی سی نئی شکل اب اسکی اجاڑ بن کی سی بھلا تو دیکھ یہ نرمی اور ترے تن کی سی صفائی اس میں ہو کیسے تو نثرن کی سی</p>
<p>نظیرِ ایک غزل اس زمین میں اور بھی لکھ کہ اب تو کم ہر روانی ترے سخن کی سی</p>	
<p>نہیں ہو ایسی یہ بونا فخرِ سخن کی سی میں ہنسکے اسلئے منہ چومتا ہوں غنچہ کا خدا کی واسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو ہزار تن کے چلین بانگے خوب رویں مجھے تو اُسے نہایت ہی رشک آتا ہے</p>	<p>پست ہے نہ تو کسی زلف پر فلک کی سی کہ کچھ لٹکانی ہے انہیں ترے دہن کی سی مجھے ہوا آتی ہو اس میں کسی بدن کی سی کسی میں آن نہیں تیرے بالکین کی سی کہ چپکے ہاتھ سے پوشاک تیرے تن کی سی</p>

<p>ہو بات کچھ نہ کچھ اس میں بھی مکر و فن کی سی یہی پس ایک کسی تنہ میرے کی سی یہ آئے دیکھئے واڑھی لگائے سن کی سی</p>	<p>کما جوتنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گگا وگر نہ بیج ہو تو ای جان اتی مدت میں وہ دیکھ شیخ کو لاجول پڑھکے کہتا ہو</p>
<p>کمان تو اور کمان اُس پری کا وصلِ نظیر میان تو چھوڑیہ باتیں دیوانے پن کی سی</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا مجھے اُس گھڑی اگھر پہر ہن تھا خدا جانے کس کا یہ نقش بدن تھا گیا وہ تو جس سے مزین بدن تھا مشین بدن تھا معطر کفن تھا نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا</p>	<p>وہ رشک چمن کل جو زیب چمن تھا گیا میں جو اُس بن چمن میں تو ہر گل یہ غنچ جو بے در و گلچین نے توڑا تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا کئی بار ہننے یہ دیکھا کہ جن کا جو قبر کمن انکی اکھڑی تو دیکھا</p>
<p>نظیر آگے ہلو ہو س تھی کفن کی جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ بن تھا</p>	
<p>وہاں کے بھی کھیتے اب نانی آپ کی چین نیف کی ڈھلک پڑی وہ آتی آپ کی تک بھٹک کھلا کے پھر انگلیا پھیپانی آپ کی جسکے اوپر دو گھڑی ہونہر بانی آپ کی ہاں بھلا ہم بھی تو جانیں پہلوانی آپ کی</p>	<p>و کچھ گرتی کلیمین سبر و مہانی آپ کی کیا تعجب ہو اگر دیکھے تو مردہ جی اُسٹے ہستو کیا ہن دل فرشتے کا بھی کانہ چہین آپڑے دو سویرسک مردہ بچان میں جان اک پٹ کشتی کی ہے بھی تو کر دیکھو ذرا</p>

دیکھو کہ ناما تو مت خالی سلانی سے رکھو چھلے غیروں پاس تو وہ خاتمِ زمانے بگمار وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہ گئی ہنسنے بھیجا تکوتم کتے ہو یاں پہونچا نہیں ایک شب ایجان جان گھر میں سکر چائے کیا عجب صورت رقیبِ روسیہ کی دیکھ کر ایک عالم کو کہن کی طرح سر پہو لگیا اب	دورِ نکو سے گی ہمیں یہ سرمہ دانی آپ کی ہو ہمارے پاس بھی اب تک نشانی آپ کی ہو یہ جھوٹی دوستی اب بننے جانی آپ کی کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی حال پر بندیکے ہوگی مہربانی آپ کی خوف سے حالت ہوئی ہو یاں پانی آپ کی اگر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی
---	--

کیا ہمیں لگتی ہو پیاری جب وہ کہتی ہو نظیر  
ہو میان کچھ اندون نامہربانی آپ کی

دیکھو عقدِ فریا ہمیں انکور کی سو جھی موسلی کے تئیں گوشہ طور کی سو جھی ہنسنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہو غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے دیکھا جو نہا نہیں وہ گورابدن اُس کا سرباؤن سے جھپٹے اُس زلفِ شیرین جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہو عبادت	کیون بادہ کشو ہلو بھی کیا دور کی سو جھی پر ختم رسالت کو بہت دور کی سو جھی پریوں نے جو دیکھا تو اُنھیں حور کی سو جھی موسلی کو بھلا کیسے تو کیا دور کی سو جھی بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سو جھی تب ہلو سیاہی شبِ دیو کی سو جھی کی غور جو ظاہر میں تو مز دور کی سو جھی
---	--

مصنوع میں صانعِ نظر آوے تو نظیر آہ

نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سو جھی

وہ چھو دیکھ کچھ اسٹھ سے شرمسار ہوا	کہ میں خیالی پہ اُسکی فقط نثار ہوا
------------------------------------	------------------------------------

<p>ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا پڑین قرار تپس پر یہ کچھ قرار ہوا تو ڈنظر کا وہین اُسکو ایک بار ہوا</p>	<p>سبھو نگو بسو دیئے ہنسکے اور ہین گالی ہمارے نرنے کو بان تم تو جھوٹ سمجھتے تھے قرار کر کے نہ آیا وہ سنگدل کا فسر گلے کا بار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا</p>
<p>کسی سے اور تو کچھ پس چلا نہ اُس کا نظیر ندان میرے ہی آکر گلے کا صبار ہوا</p>	
<p>تپتہ خیمہ دین خدا نے دیا ہو بجائے دل دل سے مرے صد یہی کلی کہ ہائے دل تو تو جہان میں بچہ کیند ڈھونڈھانیا دل ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل جو مطلقا ترا وہ نہ خاطر میں لائے دل دُور دُور اُدھر کرے اور اُدھر کو تائے دل ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر ٹھٹھائے دل خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنا دل کیا اتھا جسم تھا اور کیا صفا سائے دل</p>	<p>کسب مثل شیشہ اُکا کسی سے برائے دل جب بے پلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچ کر آوے اگر تیان کے تین رسم دہری ابو تری جفا سے یہ مانگون ہوں میں دعا اور جیسے تو نہ ہو وہ ظالم ہوا سقد تجھ پر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہوں دل کو میں شیدا ہوں میں تو ایلی و مجنون کی چاہ پر تھے اُسکے پاس آجے چھاتی پہ اُسکی آہ</p>
<p>ہین یہاں پڑے جواہل دل اکثر یہ کہتے ہین چھوٹا سا اک نظیر بھی ہو خاکیا سے دل</p>	
<p>غرض ہم نے بھی کیا کیا کچھ محبت کے فرسے ہوئے کھلے ہین دیکھئے ہم میں بھی یہ الفت کے گل ہوئے</p>	<p>ہنسے روئے پھرے رہا ہو جی جا کر بندھے چھوئے کلیجے میں بھچپوئے دل میں وائے اور گل ہین ہاتھوئے</p>

<p>تغارت کچھ نشین گلبدین مین اور پیر زخواری مین ہزاروں گالیان دین پھر ذرا ہنسکادو سر کھچا کھینچے ہو مجھے تم مین یہ مانگوں ہوں دعلول مین زبان کی کر کے مقرر اضل در بنا دشنام کا کاغذ یہ کہتے ہیں کہ عاشق چھوٹ جاتا ہواڑ سے</p>	<p>جوانکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے بجلا اتنی تسلی سے پھپھوے دے لکے بھپوٹے کوئی دلبر مرے آگے تھمیں بھی خوب سا کوٹے ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کتری ہین گل بوٹے جب اسکی عمر کو شکر اجل کا آنکر بوٹے</p>
<p>ہاں سی روح تو پھرتی ہی معشوق کی گلیوں مین نظیر اب ہم تو مر کر بھی نہ اس جہال سے چھوٹے</p>	<p>اشک ہے جنگل کی جنگل دم مین صل کر بھر دیے شمعدان شمعوں نے اپنے سب گپیل کر بھر دیے اشک تھے آنکھوں مین یا موتی چھلکے بھر دیے آنے اک دو چار ساغر جھکو جھکو بھر دیے خون مین سب دامن کپاٹ اسکے اچھلکے بھر دیے آخر شلیت و صل سے آجکل کر بھر دیے جوش گل نے ابکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے</p>
<p>فوج غم مین چشم نے گونہرا گل کر بھر دیے جلوہ گر محفل مین رات اس حسن کے شعلے کو دیکھ گل جو تک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدین جام کم بھرتے مین ساتی کو ذرا چھڑا جو مین فرج کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ نے زخم شانے کے تری زلفوں آو وعدہ غلامان کہتے ہیں باغبان جتنے کہ خالی سے چمن</p>	<p>اب ترے روئیکہ عالم حد سے گذرا ہی نظیر اشک نے تیرے تو سب جل قفل نکھر کر بھر دیے</p>
<p>کہتے ہیں یان کہ جسا کوئی مہربین نہیں جھجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہیں ساتی کو جام دیتے ہیں اس خوش نگہ کو آہ</p>	<p>پیارے جو ہم سے پوچھ تو یان کیا کہیں نہیں یوں نازنین بہت مین یہ ناز آفرین نہیں ہر دم اشارتین مین کہ اسکے تئیں نہیں</p>



<p>آپ ہی پھر اسکو کتابوں میں سکھائی نہیں بندہ تو میرا مول خرید نہیں نہیں یاں دم میں دم ہو ہوتی نہیں نہیں</p>	<p>جب اُس زمین کے کہنے سے مانے ہو وہ بُرا اتنا تو چھڑتا ہوں کہ کتابی جب وہ شوخ ساقی تجھے قسم ہے دے جا مجھے تو جام</p>
<p>پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتلِ نظیر کو کہتا ہے ہنسنے مارا ہو ہاں ہاں نہیں نہیں</p>	
<p>کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری بندے بالے پری موتی پری دکان پری لہر چوٹی کی غضب زلفِ پیشانی پری مہجبین سببِ ذوقِ جاہِ بخندان پری تجہ ابرو کی تتمِ نرگسِ شرکان پری آن ہنسنے کی قیامت لبِ دندان پری تھرکا جل کی کجبادتِ مسی و پان پری حورِ چینی کی جھلک گو ہر غلطان پری عطر دانِ طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری انگلیا تصویرِ گرتی کا گریبان پری شانِ بلورِ گلا وٹ میں ہر اک رن پری چالِ آفت کی نشانِ خنیشِ دامان پری</p>	<p>ترخ پری چشم پری زلف پری آن پری جھکی جھکی وہ شریکی کرن پھول وہ پھول رُخسکِ غرضِ چینِ ابرسید سے بچے حسنِ گلزارِ قمرِ شکلِ صراحی گردن تاز و غمزہ کی بلا تیرنگہ دستِ سنان مسکرا سنے کی ادا جیسے چک بکلی کی آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہیں چھل بینی اور تھک کا یہ عالم کہ چھدے دل جس سے دھمکدھمکی چاندی جگنو بھی ستارہ کی مثال چاکِ سینے کا غصہ صاف بدن موتی سا پشتِ گلبرگِ شکمِ سیمِ کمر تارنگا ہ گھیرا پشوار کا وہ چسکے کنارِ قریں</p>
<p>کیا کہوں اُسکے سراپا کی مینِ تعریفِ نظیر قد پری مہچ پری عالم پری اور شان پری</p>	

<p>زادہ در وصفہ رضوان سے کہو عشق اللہ جسکی آنکھوں نے کیا یزم و دو عالم کو فراب یار و دیکھو جو کہیں اُس گل خندان کا بھل ہیں جو وہ کشتہ شمشیر نگاہ متاقل آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلی ہو رضوان</p>	<p>عاشقہ کوچہ جانان سے کہو عشق اللہ کوئی اُس فتنہ دوران سے کہو عشق اللہ تو مرے دیدہ گریبان سے کہو عشق اللہ جاسکے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ ای بتان مجھ دل برائے کہو عشق اللہ</p>
<p>یا دین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر روز و شب سنبھل و رجحان سے کہو عشق اللہ</p>	
<p>ای شیخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھپڑ چھپڑ گیا جب تو پیش نہ جاو گیا کچھ فسون چھپڑ مین تو یا ر مجھ کو بھی ہنس کے بہت دے روک روک کے اشک چشم کے لایا ہو عفریہ</p>	<p>ایسا ہی چھپڑ تا ہی تو اہل وفا کو چھپڑ ای دل نہ اُسکے انہی زلف و دوتا کو چھپڑ دلی خوشی یہی ہو کہ اُس دلبر با کو چھپڑ ای غنچ لب تو اب نہ دل مبتلا کو چھپڑ</p>
<p>اک حرف چھپڑ کا تو صبر بجا نہ کہ نظیر چھپڑے اگر تو پر دے مین اُس پر جفا کو چھپڑ</p>	
<p>و اسوخت</p>	
<p>دوستان شرح پریشانی من گوش کنید گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید</p>	<p>قصہ بے سرو سامانی من گوش کنید داستان غم نہانی من گوش کنید</p>
<p>شرح این آتش جانسوز نلفتن تا کے سو ختم سو ختم این سوز نلفتن تا کے</p>	
<p>روز گاری من دل ساکن کو بے بودیم</p>	<p>تاریخ خوی بست عہدہ جو سے بودیم</p>

عقل و دین باخته دیوانہ رو سے بودیم	ہستہ سلسلہ سلسلہ مو سے بودیم
کس در ان سلسلہ غیر از من دل بند نبود	یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود
این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت	یوسفی بود و سہی بیج خریدار نداشت
نرگس غمرہ زلفش این ہمہ بیمار نداشت	سنبیل پر شکنش بیج گرفتار نداشت
اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم	باعث گرے بازار شدش من بودم
عشق من شد سبب خوبی و خنائی او	داد و سوائی من شہرہ زیبائی او
بسکہ کردم ہمہ جاشیج دل افزائی او	شہر پر گشت ز غوغائے تماشائی او
این زمان عاشق پر گشتہ فراوان دارد	کے سرو برگ من بے سرو سامان دارد
چارہ نیست بر آرم بہ ازین رائے دگر	کہ دہم جائے دگر دل بدل رائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاسے دگر	بر کف پاسے دگر بوسہ زخم جائے دگر
بعد از ان رائے من انیست ہمین خواہد بود	من برین ہستم و البتہ چنین خواہد بود
پیش تو یا رنو یا کہن ہر دو یکیست	حرمت مدعی و ہرمت من ہر دو یکیست
قول زراغ و غزل مرغ چین ہر دو یکیست	نالہ بلبل و فریاد زغن ہر دو یکیست
تو نہ انستہ کہ قدر ہمہ یکسان نہ بود	زراغ و امر تیہ مرغ خوش الحان نہ بود

چند روز سے اپنے دلدار دگر باشم بہ	چون چنین سنت اپنے کار دگر باشم بہ
عندلیب گلِ خضایہ دگر باشم بہ	برخ خوش نغمہ گزار دگر باشم بہ
لو گئے کو کہ شوم بلیل داستان سازش	
سازم از تازہ جوانان چین ممتازش	
بتوان یافت کہ از من دلش باریکست	آنکہ در جانم از و میدم آنرا سے هست
بر فرو شد کہ بہر گوشہ خریدار سے هست	از من و بندگی من اگرش عاری هست
بہ وفاداری من نیست درین شہر کے	
بندہ مجھ کو راہست خریدار سے ہے	
راہ صدیادیہ پیدا و بدیدیم بس است	دستے در رہ عشق تو دیدیم بس است
اول و آخر این محلہ دیدیم بس است	قدیم از راہ طلب باز کشیدیم بس است
بعد ازین ماہ سر کوئے دل آرا سے دگر	
بہ خجالی و غزل خوانی و غوغائے دگر	
سر خوش و مست ز جام دگر انت بیستم	ای پیر خنجر بکام دگر انت بیستم
ساتی مجلس عام دگر انت بیستم	مایہ عیش مدام دگر انت بیستم
تو چو دانی کہ شدی یار یہ ہے باکی چند	
چہ ہو سہا کہ نہ راہم یہ ہو سنا کے چند	
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود	تو بندار کہ مہر از دل پر خون نرود
چہ گمان غلط است این نرو و چون نرود	این مجتہد بعد افسانہ و افسون نرود
دو رخ از سر دلی بن طائفہ نرسد نہ بود	چند کس از تو و یاران توار رہ نہ بود

از تو حیث ست باین طائفه مساوی باش		بار این طائفه خانه بر اندازم باش
غافل از لعب حریفان و غافل از مباحث		میشوی شهر و این فرقہ ہم آواز مباحث
بیکه مشغول باین شغل مساز می خود را		این نه کار نیست مبادا که بباری خود را
سینه پر کینه ز تو سینه گاران هستند		در کین تو بی عیب شماران هستند
غرض اینست که در قصد تو یاران هستند		خارج بر سینه ز تو کینه گذاران هستند
باش مردانه که ناکاه قفای نه خورے		واقف میکشی خود باش که پائے نخوری
از دلش آرزو قامت دجوعے تورفت		اگر چه از خاطر وحشی هوس رویتورفت
بادل پر گله از ناخوشی خوے تورفت		دل آزرده و آزرده دل ز تو تورفت
حاشیه تند که دقاسے تو فراموش کند		سخن مصلحت آمیز کسان گوشتش کند
	ولہ	
خبر از سز ز نش خار بجای نیست ترا		ایکل تازه که بوسے ز وفای نیست ترا
ما اسیر تو و اصل غم مانیت ترا		المتقائے با سیران بلا نیست ترا
بر اسیر غم خود در جم چرانیت ترا		رحم بر بلبل بے برگ و فغانیت ترا
فارغ از عاشق عناک نمی باید بود		جان من این همه بے باک نمیداید بود
همه غیر به گلکشت گلستان باشت		بچو گل چند بروے همه خندان باشتی

<p>جمع با جمع نیا خند پریشان با خشی یا دجیرانی ما آرسه و حیران باشی</p>	<p>آن زمان باو گران دست و گریبان باشی اندان بیندیش که از کرده پشیمان باشی</p>
<p>ما تباشیم که باشد که جفا سے تو کشد جفا سازد و صد جور بر اے تو کشد</p>	
<p>همه جا با همه کس یار نمی باید بود غیر اشبع شیب تار نمی باید بود تا باین مرتبه خو غور نمی باید بود</p>	<p>شب بکاشانه اغیا نمی باید بود همه غیر به گلزار نمی باید بود نقشه خون من زار نمی باید بود</p>
<p>من اگر کشته شوم باعث بدنامی تست موجب شهرت بیایگی و خود کاسه تست</p>	
<p>چون تو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد این ستمها و گریه با من بیا نکرد هیچ سنگین دل این کار من کا نکرد</p>	<p>و گیس جز تو مرا این همه آزاد نکرد انچه کردی تو بمن هیچ ستمکار نکرد هیچکس این همه آزار من زار نکرد</p>
<p>گر ز آرزو من هست غرض مردن من مردم آزار کش از پله آرزو من</p>	
<p>چشم امید بر دس تو کشادن غلط است روی ترک کرده بر تو نهادن غلط است جان شیرین بختنا س تو دادن غلط است</p>	<p>جانمن سنگری دل تو دادن غلط است بیراه تو چون خاک فتادن غلط است رقن اولی است ز کو تیر ستادن غلط است</p>
<p>چون ندانی که غم عاشق زار است باشد چون شود خاک ایران خاک گذارت باشد</p>	

مردتے هست کہ من دامن و تدبیری نیست	ہجو زلف تو پریشانم و تدبیرے نیست
از غمت سرگرمیانم و تدبیرے نیست	چون دل رفتم ز دامن و تدبیرے نیست
از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست	چہ توان کرد کہ خیر انم و تدبیرے نیست
<p>شیرخ در ماندگی خود بیکہ تقسیر کنم عاجوزم چارہ من نیست چہ تدبیر کنم</p>	
نخل نوخیز گلستان جهان بسیار است	گل این باغ و چین سرودان بسیار است
بالب ہجو شکر تنگ دہان بسیار است	طوق زرین کمر و کویان بسیار است
جان من ہجو تو غارتگر جان بسیار است	طوق زرین کمر و کویان بسیار است
<p>دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند قصد آزر و ن یاران موافق نکند</p>	
مردتے شد کہ در آزارم و میدانے تو	بلند تو گرفتارم و میدانے تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو	خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو
از برای تو چنین زارم و میدانی تو	چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو
<p>تا بیکے از ستم دجور تو دل خون باشم از مژہ خون جگر ریزم و محزون باشم</p>	
ملن آن طور کہ شرمندہ شوم از خویت	نکنم بار دیگر یا دقتہ دل جویت
دیده ہوشم ز تماشائے رخ نیکیوت	نخنم گویم و شرمندہ شوم از رویت
دست بزدل نہم و پاسے کشم از کویت	گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت
باشنو و بپنکن قصد دل زردہ خویش	در نہ بسیار پشیمان شوی از کردہ خویش

چند صبح آیم و از خاک و رت شام روم	ازد سر راه تو چون خاک بنا کام روم
سر راه تو آیم نشوے رام روم	صد و عا گویم و از رده پیش نام روم
دور دور از تو من تیره سر انجام روم	بنو ذره که همراه تو یک گام روم
کس چرا این همه سنگین دل و بد خو باشد	جان من این روشنی نیست که نیکو باشد
از چه با من نشوی یار چه می پرهنیز	یار شو با من بیا هیچ می پرهنیز
حرف زن اے بت تو چرا چه می پرهنیز	کیست مانع زن زار چه می پرهنیز
نه حد شیعی کنی اظهار چه می پرهنیز	بکش اعلیٰ شکر بار چه می پرهنیز
که ترا گفت که با من ز وفا حرف مزین	چین برابر وزن و یکبار با حرف مزین
در دمن کشته شمشیر ملاے و اند	سوز من سوخته داغ جفا میداند
پاک باز م هر کس طور مراے و اند	عاشق بچو منت نیست خداے و اند
میکنم ساکن صحراے قنای و اند	همه کس حال من بے سرو پاے و اند
چاره من کن و مگذار که بے چاره شوم	سرخ و گیرم و از کوی تو آواره شوم
از سر کوی تو باز دیده تر خواهم رفت	چهره آلوده بخون تاب جگر خواهم رفت
تا نظری کنی از پیش نظر خواهم رفت	نکه این بار چه هر بار دیگر خواهم رفت
گر نه زخم ز دردت شام و سحر خواهم رفت	هر دی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت
از جفاے تو من زار بر فتم ر فتم	لطف کن لطف که این بار بر فتم ر فتم



## در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے	جُل د گیا ہے شلیہ عیار ہنستے ہنستے
اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہ کہ چل	لڑنے کو بچنے ہوئے تیار ہنستے ہنستے
لیکر صریح دلو وہ گلفزار یار و	ظاہر کرے یہ کیا کیا کار ہنستے ہنستے
ہنس ہنسے چھپڑا سکو زہار تو نہ اچل	ہو گا گلے کا تیر سے یہ ہار ہنستے ہنستے
ہنستے کی آن دکھلا لیتا ہر دل کو گلہ و	کرتا ہے شوخ یار و یہ کار ہنستے ہنستے
جھنجھلا کے حال دل کا کتنا نہیں رواں	لائق بیان تو کرنا انکار ہنستے ہنستے
و ستار سنج بجک طرہ زری کار کھنکر	آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے
آنکھیں لڑا کے اُسے ہنس کر نگہ کی ایسی	جو لگیا دل آخر خو خوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیر سے نظیر اے گل  
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

## مخمسات و مستدسات وغیرہ

جس نہیے ادا بھلا اُس بُت کی لگی پیاری	اور کھپ گئی آنکھوں میں چنیل کی طرہ داری
دل پھنسا گیا ز فزونین اُس شوخ کی باری	دیوانگی آپہنچی باقی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یان ولکی گرفتاری

اتنا ہوں جو ٹک جا کر تو مجھے وہ لڑتا ہے	کچھ بات جو کتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے
گردن کو بکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے	جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

اک چاہ کے دریا میں دھرت میں بٹا ہوں	خطیب بھی چوکھاتا ہوں تو کچھ نہیں کتا ہوں
-------------------------------------	--

ہر دم کے ستم اسکے مین گھنٹا رہتا ہوں	جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہوں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
صورت جو کبھی اسکی کندہ کیے جاتا ہوں	وہ گالیوں دیا ہے مین سر کو جھکا تا ہوں
چھڑ کے ہو خفا ہو کرب حال دکھاتا ہوں	تو دی وہ چڑھا تا ہے مین خوف مین تا ہوں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
دل دیکے مجھے یار و دکھ درد ہو الا ہا	پلکوں سے تلک کی اب دلوں مرے غا ہا
روتا ہوں تو کتنا ہوں تو نے مجھے چاہا	جتنا وہ ستاتا ہو کتا ہوں ابا ہا ہا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
کیجے گا روتا تو ہتھیلی کو بھر دگا مین	جو چیز منگاؤ گے لا آگے دھروں گکا مین
راتوں کو نگہبانی کرتے نہ ڈروں گکا مین	بچتی کو جو کہنے گا چتی بھی کروں گکا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
بیٹھو گے تو ہر ساعت رومال چھو گکا مین	گرمی مین جو کہیے گا تو پیچھ بلوں گکا مین
خدمت کی جو باتیں ہیں اُن سے نہ مانو گکا مین	جاؤ گے کہیں جسم تو ساتھ چلوں گکا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
در پر جو بٹھاؤ گے دربان کہاؤں گکا	فرش بناؤ گے تو فرش بچھاؤں گکا
توسن کے بھی ملنے سے منہ کو نہ پھرن گکا	گر گھاس منگاؤ گے تو گھاس بھی لاؤں گکا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
تقصیر نہ ہو گی کچھ خدمت سامی مین	ہو گا وہی آؤ گکا جو اسے گرامی مین
آئین کی نہیں ہرگز خاطر مری خامی مین	حاضر ہے نظیر اجماع اس وقت غلامی مین

	کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گزرتاری	
	ولہ	
پھر اسکو بہت اہجان بالا نہ تیار دیجے منظر کے ڈرا در کو آگے سے ہٹا دیجے		دکھلا کے جھک جسکو تک چاہ نکلا دیجے سونا ز اگر کیجے آفت بھی جتا دیجے
		پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے
دل سینے میں تڑپے ہے جو دیکھے پہلے آن ہو عرض ہی اب تو ای باد شرخو بان		دیکھی ہے تمھاری جو چہرہ کی جھک اہجان ہے ہکو بہت مشکل در تکو بہت آسان
		پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے
عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہکے ہیں چاہکے جس سے دیکھا یا تھا ویسی ہی طرح اس کے		چھپتے ہو عیان ہو کر جو تم اگر اس ہو کے دیدار کی خواہش میں ہم یان ہیں کھڑے کیے
		پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے
کل پڑتی نہیں اکرم بن دیکھے ہوئے اہجان تو مہرے شک نہ سکراؤ شک مدد یان		آنکھیں بھی ترستی ہیں دل بھی بہت پیران اگر خشن دکھا ہکو بیتاب کیا ہے یان
		پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے
ٹھہری ہو اسی دن سے خاطر میں طلبکاری اگر ہو جلاتا ہو تو کر کے موداری		آئی ہے نظر ہکو جب وہ طرصداری لٹک لیتے تمھیں ہم تو جو ہوتی نہ لچاری
		پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے
تو بس نہیں کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہی کچھ اور نہیں خواہش یہ عرض ہماری ہی		چھیننے کی اگر تمنے یان آن سواری ہی بن دیکھے ہو سے ہکو ہر سانس کشاری ہی

پھر ایک نظر اسے کھڑے کر دکھا دیے	
دل بحرِ محبت میں ہر آن جو ہٹا ہو ایک آن حسین و حمیدین ارمان یہ رہتا ہو	ہو اس کے بہت بے بسن و کلمہ دور کی سستا ہو بیکل ہو نظیرِ آبِ نوا سے جان بھی کتا ہو
پھر ایک نظر اسے کھڑے کر دکھا دیے	
ہوئی	
ہوا نقشہ عیان ہوئی کی کیا گیا دم اور کھا مرا کیا کیا صبر یہ کھٹکے بیل کی چوچہ کا کوئی سرخوش کوئی بخود کوئی دُعا کوئی ہیکا کبھی کچھ تازگی وہ دکھ بھی انداز رہا	ہوئے زرد پیراہن میں غطر خیز چہرہ کا گھال آلودہ گچھروٹے وصفِ رخ میں نکلے ہو گھائی اکھڑیوں کے ہر نگہ سے جامِ دل کی چہرہ کنارنگ خوبانِ عجبِ شونی دکھاتا
بھگوا دیا لبوں نے جب نظیر اسے کوہولی میں تو کیا کیا تالیوں کا غل ہو اور شور قہر کا	
ہوئی	
ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یوں طعن چٹایا ہوئی دھن رنگین نقشِ سنہری کا جسوت بجایا ہوئی	اچھکی عیش و طرب کیا کیا جہ نکھایا ہوئی ہر خاطر کو خنر کیا ہر دل کو بٹھایا ہوئی
بازار گلی اور کوچوں میں غل شور بچایا ہوئی	
سب بزن تن پر جھک رہا اور کس کا ماتھا ٹکا ہر گلی مصری قندھری ہر ایک قدم کھیلی کا	یاسو گاہوں یارنگے میں حسنِ دُن ہوئی کا ہنس نہا ہر دم ناز بھرا دکھلا ناچ وچ شوخی کا
دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جو بن پایا ہوئی	
کچھ چھوڑ میں رہا بونٹی کچھ سار گلی چھوڑ چکے ہو	کچھ طبلے کھٹکے تال بھی کچھ ڈھولک بھر گئے

کچھ تار پنبہ نور و رنگ کچھ دھڑکی اور جھنجک	کچھ کھنکھڑاؤ کچھ جھنجک کچھ گت پڑھنگ بھی
ہر دم تاپنے کا یہ تار بندھایا ہوا ہے	
ہر جا کہ تھاں گلا لون خوش گت کی گکاری ہے	اور ڈھیر عیر و نیک لاسے سو شربت کی تھاری ہے
ہر اک بہار دیکھلاتے اور رنگ بھری گکاری ہے	نغمہ سخی سے گنا رہو تن کی سیر کی ہی گکاری ہے
یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہوا ہے	
پوشا کہیں چھپر کہیں رنگوں کی اور ہر دم رنگتانی ہے	ہر وقت خوشی کی جھلک میں ہر جا کہیں نوئی خوشانی ہے
کہیں ہوتی ہے دھینگا مستی کہیں کھی تانی ہے	کہیں لپٹاں جھمکتی رنگ بھری کہیں تاکہ چھپانی ہے
ہر جا ہر طرف تو خالی کا یہ برش بڑھایا ہوا ہے	
ہر آن خوشی میں آپ میں سب نہیں رنگ جھڑکتے ہیں	رشا گلا لون گلا گون پٹونے رنگ پٹکتے ہیں
کچھ آگ لے رنگ جھمکتے ہیں کچھ دیکھ چھلکتے ہیں	کچھ کو دیر ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہستے ہیں کچھ کہتے ہیں
یہ طور یہ نقشہ عشرت کا ہر آن بنایا ہوا ہے	
موجود یہ دیوار دنی ہر جانب نوکا جھوکی ہے	کچھ آن رنگیلی جلتی ہے کچھ بان اترتے روکی ہے
کچھ بندین بھی تر بھری کچھ گھٹا لگا دھوکی ہے	کچھ شور ادا با کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے
یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ دھب ہر آن جمایا ہوا ہے	
موجود یہ رنگ لال ہو کہیں جلتی ہو کی سیالی ہے	کہیں سبک دھب کے تجھے ہیں شاہانہ پلائی ہے
سو کثرت عیش مست کی خوشنودی اور خوشالی ہے	کچھ بولی مٹولی پیار بھری کچھ گالی کچھ پالی ہے
ان چرو چکا ان چلو نکا یہ تار لگایا ہوا ہے	
ہر کیا کیا میرننگ بھر دو رنگ بھی کیا کیا ہیں	کروا تین ہر دم جمل بھر خوش ہستے اور ہستے ہیں
کچھ جوگی چلی پیچھے ہیں کچھ کاہنوں نے کاتے ہیں	کچھ اور طرح کے سوانگ نہیں کچھ ناتھے ہیں کچھ کاتے ہیں

اہر آن نظیر آس فرحت کا سامانی کھایا ہوئی	
اول	
ہو دیکھ فقط منظور خنیں وہ ہو کر جب تک	آپ ہوئے اسکے کوچے میں جو کیکر دل چل نکلے
کیا کام آنھیں جو ہنس پوسے یا شوخی میں چلے	ہو مقدر جگہ دیکھے سے وہ گھر سے جاک پل نکلے
ملک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
لو پوچھا اسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کی	مگر ناچھہ اکا ر پڑ نہ کہنا تھرا یوں ہی سہی
جب چھوڑی خواہش پوسکی پھر کا کیا شادی	جب نگہ ہو گئے چلنے سے تو سب چھوڑ ہوت بات کی
ملک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
بچپن ہو اور سینہ میں گر دیکھنے میں کچھ پڑی	گھر آئے نکلے بے سبق اور شوق کی گھیرا گھر ہوئی
بازار گلی اور کوچہ میں ہر ساعت ہیرا بھر ہوئی	جتھی چاہ نظر پھر دیکھے کی جن گاہ پر پٹ بھر ہوئی
ملک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
نہ خواہش میں شمع ٹھکانی نہ حاجت زلف کھلانے کی	نہ غرض سچی ملنے کی نہ محبت بان چبانے کی
جو جی میں چاہ بھر لی پسی جو شمع سے ہو پروانے کی	جس گاہ پر پٹ بھر ہوئی ہے طرز یہی طجانی کی
ملک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
بیتابی دیکھ بچ رکھی در خاطر رخ آفات دھی	نا کام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور طلب کی گھات دھی
اک حرف نہ لائے ہو تو نہ پھر دیکھے کی بات دھی	جس بانی آگے دہرے منظور یہی ک بات دھی
ملک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
اک آن میں کل پڑتی ہے ہر آن کی جینگل عین	نہ داخل جھڑکی کھانے میں شامل نہ کھانے میں
نہ ایمانہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے میں	سب ایک غرض ہم رکھے ہر آن میں کائنات جانے میں

ملک رکھ لیا دشا دیا خوشوقت ہوا اور جل نکلے	
ہو حسن جو اسکا ناز بھرا اور آن داد بھی پائی ہو	سربانوں سے لے اس چنچل میں زینت دریا ہو
جب گھر سے وہ دلیکے پر دل کھینے کا شوق ہو	ہکو تو فطیر اس لفت میں بطر ہی میں آئی ہو
ملک رکھ لیا دشا دیا خوشوقت ہوا اور جل نکلے	
اول	
ہو دام بھلا سکی زلفوں کی ہر اک پل میں	جاو ہو گا ہون میں اور محروک کا جل میں
سربانوں سے شوخی ہو اس چنچل میں	چو کی نگاہ نے اک آن کی چھل بل میں
پلوں نے جھیک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
کر تیسے خبر داری ہرگز نہ ہوا ادا با	اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے رہا با
اس شوخ سنگرنے غمزہ سے جو بھین جا با	کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کیسے ادا با
پلوں کی جھیک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
کیا پیش چلے اس یوں ناز بھرا ہو جو	کس طور سرک جا ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل میں کب یاد پری گو ہو	اس ٹھپ کے تین یارو دیکھو تو ہو ہو ہو
پلوں کی جھیک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ہنس جنس کے لگا جدم وہ ناز واداکر نہ	ہی اسکی نگاہ سے ہر خطہ نگاؤ ر نہ
ہر آن لگی اسکی سو کر کے دم بھرنے	کیا کام کیا یارو اس شوخ سنگرنے
پلوں کی جھیک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ڈرتے تھے بہت ہم تو اس شوخ لڑکے سے	اور خوف میں تھے اسکے ڈھب نوا کے سے
آیا جو دم کو تھا عیار لپا کے سے	نظر ونگے ملاتے ہی چھل نے جھپا کے سے

پلکوں کی چھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
رہتے تھے بہت ہتوہر آن کی ہشیاری	خواب سے نہ بٹتے تھے تاہو نہ گزرتا رہی
آج اس بُست پر فن سے اگر یہ طرہ داری	جَل دیکے ہمیں یہ چھپ کر کر کے فسوکاری
پلکوں کی چھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
بجھے تھے اسے ہتوہر محبوب یہ بھولا ہی	جو کر ہی اور فن ہی ہرگز نہیں آتا ہی
یہ بات نہ بجھے تھے جو ہر کا نقشا ہی	کیا کیسے نظر آگے یہ رو رہا تماشا ہی
پلکوں کی چھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ولہ	
ہوا جو آ کے نشان آشکار ہو لی کا	بجاریا ب سے ملکر ستار ہو لی کا
سرورِ رقص ہوا بے شمار ہو لی کا	ہنسی خوشی میں بڑھا کاروبار ہو لی کا
زبان پہ نام ہوا بار بار ہو لی کا	
خوشی کی دھوم سے ہر گھر میں رنگ نہلے	گلاںِ جمیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشوونکے جوش ہوئے آگ رنگ تھرائے	جھمکنے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے
ہوا اجموم عجب ہر کسار ہو لی کا	
گلی میں کوچے میں غل شور ہو رہا اکثر	چھڑکنے رنگ لگے یا ہر گھڑی بھر بھر
ہر بن میں جھینگے ہین کپڑے گلاں چروہر	یہی یہ دھوم تو اپنے گھر دے خوش ہو کر
تماشا دیکھنے محلے بنگار ہو لی کا	
بہار چھڑکوان کپڑوں کی جب نظر آئی	سہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکارا ہر ایک شیدا ئی	سیان یہ تنہے جو پو شاک اپنی دکھلائی



	خوش آیا اب ہمیں نقشِ دنگا رہو لی کا	
تمہارے دیکھ کے منہ پر گلال کی لالی	ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی	دیکھانے دی سے گلزنگ کی بھری پیالی
	تو ہم بھی جاوین کہ ایسا ہی پیار ہو لی کا	
تو ہنس کے دیکھو اور دیکھو بھی جان کی باری	تو ہنس کے دیکھو اور دیکھو بھی جان کی باری	تمہارے آن بہت ہلو لگتی ہو پیاری
	تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگا رہو لی کا	
تمہارے ملنے کا دیکھ کر ہم اپنے دین بھیان	کھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھ لیں ان	یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہو آنکر سامان
	پنھاؤ ہلو بھی اکدم یہ ہار ہو لی کا	
اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم اور سے ہم	گلال جمیر ملین تہہ پہ ہو کے خوش ہر دم	خوشی سے بولیں ہنسین ہو لی کھیلگر باہم
	اسی امید میں تھا انتظار ہو لی کا	
بتوں کی گالیان نہیں نہیں کے کوئی ہستا ہے	گلال پڑتا ہو کپڑوں سے رنگ بہتا ہے	لگا کے تاک کوئی منہ کو دیکھ رہتا ہے
	مزا دکھاوے ہمیں کچھ بھی یا رہو لی کا	
	ولہ	
چلا جب گھر سے اک لبر و نو کو حسن سے چلتے	عرق کو رخ کے پلکوں کی چھپک نکھالکی جھلنے	لکھے تسخیر کے سونے نقش اور تعویذ پر کیل نے

	بنایا پان سنے رنگ اور سیتھالا سحر جال سنے	
وہ کاکل کی کھلت جس پر ہونسل ورنجان مرا دل دیکھتے ہی اُس منم کو ہو گیا شادان	وہ گھر سے کی جھلک آئے جس کو دیکھ ہو چین اسی اور پان سے بھی فعل ہونسل رنجان	
	لگا ہن دم دم سو عیش و عشرت سے لگین اٹلنے	
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھ کو پسند آیا کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی بھی بولا ابا ابا	کئی بار اُسکی جانب میں نے جب بھر کر نظر دیکھا وہ آنکھیں پیاری پیاری دھول لادھ لادھ لگا	
	عجب لوٹے فرے اُسوقت نظاروں کی آٹل سنے	
اُسے بھولا بھلا کر میں نے دیکھی ہر ادا اُسکی نہ بولا منہ سے ہر گز دیکھ کر وہ خوشدلی میری	ہوئی دلوں سے اُس کی حاصل کیا ہی خوشنودی کبھی کبھی زلفوں کی جانب ٹکائی باز می	
	مگر کچھ کچھ شکر ب سے لگا سنے	
ہو دل کو تعین میرے کہ یہ محبوب ہی بھولا مجھے کربل سے غافل بھولی صورت کا نقشہ	وہ جب دم مسکرایا پھر تو میں خوشی کے گل لکھلا نہ یاں کچھ خوف تیوری کا نہ یاں خطرہ بچھڑکی کا	
	کہا اکابر منہ غمتہ میں سُرخ عیار اچیل سنے	
وہ میں گھر آیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی اب اس ظالم کے ہاتھوں میں بچاؤں کیوں کر لیا جی	مرے ہوش اٹل گئے یا روج بکسی شکل پر بھی کہا دل میں کروں اب کیسے بھول گئی اٹھی	
	اٹھا کر جھٹ قدم دان سے لگا گھر کی طرف چلنے	
کہا ہنس کر اسے پُرفن کمان تو جانے پاو گیا چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر نہیں کیوں بولا	جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب میں اپنے چل کھلا یہ ہنس کر اور بھی گھر آیا میں خوف سے اُس جا	
	اڑا کر رفت نظار سے پچا اب تم لگے سنے	

کما جب اُس نے یہ پھر تو خواہاں اپنے مجھ بھوسے	ٹھٹک کر رہ گیا اُس جانہ ہرگز چل سکا آگے
لوکھائی عاجزی منت بھی کی وہ ہاتھ بھی جوڑے	ادب سے یوں کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ تجھ سے
لگے قطرے سینے کے مرے منہ سے دھن چلنے	
نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت میں سے ساخت کی	لگنے سے سامنے آتے ہی سینے میں ننان جڑی
گندہ زلفت پر خم نہ بھی کروں لگی پہ جکڑی	لگے غم سے لگانے تیرا دم دکھلا کے سوہم جرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے	
اُدھر آن واد الیٹی کر شمعون نے اُدھر گھبرا	اُدھر پلکوں کی نوکوں کے چھو یا دل میں شمس
اُدھر انداز نے دج کی کیا دیوانہ و ممشیدا	اُدھر آنکھوں کے کجا بونے بنایا یاؤ لاکیا کیا
اُدھر کین پھرتیاں کیا کیا نکا ہوں کی بھی چلی جانے	
کرے کیا وان کوئی جس چاہی صورت آنکھ ٹھہرے	بچا دے دلو پھر کر نوکر کرے کیا اور کرے روکے
کروں کیا اسکھڑی کچھ بن آیا دو توجھ سے	دکھا کر مجھ کو اپنی دان زبردستی کے یہ نقشے
ادھن دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ خیل نے	
ولہ	
لٹنے کا ترے رکھتے ہیں ہم دھیان اُدھر دیکھ	بھاتی ہی بہت ہکو تری آن اُدھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہیں ترے جان اُدھر دیکھ	ہولی ہو صنم نہ کہے تو اک آن اُدھر دیکھ
ای رنگ بھرے تو گل خنداں اُدھر دیکھ	
ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسکھڑی ایجان	آئے ہیں ہی کر کے خیال اسکھڑی ایجان
تو دل میں نہ کہہ ہمے ملاں اسکھڑی ایجان	کھڑے پہ ترے دیکھ کمال اسکھڑی ایجان
ہولی بھی ہی کتنی ہی ایجان اُدھر دیکھ	

اگر لارہ یہ چہرہ تو ہے سر پہ چاہو	اور اُس پہ طرہ جو نہ کیا بھی دھڑا ہو
نیمہ ہی ترانہ نگ سے کیسے کہہ رہا ہے	پوشاک پہ تیری گل صد برگِ فدا ہو
انگرس تری آنکھوں پہ قربان اور دیکھ	
ہولی کی طرح ہو جو ہر اک جا میں نمودار	سننے ہیں کہیں راگ کہیں سے ہیں شہنشاہ
ہو دل میں ہیں تو تری نظروں سے سوکار	چھکارسے ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار
ہکو تو نقطہ ہو یہی ارمان اور دیکھ	
ہو دھوم سے ہولی کے کہیں شور کہیں نل	ہو تانہیں کچھ رنگ چھڑکنے میں تامل
دن تجھے ہیں سب شہتے ہیں در دھوم ہی نل	ہولی کی خوشی میں تو نگر ہم سے تامل
اے جان ہارا بھی کہا مان اور دیکھ	
ہو دید کی ہر آن طلب دلو چارے	بیٹے ہیں فقط تیری نگا ہونکے سہارے
ہیں یاں جو کھڑے آگے اُس شوخ کے مارے	ہم ایک نگہ کے ترے شتاق ہیں پیارے
ٹھک پیار کی نظروں سے مری جان اور دیکھ	
ہر جا طرت ہولی کی دھومیں ہیں ابا با	دیکھو وجہ یہ آتا ہو نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہو عجب عیش کا چہر چا	ہولی کو نظیر اب تو نظر دیکھ ہو یاں کیا
محبوب یہ آیا رہے ناوان اور دیکھ	
اندھیری رات کا بیان	
لاقی ہو جب اپنا یہ شروعات اندھیری	کرتی ہو آجائے کے تین مانت اندھیری
دیتی ہو غریبوں کو کافات اندھیری	دکھلاتی ہو جوان کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہو عنایت اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

جس وقت ہوئی رات اندھیری سے مودانِ معار	معتشوقِ طاشوق سے جا بھر گئے لاکار
گر اس میں کہیں کو یا غل ہوا اک بار	ایک دم سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار
پر لاتی ہو اس ڈھب کی مہمات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
جب یار چلا اُڑدے کے کالا ساؤ شالا	مکمل کو ادھر پہنچنے بھی کا ندھے پہ پہنچا لا
جاہل گئے اور دل کا بھی ارمان نکال	مُتھہ اُس کے رقیبوں کا کیا خوب سا کالا
کیا وصل کی رکھتی ہو کرامات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
بوسہ لیا مُتھہ موڑا لگ ہو رہے چپکے	چھاتی سے لگا چھوڑا لگ ہو رہے چپکے
بیسنے کا وہ پھل توڑا لگ ہو رہے چپکے	اخیار کا سر پھوڑا لگ ہو رہے چپکے
اِس ڈھب کی تو رکھتی ہو عجب گہمات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
کل یار نے اور پہنچے جو پی نے کے گلابی	اور حدیش لگے کر لے جو ہو کے شرابی
اتنے مین رقیب آگیا بوسہ نگہ شتابی	گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی
ٹانے ہو سب آئی ہوئی آفات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
سوئے تھے جو ہم اس میں غیر کے کشکے	چھپ چھپکے اُٹھو و نون و ہین نیچے پلنگے
ہم نہتے رہے اُسے ڈھپکے مٹھوے جو مارے	کتنا ہی مٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے
چوری کی بھی رکھ لیتی ہو کیا بات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول سے جب چاند کا چھپتا ہو اُجالا	ہوتا ہو عجب کھیل پریر و سے دو بالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا	نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اس بوٹ کی کرنی ہو مدارات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
جس کو چہ بین چاہا وہین کرنے لگے پھیری	بیتے کہین اٹھے کہین جلدی کہین دیری
اور اسین کہین ملگنی گر حسن کی ڈھیری	پھر جب تو نہ کہ میری نہ میں کچھ کون تیری
کام عیش کے لاتی ہو لگاسات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
تھا شغ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا	بوسوں کی مدارات کا سینوں کے پیٹ کا
آیا جو چنانچہ رتو بندہ وہین سسٹکا	وہ ٹکڑی بن کھاتا ہوا پھر تار باغ کا
رد کرتی ہو سب سر کی بلیات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
تمی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظارہ	سو عیش و طرب تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمیں ڈھونڈنے آسمان کی بدخواہ	مل مل ہی گئے تو بھی نہ کیا ہمیں واہ
کیا عیش کی رکھتی ہو طلسمات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری
جو نوجوان ہیں اُنکے دل میں گمان کیا ہو	جو ہم میں کس ہر آن میں تاب تو ان کیا ہو
بوڑھا ادھیرا مکا ڈھککا فلان کیا ہو	ہم سے جو ہو مقابل پیچھے میں جان کیا ہو

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی	
ہر وقت دل ہمارا اگدہ رہی بھاتا ہی	تیرا بے ملک ہمارا تو دے ہی چھاتا ہی
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھاتا ہی	اس بات کو ہماری اشد ہی جانتا ہی
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی	
چاہیں تو گھوڑ ڈالیں سو خوب رو کو دم میں	اور میلے چھان ماریں وہ زور پہ قدم میں
سینہ پھٹ کر رہا ہی خوبان کے در و غم میں	چٹون میں وہ کسان چچی گردیاں ہیں ہم میں
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے	
دلیہ ہوئے ہیں بہت خوباں کو در و غم سے	اور جھڑپاں پڑی ہیں ان کے غم و الم سے
موت چھین سفید کی ہیں اس ہجر کے غم سے	بوڑھا ہیں بچا نواشد کے کرم سے
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی	
کوئی بھی بال تن پر میرے نہیں ہو کالا	خوبان کے در و غم کا ان پر پڑا ہی کالا
اگر جوان مقابل ہو دے کوئی ہمارا	خالق سے ہی یقین یہ دکھلائے وہ بھی پھلا
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی	
ای یار سویرس کی ہوئی اپنی عمر آخر	دکھلائے جس گھڑی میں میدا نہیں دلا کر
اور جھڑپاں پڑی ہیں سارے بد شکلا پر	رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی	
ہم اور جوان ملکوں کے تین لگاؤ میں	اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لادیں
جا کر اٹھو نکلے گھر سب زور آزمایں	وہ گرد و بار کو دین ہم کو ٹھہرا چاند جاوین
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے	

جالتے ہیں روزِ بختیِ خوبان کی بستیاں ہیں	ہر آن دید بازی اور بُت پرستیاں ہیں
سوسو طرح کے حیلے جی میں اکستیاں ہیں	کیا جوش بھر ہی میں کیا جوش مستیاں ہیں
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہی	
جو کھوجا نے پوڑھا سودہ ہو شیخِ چلی	ہم چھوڑ ڈالیں اب بھی خاکِ نوکر کے کھلی
باقی کو دایہ بھین جیسے چوسنے کو بلی	رستم سے اک گفتری میں چوادرین تو بلی
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہی	
دنیا میں طاقت اپنی مشہورِ اس قدر ہی	کوچن میں اور مکان میں دیکھو جادوگرِ دھڑکی
بگنل میں باقی چیتا یا کوئی شیر نہر ہی	ہر اک کے دل میں اپنا ہی خوف اور خطر ہی
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہی	
کرتے ہیں ہم چو یارِ واپ دھوم اور دھڑکی	دیکھے جوان تو اسکے ٹھٹ جائیں دم میں چھکی
پیشے پرچ کے پیائے چلتے ہیں یارِ وٹکے	کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہیں اب جھکے
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہی	
کیا بات ہو جو گلخِ نظریں چھپائے ہے	کچھ ہو یہ دو گنا ہیں ہنسکر ملائے ہے
ہم وہ میان ہیں اللہ پالا لٹو اے ہے	رہتے ہیں ہاتھ باندھے اب جُمن دلائے ہے
اک دم کو آگے ہیں منہ مرمت چھپائے ہے	
نک نہ سکے اوپر پروا کھین لڑائے ہے	
اُس حسن کا چڑا ہو کا تو نہیں جب سے جھکا	ہو کر فقیر بنے جامہ رنگا ہی تن کا
دیدار کی طلب کو پیا لانا نہیں کا	سیلی بہن کے تاکا شکا پھر کے شکا



	اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے ٹمک ہنسکے اوپر پر و آنکھیں لڑا لے ہے	
یا کاکلون کے چندے بازلف کی سیری چرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے نقیری		اپنی تو عشق میں ہی گزری جوانی پیری اسے دل چاہئے دلہاؤ وقت و شگیری
	اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے ٹمک ہنسکے اوپر پر و آنکھیں لڑا لے ہے	
زناں باندھی تشقہ کھینچا ہو ہو چاری آزاد بن سکے اسدم ہیں دید کے بکاری		آگے بھی بھیس تہہ بدلے ہیں کشتی باری جو گی بھی بن چکے ہیں منہ دل بھی ستاری
	اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے ٹمک ہنسکے اوپر پر و آنکھیں لڑا لے ہے	
شہ شیر اور سپ کو اک عمر کھڑکھڑایا جھمکا تھمارا اسدم ہمو جو یا د آیا		بانگے بھی ہو کے چنے اس دید کو اٹلایا بانگ وٹیا و لیم گدا و لٹھ پھرایا
	اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے ٹمک ہنسکے اوپر پر و آنکھیں لڑا لے ہے	
اس حال میں بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کر کے لالا		پھر کتنے روز تہہ بچا بے کا پالا بجرا گلہری طوطا شکر اشکار والا
	اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے ٹمک ہنسکے اوپر پر و آنکھیں لڑا لے ہے	
کتنے پری رنوں کو جا پیرنے میں مارا		کتنے میں مدتوں تک تہہ پلنگ اتارا

اب دیکھئے کو تیرے ہو کر فقیر مارا	نصویرین چپا بھی کتنے دنون بچا را
اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے	ہمک ہنسکے اوپر پروا نکھیں لڑا لے ہے
سو گلدن کے تن کوٹن ماننا ٹوڑا	کشتی میں کشتی مہرے بدن کو توڑا
اب خوب روکھا پیارے دنیا میں دیکھ توڑا	جو ڈھب تھا اس ہنر کا کوئی نہ ہے چھوڑا
اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے	ہمک ہنسکے اوپر پروا نکھیں لڑا لے ہے
انکو بے چنگ گڑے تکلیں تنگ بنائے	جوڑے کبوتر دیکھ کتنے دنون اڑائے
ہیں دیکھ کے جودل میں لاکھوں مزے مائے	گھٹ والے بن ہزاروں چھاپے تنگ لگائے
اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے	ہمک ہنسکے اوپر پروا نکھیں لڑا لے ہے
جنگل میں گل گناؤں اور پڑیاں سنبھالیں	پھر لعل بھی لڑائے اور گلدین بھی پالیں
کیا کیا نہ ہے پیارے پھر پھوپھیاں بچالیں	ڈیو نہیں ڈال کھی مل بکریاں بنالیں
اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے	ہمک ہنسکے اوپر پروا نکھیں لڑا لے ہے
لیکن بتاؤ کسی یہ پیاری آنکھ طریان ہیں	اس شہر میں ہزاروں گوخوہر و تیان ہیں
اندا کر کے دل میں تجھ میں جو خوبیاں ہیں	کس میں یہ غلبہا ہٹ کس میں یہ شوخیاں ہیں
اک دم کو آگئے ہیں منہ موت چھپا لے ہے	ہمک ہنسکے اوپر پروا نکھیں لڑا لے ہے

خیر ادبی ہو کے ہنٹے ٹٹو چلی بنا سٹے	اُسمین بھی کتنے لڑکے خیر ادب پر چڑھائے
پھر ہو کے سر مرد واسے سر مرد بہت لگاٹ	رہچھو ن تلک لڑائے بندر تلک نچائے
اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہے	تک ہنکے اوپر برو آنکھین لڑائے ہے
اب تو نظیر تیرا ہی میہان پیارے	اگر گلے لپٹ جا اسے مہربان پیارے
بوسہ کئی دلا دے ہو ٹٹو نے جان پیارے	تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دین دھیان پیارے
اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہے	تک ہنکے اوپر برو آنکھین لڑائے ہے
ہین مرد اب وہی کہ جنہوں کا ہین درست	حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
رہتا نہیں کسی کا سد مال ہین درست	وولت رہی کسی نہ بلغ وچمن درست
جتنے سخن ہین سب میں ہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
رہتا نہیں اب اُنھوں کے تین کیلئے بادشاہ	جنگے بدن درست ہین دن رات سال شاہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ	ایسی پھر اور کون سی دولت ہی واہ واہ
جتنے سخن ہین سب میں ہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
جو گھر میں اپنے میری دشمن پناہی ہو	بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہو
یہ تندرستی یا وٹھری با و شاہی ہو	بیج بو چھپے تو عین یہ فندل آہی ہو

	چتنے سخن ہین سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
ہمارے تو خاک سے ہر شے سب وہ زہر پھر نہ کسی کا خون نہ ہرگز کسی کا ڈر		گرد و لتون سے اُسکا بھرا ہی تمام گھر ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سرسبز
	چتنے سخن ہین سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو		عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو
	چتنے سخن ہین سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
ہو تندرستی اور طے حرمت سے آب و دان پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان		اسمیں تمام ختم ہین عالم کی خوبیان قسمت سے جب یہ دونوں میری ہوں پھر توان
	چتنے سخن ہین سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
محتاج حق سوا پہ کسی اور کا نہ ہو اک تندرستی چاہیے کچھ ہو وے یا نہو		پر و انہیں اگرچہ لکھا یا پڑھانہ ہو حسن و جمال و علم و ہنس و گولانہو
	چتنے سخن ہین سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
تو اُسکو جانے نہ گدا سے بھی ہوتا ہ		بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ

ہم تو اسی کو شاہ کمین اور جہان پناہ	اب جس کا تن درست ہو عزت سے ہو تباہ
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
ہو جان گر چہ لاکھ دولین بیمار کے کنے	اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھننے
بہتر ہیں مفلسی کے میان جانیے چنے	جو تندرست ہیں وہی دھما ہیں اور بنے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
جب تندرستی کی رہیں وہیں بستیان	پھر سوطح کے عیش ہیں اور پرستیان
کھانے کو نمتین ہوں ویا فادہ مستیان	سبیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیان
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
چاہا جو دل نشہ کو تو وہیں تنکا لیا	محبوب و لبر و نکو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل میں خوشی سے اڑا لیا	جو ملگیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
آیا جو دل میں سیر چین کو چلے گئے	بازار چوک سیر تماشے میں خوش ہوئے
میٹھے اٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھر	چاکے مزے میں رات کو یا خوش ہوئے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے بیچو تن کی بنی ہو ہر ایک کل	جب تک یہ کل بنی ہو جی تک پڑے ہو کل
گر ہو خدا نخواستہ ایک کل بھی چل رہی چل	پھر نہ خوشی نہ غم نہ کچھ زندگی کا پھل
جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہو سخن درست	اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست
اونی ہو یا غریب تو نگر ہو یا فقیر	یا بادشاہ ظہر کا یا ملک کا وزیر
ہو سب کو تندرستی و حرمت ہی لہریر	جو تو نے اب کہا سو ہی سچ ہو نظیر
جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہو سخن درست	اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
ولہ	
دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی ہو جیے	سکھ سے رہنا خلق میں خوش تنگاہی ہو جیے
روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی ہو جیے	صحت و حرمت کو نت شہمت پناہی ہو جیے
تندرستی کو نپٹ فضل اکبری ہو جیے	آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے
صحت و حرمت سے گرا تندیان کرے نہاد	اس برابر کو نہا ہے پھر جہان میں عز و جاد
اب جو ہم اس بات کے رتبہ کو کرتے ہیں نگاہ	کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ
تندرستی کو نپٹ فضل الہی ہو جیے	آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے
اسکے سب محتاج ہیں اب شاہ سے نہ تارا	جس تن سالم رہا اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جو کو حق سنے کی سطا	پھر جہان میں اس سایا کو نہا ہو بادشاہ

	<p>تندرستی کو نپٹ فضل اکبری ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>دو تین جتنی ہیں سب ان دو تو تھے ہیں تلو عزت و حرمت بڑی دولت ہو اللہ ب کو</p>	<p>آبرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق میں پیار ہو</p>	
	<p>تندرستی کو نپٹ فضل اکبری ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>آبرو دنیا میں یا ر موتی کی سی آب ہو جس کئے ہو یہ اسی کا سبب ادب ہو</p>	<p>تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہو نہ رہیں یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہو</p>	
	<p>تندرستی کو نپٹ فضل اکبری ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>ہیں جہان تک خلق میں پیر و جوان خرد و کبر کیا تو نگر کیا غنی کیا بینو اور کیا فقیر</p>	<p>عالم و فاضل گداؤ بادشہ میر و وزیر سب جہان میں ہیں اسی نکتہ کے قائل جو نظر</p>	
	<p>تندرستی کو نپٹ فضل اکبری ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>اور بات نہیں منہ سے نکلیں ہوش ہلکا جانچے ہیں نغمہ چنگ زبان دل سازگی یا گھٹا دہا تکہ ناچے ہیں</p>	<p>ولہ</p>	<p>کیا علم اُمنون نے سیکھ لیا جو ب لکھ کو با نچی ہیں دل اُنکے تار سار و نکلے تڑپ کے طبل طمانچے ہیں</p>
	<p>آہیں راگ اُمنین کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُمنین کے ساتھ ہیں جو پکے کت بے تزل ہو تزل کچھا وچ ناچے ہیں</p>	

اگر باج بکھر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بھرنے	اور جھم جھم گھنگرو بند چوت گت کا انت لگے پانی
سنگیت نہیں یہ سنگت ہو ٹو بھی جس منت	یہ ناچ کوئی کیا بچانے اس ناچ کو ناچ سوجا
ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	جو گیت بے سُر تال ہو بن تال کھا وج نامچے ہین
جب ہاتھ کو دھویا ہاتھ سے جب ہاتھ لگے تھکانو	اور پاؤں کو کھینچا پاؤں سے جب پاؤں لگے گت پاؤں
جب آگے اٹھائی تھپتے سے جب بن لگے ٹکانو	سب کچھ کچھ سے ناچ گئے اُس سیا چھیل بھانگو
ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	جو گیت بے سُر تال ہو بن تال کھا وج نامچے ہین
جو آگ بکھر میں بھڑکی ہی اُس شعلہ کی بجالی ہی	جو نہ چرس کی زردی ہی اُس دی کی سلی ہی
جس گت پر آگے پاؤں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہی	جس مجلس میں ناچے ہین وہ مجلس کے خالی ہی
ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	جو گیت بے سُر تال ہو بن تال کھا وج نامچے ہین
سب گت ناچ رہنا چھینک نہ ہوا اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	بن رہا روتا ہے ہین جب نرت نرالا کرتے ہین
گینے جھکے دکھلاتے ہین بن جوڑے من کو ہر تے ہین	بن اٹھو بن کو تلاتے ہین بن پاؤں کو گت بچھرتے ہین
ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	جو گیت بے سُر تال ہو بن تال کھا وج نامچے ہین
مٹا خلی خاطر ناچ تیاج صورت اُنکی کے کئی	کہیں آپ کا کہیں ناچ کیا اور تال کہیں بھرتے کئی
جھیل جھیلی سندر کی چھپنیک اندر چھا گئی	اک مرتبہ چھا گت لگے کئی اور جو میں جوت سا گئی
ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین	جو گیت بے سُر تال ہو بن تال کھا وج نامچے ہین



سب ہوش بدن کا دور ہوا جب کچھ آفرنگی یہ ناپا فطیر اب یاں کیلے چکھا تاج ا جی	تن جنگ ہوا دل رنگ اسب گئی آئین سچ جب بوندی جاوے یوں تان کا آخر کلا جی
ہوں آں نہیں رنگ گھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں جو بگیت سترال ہو بن تال بچھا وج ناسچے ہیں	
دلہ	
بچتے ہیں اب نہا نہیں سبز کیے عشق والے پیتے ہیں سبز ترے کھاتے ہیں تر نوالے	دلشاد سرخ آنکھیں سبز منہ اُجالے کیا دیکھتا ہی بیٹھا دیا رخصن واسے
پی عاشقوں میں آکر دو رنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھیرا ہالے	
غیر وکی تو نے اکثر مچون تو ہو کھائی گر دیکھتی ہو تجھ کو کچھ عیش کی چڑھائی	سرخ زرا بھی تیری آنکھوں تلک آئی اچھلین وال پا کھے اور بھانڈین چار پائی
پی عاشقوں میں آکر دو رنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھیرا ہالے	
گھوسے ہی پوست تیرے خاطر تیب بھڑوا دیکھ گیا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا	اب پوستی کر گیا تجھ کو وہ چور مسٹرو گر سیر دیکھتی ہو تو کر کے دل کو کڑوا
پی عاشقوں میں آکر دو رنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھیرا ہالے	
کھا کر اٹیم ظالم مت ہو جیو انہی کیوں پہنچنا پتا ہو اسے گلند اسی	تن سوکھ کر کھیا وے آواز ہو گی دھیمی عاشق تو اب اس کے من بہت ہیں قہمی

	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>پھولے گا پیٹ تیرا بیٹھنے کرے گا اور یہ نشہ تو کوٹھے چھپر پہ لے آئے گا</p>		<p>تاڑی دسیندھی بوزا ظالم اگر پیسے گا پکیر شراب تاحق کچھڑ میں گر پڑے گا</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>اور چرس کے پیسے سے بھجولے گا گھڑا لوہن ہار بدھی اور سر پہ رکھے گھڑا</p>		<p>گاجا پیسے ہو گا تیرا شعور مہسٹرا چاہے اگر اڑنا عشرت کا ناز جڑا</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>کوٹھ کی ڈنگا ہٹ سوٹے کے سوکھڑا کے تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑا کے</p>		<p>ہین اس نشہ میں ظالم سونگے دمڑا کے گر دیکھنے ہین تجھ کو کچھ عیش کے جھڑا کے</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>تیار تن برن ہوا اور دل بھی پھول جاوے عشرت کی لہریں آوین وکھو در وہول جاوے</p>		<p>بنرے کا وہ نشہ ہی آڑ غم کی دھول جاوے آنکھوں کے آگے آکر سرون ہی پھول جاوے</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>پر بنریوں کے بیان تو دریاؤں ہی بہیں گے</p>		<p>پس پاسبان یارو یا مفلسی سہیں گے</p>

اب تو نظیر پیارے ہر دم ہی کمین گے	کوٹھ کیے اس طرف کو یا اس طرف رہیں گے
پہی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوڑے چھپر ہا لے	
	ولہ
خلق میں کیا کیا چھی ہر بنیوں کی ریل پیل پھر چڑھا دے آسمان عیش پر عشرت کی پیل	کیون عین بٹھا ہو ڈالے کان غفلت کا تیل کھول زلف عیش کو اور ڈال پیلے کا پھیل
کوٹھ ہی سوٹیکو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل	
بانگ پھر چڑھے گویا باز ہاتھ اوپر اٹھا بھنگیاں دربار رخ رفتہ بیر گھٹلی سب روا	ہندو قیس سے نام پہ لالہ و شباز کا ورنشتہ کی جہاں چھوڑ میں جو ہاتھ لگا دے سوکھا
کوٹھ ہی سوٹیکو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل	
آٹے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ تو منگانیری کو اور روٹ ستون کو لیکے سنگ	چھینے اس دنیا میں کراہیں نہ بھی پی نہ بھنگ گھر چھوڑ چھوڑ دیکھتے ہیں زندگی کے رنگ بھنگ
کوٹھ ہی سوٹیکو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل	
سنہر پیرا ہن گلے میں ہاتھ میں اعصاب لے تب تو رہ نہ دیکھ میرا نہسکے یوں کہنے لگا	کل مجھے دریا پر خواجہ خضر جو مل گئے اکم خوراک اور ناتوانی کے گلے میں جب کیے
چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل	کوٹھ ہی سوٹیکو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل

پھر کنا میں اُسے یوں اسے میرے باوی رہنا جی بھی رہتا ہو اوساں در دل بھی رہتا ہو غضا	میں نے کچھ دیکھا نہیں دنیا میں آنے کا سوچ سوچ آخر اُمتوں نے پھر ہی مجھے کہا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
مرشد صولا سے پوچھا میں نے ایسے پیر نکلے بوسے وہ تباوین ہم تجھے اسکا جن	میری کچھ لگتی نہیں اتد سے دلی لگن باجا شباب اور جلد سبزی لے کے اک واپار سن
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
زہر ہر تیرے پاس تو سبزی کا تو بیو پار کر ٹاٹ کے بوسے سیلا کھٹے کھودا کوئین بھی مہر	کوٹھیاں شلے مگر طے کوڑے صراحی بھر دھرم بیٹھ دھرمین جین سے دن رات اور شام و سحر
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
اور تجھے کھیتی کی قدرت ہو تو سبزی کو بوا گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی میں نہا	باغ میں گھر میں صحن میں پیر سبزی کے لگا دیکھ بھی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
سین تو سب شے باز و ن میں اب ہنگا بجا جون سے سلطان بھنگرے تو جو پوچھ گیا بجا	یعنی سبزی کا نشا اب سب نشوونکا ہو بجا وہ یہی جھکو کیگا اب تو شور و غل مچا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ تک قدرت کے کیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	

وہ سبزی ہو جسے پیتے ہیں یا ان اگر فقیر مگر تو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر	طفل اور بوڑھے کو یا توتی جوان کے حق میں تو کوئی دوچار من سبزی سنگا کراؤ فقیر
کوئی مٹھی موٹے کو بجا اور دیکھو ملک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
<b>و</b>	
جب پھول کا سر سونکے ہوا آگے کھسکتا ہنسنے بھی دل اپنے کے تین کر کے چنبتا	اور عیش کی نظروں سے نگا ہوں کا لڑکتا اور ہنس کے کہا یا رسے اے لکڑی بھونکتا
یکے تو بستین ہیں پیاروں کا بست	
اک پھول کا گیندوں کے جگایا رسے بھرا جب آنکھ سے سورج کے ڈھلا رات کا بھرا	دس من کا لیا بارگندھا ہاتھ کا بھرا جایا رسے لکڑی یہ کہا اے مرے رحبرا
یکے تو بستین ہیں پیاروں کا بست	
تھے اپنے گلے میں تو کوئی من کے چڑے ہار آکھو نہیں نشہ سے کے اُبلتے تھے دھوان بھار	اور یار کے گھڑی بھی تھے اک دھونکی مقدار جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے دھکار
یکے تو بستین ہیں پیاروں کا بست	
پاکر مین ہمارے تھے جو گیندوں کے کئی بیڑ ساقی نے بھی شکر سے دیا منہ کے تین بیڑ	ہر جھونک میں گنتی تھی بستوں کے تین بیڑ ہر بات میں ہوتی تھی اسی بات کی آجھ بیڑ
یکے تو بستین ہیں پیاروں کا بست	
پھر راک بستنی کا ہوا ان کے کھٹکا دل کھیت میں سرسوں کے ہر اکھول کے کھکا	دھونے کے برابر وہ نگا یا اپنے کھکا ہر بات میں ہوتا تھا اسی بات کا کھکا

	سبک تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
جب کھیت پسر سوئے دیا جا کے قدم گاڑ محبوب نالیوں کا بھلیک ساتھ لگی جھاڑ	سب کھیت اٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھاڑ ہر جھاڑ سے سر سوئے کئی کئی تھی ابھی جھاڑ	
	سبک تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
خوش بیٹھے ہن شبہ و وزیر آج اہا ہا بلبل کی نکلتی ہو صفر آج آہا ہا	دل شاد ہن ادنئے و فقیر آج اہا ہا کنتا یہی پھرتا ہو نظیر آج اہا ہا	
	سبک تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
دل		
منہانہ اُسے اپنے دل تنگ میں پہچان ہر باغ میں ہر شت میں ہر رنگ میں پہچان ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر رنگ میں پہچان ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان		ہر گنیمت میں ہر رنگ میں پہچان ہر نیکوئی میں ہر رنگ میں پہچان ہر روم میں اور ہند میں اور رنگ میں پہچان ہر عزم ارادہ میں ہر آہنگ میں پہچان
	ہر آن میں ہر بات میں ہر رنگ میں پہچان عاشق ہو تو دیکھ کو ہر اک رنگ میں پہچان	
پہل پات کہین شاخ کہین بھول کہین سیل آزاد کوئی سبک کسی کا ہو کہین میل کرتا ہو کوئی ظلم کو لیتا ہو کوئی بھیل ادنی کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈ پیل	نرگس کہین سوسن کہین بیل کہین راسیل میتا ہو کوئی راکھ چنبیل کا کوئی تیل باندھے کہین تموار اٹھاتا ہو کوئی سیل جب غور رہے دیکھا تو اسی کے ہن بیل	
	ہر آن میں ہر بات میں ہر رنگ میں پہچان عاشق ہو تو دیکھ کو ہر اک رنگ میں پہچان	

<p>کھاتا ہو کوئی شوق میں کرتا ہو کوئی حال ہنستا ہو کوئی شاہد کسیک ہو بُرا حال ناچے ہو کوئی شوخ بجاتا ہو کوئی تال کرتا ہو کوئی ناز دکھاتا ہو کوئی بال</p>	<p>چھانے ہو کوئی خاک اڑاتا ہو کوئی مال روتا ہو کوئی ہو کے غم و در دین پال پینے ہو کوئی حقیقت سے اور ہے کوئی شال جب غور سے دیکھا تو اسی کی ہی سب چال</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر دھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>جاتا ہو حرم میں کوئی قرآن نفل مار پہونچا ہو کوئی پار بھٹکتا ہو کوئی وار عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار رخی کوئی ماند کوئی اچھا کوئی بدکار</p>	<p>کہتا ہو کوئی دیر میں پوچھی کی سماچار بیٹھا ہو کوئی عیش میں پھرتا ہو کوئی زار مفلس کوئی ناچار تو انگڑ کوئی زردار جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب سارا</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر دھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>ہو کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن مالا کوئی جیتا ہو کوئی شوق میں سحر نکلے ہو جو اہر کے کوئی چمن کے ابرن جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن</p>	<p>بیٹھا ہو پہاڑوں میں کوئی پھرتا ہو بن بن چھوڑے ہو کوئی مال سیٹھے ہو کوئی دھن لوٹے ہو کوئی خاک میں روڑے کے ملا تین جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب نین</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر دھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>سردی کہیں گرمی کہیں جاڑا کہیں بہات</p>	<p>دوڑج کہیں سکینچہ کہیں ارض و موات</p>

<p>جو رہیں کہیں غلام کہیں بریان کہیں جنات  سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں کثات  تارے کہیں سوچ کہیں بچ کہیں آنات</p>	<p>اوجڑ کہیں مٹی کہیں شکیل کہیں دیرات  شادی کہیں ماتم کہیں نور اور کہیں ظلمات  جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں طلسمات</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان  عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>بیچے ہو جو ہر کوئی زرد و سیم و طلا رنگ  دیتا ہو کوئی لہو سے لیتا ہو کوئی مانگ  ٹھہرا ہو کوئی چور لگا تا ہو کوئی تھا رنگ  گھنٹا ہو کہیں جھا جھ کہیں نکھ کہیں بانگ</p>	<p>مارے کوئی پارے کوئی بناوے کوئی مرگا رنگ  محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہو کوئی دانگ  ملتا ہو کوئی پوست کو چھانی ہو کوئی بھانگ  جنگ سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب سوانگ</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان  عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>تاری کوئی بادی کوئی خالی کوئی آبی  باتیں کوئی بیٹھا ہو اکرتا ہو کتابی  مارے ہو زل کوئی کہیں جیب ہو دابی  کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی</p>	<p>صوفی کوئی زاہد کوئی بدست شربی  پیتا ہو کوئی کیف کوئی سے کی گلانی  سچا کوئی جھوٹا ہو کوئی رند خرابی  ہیں اسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلانی</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان  عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>کیا حسن کہیں پایا ہو اللہ ہی اللہ  کیا رنگ یہ رنگو پایا ہو اللہ ہی اللہ</p>	<p>کیا عشق کہیں چھایا ہو اللہ ہی اللہ  کیا نور یہ چھمکا پایا ہو اللہ ہی اللہ</p>



کیا دھوپ ہو کیا سایا اللہ ہی اللہ کیا تھا ٹھہرے ٹھہرایا ہو اللہ ہی اللہ	کیا مہر ہو کیا مایا ہو اللہ ہی اللہ کیا بید نظیر آیا ہو اللہ ہی اللہ
	ہر آن میں ہر بات میں ہر وقت میں بچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں بچان
	چاند فی رات کا بیان
صحن چمن میں واہ واہ زور کھلی تھی چندی آیا تھا یاد گہکدن پہن کے بلولازی بوس و کنار جام دے پیش طرہ پختی	چاند پورین لیتا تھا اور کھلی تھی چندی چکے تھی تار تار میں مہ کی جھلک نورانی اس میں کہیں چ یک یک مرغ سحر نے بانگ دی
	صبح ہوئی گھر بجا پھول کھلے ہو اچلی یار نبیل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رنگی
کیا ہی مزے سے عیش کی رات میں کیا بیان آگے چنی تھیں صف بصف سے کی گئی گلزار بیان سینو میں منظر آیا کی گئی بچا بیان	چوٹ میں تھیں ماہتاب میں نہروں کی ایشا بیان ہکو نشو کی مستیاں یار کو نیم خواب بیان اس میں خاک نے رشک سے وہیں کی بچا بیان
	صبح ہوئی گھر بجا پھول کھلے ہو اچلی یار نبیل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رنگی
شب کو دلون میں واہ واہ زور ہو کر تھے دونوں دونوں پیار تھا دونوں گلوں میں ہار تھے سینے میں آسمان کے شیر حسد کے پار تھے	ہم سے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے وصل سے بقرار تھے عیش کے کار و بار تھے ایک پلک میں ناگمان بڑے مزے شراب تھے
صبح ہوئی گھر بجا پھول کھلے ہو اچلی	یار نبیل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رنگی

<p>چمک رہی تھیں بلبلین باغ رہا تھا سب تک یارِ نعل میں غنچِ لب بوسون کی سودیک نیک ایسے مرنے میں جیش میں آہ کہیں گٹ و حکم</p>	<p>چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک اجام کے لب ہر گھڑی تھے تھی پھلک پھلک عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یکے یک</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی</p>	
<p>ایک طرف وہ رشک سر میری نعل میں پڑا مڑ کی گلابی ہاتھ میں آکھو نہیں چھار ہانسا اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غصہ یہ ہو گیا</p>	<p>ایک طرف تو نور میں باہ رہا تھا جھلکا دونوں دلوں میں لذتیں دونوں جوں میں تھی ہونٹوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی</p>	
<p>جنم رہیں تھیں باغ میں نعل نگ کی ڈالیان خوش ہو گئے پٹ پٹ دیتا تھا مٹی کا لیان جھلکے فلک نے اس میں اسے آفتاب کی ڈالیان</p>	<p>واہ ہونے تھیں رات کیا چاندنی کی ڈالیان شوق نعل میں ناز سے کھوئے تھا زلف کی ڈالیان پہچھی نشہ میں تھی ساتی کی پیکے پیا لیان</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی</p>	
<p>تازہ شورنگے تھے بندے موٹے تھی چاندنی ٹری دیتا تھا لو سے پیار سے سیدہ سے لٹھری گھڑی کیا ہی گھڑی تھی عیش کی سہیون ہلا یہ آٹری</p>	<p>کیا ہی چمن میں شب کو داہ بری تھی نور کی ٹری غنچہ دہن تھا بے خبری تھی جو سے گھڑی گھڑی چشم سے چشم سے لچھاتی سے چھاتی جب ٹری</p>
<p>یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی</p>	<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی</p>

<p>باق تھا یا کہ غلہ دہ یا کہ بہشت یا از م چاندنی تھی وہ چاندنی چاندی کارنگت بن سک و دونوں خون بہت چوسنے پانک چیکیم</p>	<p>یار تھا یا کہ عورہ یا کہ پری وہ یا صنم پیتے تھے سگری گھڑی پیتے تھے بوسہ بد م میش از تھا وصل کا اسین نظر ہو ستم</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یار نبل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگی</p>	
<p>موسم برسات کے بیان میں</p>	
<p>رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی بھڑی شمع دجراج گلابن بارہ درمی تھی باغ کی ہنہ کے مزے ہوا کے قتل کے نقشہ گھڑی</p>	<p>موسم خوش بہار تھا بروہا کی دھوم تھی یار نبل میں نچرلب رات اندھیری بھکے ہی اسین میں سے بہت مایسی اک آپون چلی</p>
<p>ابر کھلا ہوا گھٹی بو ندین تھیں سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگٹی</p>	
<p>شب کو ہو گین ابا اہاز و رز و مکی مستیان سیر و نوکی بستیان جنس خوشی کی بستیان اسمین فلک ایک بیک نوٹین و نوکی بستیان</p>	<p>بجلی کی ٹکلیں بستیان بو ندین ٹہرین بستیان دھوم ہون میں بستیان جھیلین ترا کی بستیان سارے نشہ و رت گئے گھوگین سے پرستیان</p>
<p>ابر کھلا ہوا گھٹی بو ندین تھیں سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگٹی</p>	
<p>ہر جی تھیں کیا ہی تھوڑے تھوڑے رات گشتیان بھلیوں کی آجایان بارہ درمی کی جالیان چلتی تھیں کی پالیان تھوڑے تھوڑے لالیان</p>	<p>گو گھوگین بولیں کالیان بہ چلے نالی نالیان عیش کی جھوین ڈالیان تھوڑے تھوڑے ڈالیان اسمین فلک دوڑ کر رہا ہو اسین کھالیان</p>

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
بھینگ رہا تھا سب چن بھنگ کے بھڑکے زور تھے بادہ کشی کے دور تھے عیشِ صحر کے جھور تھے آپڑے اسین ناگمان پر خوشی کے چور تھے	ابر دھوا کے واہ واہ شب کو جب ہی زور تھے غور کی پیسے مور تھے جھینگ ونگ بھی شور تھے بارغ سے تابا غیاں جتنے تھے شور پور تھے
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
بجلی کی جگکا ٹپنیں رعد رہا تھا گڑ گڑا جھوکے ہوا کے چلر رہے یار نیل میں ٹوٹا دیکھ میں اس عیش میں سینہ فلک کا پتنگیا	چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا برسے تھا یہ جھوم جھوم چھا چوں آٹھ ہڈیا ہم بھی ہوا کی لہر میں پتے تھے بڑھانٹوا
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
بوندین پن ٹپک ٹپک پانی پڑ چھپک چھپک یار نیل میں بانگ شین طرب تھے بید مٹرک کیا ہی سماں تھا عیش کا اتنے میں آہ یک یک	روزی و رات کو برسے تھا نہ جھک جھک جام رسے چھلک چھلک شیشہ رہے بھیک بھیک ہم بھی نشوونما جھک جھک تھے بھک بھک
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
برسے تھا نیچہ بسجھل آگے ہی تھی شعل شوخ سے بھر رہی نیل میں قمار جی میں کل	کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر دھوا کا یار کل عیش و نشاط بر محل بارہ در کیا تھا محل

پتے تھے سے چل چل پتے تھے بے پل پل	اسین نظیر یک بیک کے یہ مچ گئے خلل
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین ٹھہر ہوئی پہلو سے پار اٹھ گیا سب وہ بہار بگلی	
بیانِ عالم بہار	
شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہا قہمی سیلا چابی راسے بیل موٹیا جو ہی سیوٹی خوص پڑے جھلکتے تھے نہر بلورین لیتی تھی حلیش و طرب کی لہریں رات جب آدھی ٹھٹھکی	پھول کھلے تھے پھول پھول غنچ کھلے کلی کلی باد صبا بھی چلی تھی عطر و گلاب مین بسی شوخی بغل مین غنچ اسب کے نشو کی تازگی اسین کہیں سے جو غضب کلی جو کر چاندنی
صبح کے ڈر سے ہڑ ہڑا رنے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار انگلی	
رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انھن نرگس و ناز و یاسمن ہوسن و طرب سترن یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیر ہن اسمین رقیب دل شکن آیا بھر کا کر کے فن	ہمارے کھلے تھے سدرتن پھول کھلے چمن چمن کبک تدر و نندہ زن بیل و قمری ندرہ زن سینہ سینہ تن پہنیش طرب کے سب برن حقالی کہیں سے لاشعابی ہو چٹھن
صبح کے ڈر سے ہڑ ہڑا رنے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار انگلی	
باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی ہز دے گور تھے شوخی پرانے زور تھے اسکے بھی ہمہ زور تھے یار ہا را چاند تھا چاند کے ہم چکر تھے	طوطی و بگلے مور تھے ناختہ کے بھی شور تھے توڑی کر ڈوڑتے تھے چٹے بھی پور پور تھے دونوں چکچی چکر تھے دونوں ٹپک ڈوڑتے

<p>سے کے نشون کے شور تھے کپڑے بھی شہر بھر تھے</p>	<p>بولار قیب و ن دسے دوڑیو یارو چرتے</p>
<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رے گھر کی راہ لی</p>	<p>ہم بھی دغامین آگے مُفت بہا ر لٹ گئی</p>
<p>کیا ہی ستر تھے رات کو یارو تھیں کیا کمون شوقِ بقل میں دغونیش طربِ فزونِ فزون یار کے ہاتھ اور نسون اپنے بھی عشق اور جنون اسمیں رقیب بد شکون کچھ نہ بنا تو وہ زبون</p>	<p>صبحِ جنِ امِ نمون ڈالیاں جو میں ترنگون سے کے سبکی کے جھونچر نشون میں ملاگون جامِ پکارے مند گونیش پکارے دم گون پچھلے ہی سپر کے منج بولا ہی کے لکڑوں کون</p>
<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رے گھر کی راہ لی</p>	<p>ہم بھی دغامین آگے مُفت بہا ر لٹ گئی</p>
<p>لوٹیں ہیں کیا ہی تھے وہ رات خرابے ہار کے کا کل مشکبار کے طرہ آبدار کے با نہیں گلے میں یار کے بوس کنا پیار کے بھاگا رقیب یار کے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کے</p>	<p>اکھڑیوں سر سردار کے محل میں ہمار کے سے کے نشون کے تار کے پیو لو کے شافار کے ہاتھوں میں گھڑ تار کے کچھ گلو تھیں ہار کے کچھ نہ بنا تو دی اذان کو ٹھے پہ جا چار کے</p>
<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رے گھر کی راہ لی</p>	<p>ہم بھی دغامین آگے مُفت بہا ر لٹ گئی</p>
<p>رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رنار سا شوقِ بقل میں چاند سادیتا تھا بوسے نہنسا جامہ بد نہن میں چسا پھول ہوا تھا بسا اسمیں رقیب گرگ سا کر کے سحر کا دوسا</p>	<p>پتے تھے جی بسا بسا پھولوں میں ہم بسا بسا زلفوں میں اسکی لہجہ سنا آں او میں جی بسا نیند و نین یار رسیالی تھی جامی گستا لا کے نقارہ یا دہل معون معون بجا ایکس</p>

	صبح کے ڈر سے ہڑٹا یا رے گھر کی راہ لی ہم بھی دغائیں آگے مفت بہار لٹ گئی	
سے کے نشے اہل چلے دنگے فرخ جو صلے شوخ کے ناز چلیے بوسوں کے قہے معاملے یار پست رہا گلے دل میں خوشی کے دلوں سے باتھو کمر سا فرو کچ کرین ہین قافلے		کیا ہی نظیر رات کو عیش کے قہے مقابلے جی پو خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے وصلے ناز و اداس کے چو چلے عیش و طرب کے قہے اسہیں رقیب دم نہ لے بولا ہو کر کے اشتغالے
	صبح کے ڈر سے ہڑٹا یا رے گھر کی راہ لی ہم بھی دغائیں آگے مفت بہار لٹ گئی	
معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ		
اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین شمار ہین جو عباس علی کرا رضا زئی نامدار		جو محب ہین خاندان مصطفیٰ کے دوستدار سب نشین و نشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار
انکامین ایک معجزہ لکھتا ہوں باخرو وقار		
جتنے دان زر وارتے اُن سب میں ہوا تھا اُسکے اک بیٹا سعادتمند بر خور دار تھا		آٹھ کاٹ اک شہر و دان ایک سا ہو کار تھا مال و زر کا گھر میں اُسکے جا بجا انبار تھا
اگلی دن گل پیروں گل رنگ گلرونا مدار		
ایک بیٹا تھا وہی سرور دان رشک قمر بسکہ اکلوتا جو تھا اس واسطے اُس کے اُپر		دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر تھا چھتا اُسکو پو شاک اور جو اہر سریر
باپ بھی جی سے نذا اور دان بھی لکھتی شمار		
جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال		اُن دنو عین عتابر س تیرہ کا اُسکا سن سال

تغزیہ خانوں میں جانا چھپ کے وہ عدا غزال	مرثیوں میں شے کے شاہ کربلا کے غم کا خال
کو تاسینے کو اور ماتم سے روتا زار	
تغزیہ کے سامنے ہو کے مودب سر چھکا	مور چھل رور و ضرب پاک چھبھاتا کھرا
جب علم ٹھٹھے تو پھر لڑکوں کے ساتھ آنسو بہا	یا حسین ابن علی اکبر علم لیستہ آٹھا
لوگ دیکھ اسکی محبت ہوتے تھے حیران کار	
شام سے آکر وہ قندیلین چلاتا مہم	آٹھے اور جھار شہین چڑھاتا دمدم
عود سوز و غمیں اگر لاکر گراتا دمدم	اہل مجلس کے تین شربت پلاتا مہم
سب وہ کرتا قاضی جتنا تھا و انکا کاروبار	
لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر تک نہ تھی	جب سنا اُس نے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچہ خوب تنبیہ کی	اور کہا اے جیلا بد بخت موزی مدعی
ذات سے کیا تو نکالے گا مجھے ابے نابکار	
اُسکے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا	تغزیہ پر دھیان تھا اور شہید پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا	نئے طمانچہ نکالے سے نے جھڑکیو نکالے ہوش تھا
اٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف سب کا ٹکڑا	
پاپے تو غمیں یہ اُسپر کیا بیخ و تاب	رات کو پھر تغزیہ خانہ میں جا پر پختاب
پھر کپڑا لایا اُسے جا کر بعد حالِ خراب	الغرض سو سو طرح اُسپر لیے بیخ و تاب
اُسے پر جانا چھوڑا اُس مکان کا زینہ سار	
اوپنا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا	پر کسی کا کب کہا خاطر میں اُسکی آہا تھا
رونا اور ماتم ہی کرتا اُسکے دل کو بھاتا تھا	تغزیہ خانگی جانب یونہی دھڑا جاتا تھا



	جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بقیار	
جب تو سبے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی ہم کیون نہ اب سام وہی ہاتھ اب کا ڈالو قلم	جسے کرتا ہو یہ ماتم اور اٹھاتا ہو علم کہ کے یہ آخر کو سب سے قیامت ہو تم	
	اکاٹ ڈالو ہاتھ جلد اس بے گنہ کا ایک بار	
الغرض کہ ہاتھ اس مظلوم کا تن سے جدا نے اُسے کھانا کھلا پائے اُسے اپنی دیا	کوٹھری میں بند کر کے اور قفل اور پھرا شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری میں تھا پرا	
	دیکھ اپنے ہتھ کو روتا تھا ڈاڑھ میں مار مار	
وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی کال کس مصیبت میں پڑا وہ گلاب دن رتیں اب اس	ہاتھ سے لو ہوئی بوندیں بھی بہکتی اس پاس ہاتھ زخمی خون جاری ل پریشان جی اس	
	کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار	
وہ تو اپنی یکسو کردہ رہ روتا تھا وان ہو گیا اک بارگی نور تجلی کا نشان	اس میں کیا ہو دیکھتا اس کو ٹھہر کے در بیان اس تجلی میں نظر آیا سے اک نوجوان	
	کاندر سے کے اوپر علم پہلو میں تیغ آبدار	
داستان ہاتھ میں اور شپٹ کے اوپر سپر دائیں کو تیر و کان بائیں کو شمشیر و تبر	تن میں اک سین زہرہ اور خور زہرین فرق جسطرح ابرسیہ میں برق چوک جلوہ گر	
	اس طرح اس کوٹھری میں آگیا وہ شمسوار	
اُسے جب اس نوجوان کے نور کی دیکھی جھلک دیکھتے ہی اُس کا ہدیت سے گیا سینہ دھڑک	تھا مجسم وہ توحی کا نور سے پائونٹیک سند گھٹین آنکھیں وہیں اور کھانگھٹین چپک	
	ہو گیا میو خش وہ میو زخمی دل فگار	

ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے	ساب کسکی ہو جو اس چہرے کے تاب لائے
ایسا شہزادہ مقدس شے مگر تشریف لائے	ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیب اکوئی پائے
آدمی کیا ہی فرشتوں کا نہیں عزت و وقار	
اس عنایت اس کرم کا کچھ بھی یاد نہ تھا	وہ تو وہ نور تجلی دیکھ کر خود بے وقار پڑا
اُس بریدہ دست کو اُسے دیاتن سے ملا	آپ بگھوڑے سے اتر کے نور چشم لانتا
اور کہا اٹھ جلد اسے آلی ہی کے دوستدار	
روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہی	وہ جو آنکھیں کھول کر دیکھئے عجب نور ہے
نہ تو اس میں در رہی نہ خون کا آثار ہی	ہر قد کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہی
رنگیا اکبر کی حیرت میں وہ مظلوم زار	
ہو تصدق اور وہیں پاتون کے اوپر گر پڑا	پھر جو اُس لڑکے کو اس میں ہوش سا کچھ آگیا
یہ بھین سے ہو سکا جو پھر دیاتن سے ملا	اور کہا در و در تو ہا تقدیر سے تھا جدا
بیچ بٹاؤ کوں ہو تم اسے امیر نامدار	
ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تقدیر ہی وجفا	باپ تو میرے مجھ پر یہ ستم یہ پاکیا
اب خدا کے واسطے جلد یہ اسے بحر سخا	بھیسے بیکس پر جو تنہ کی یہ کچھ لطف و عطا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل دار	
بندہ درگاہ رب العالمین ہیں اسے عزت	جب کہا حور نے ہم پہنچی دی ہیں اعز و عزت
بکا تہ کرتا ہی ماتم وہ میں ہیں اسے عزت	ناکسار و عاجز و اندر دگر ہیں اسے عزت
آفرین سدا فرین اسے پاک مومن و نیکدار	
نام کو پوچھے تو پکا نام عباس علی	یہ ہلکا ہی نشان پاک طینت متقی

کربلا کے دشت میں دولتِ شہادت کی ملی	جو ہمیں چاہو ہمارا بھی اسے چاہے بھی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہیں اُسکے غمگسار	
ہو گیا شاہِ داد و دین ہر گنگے قدم کے قریب	یوں لگا کتنے بڑی قسمت ہوئے میرے نصیب
میں کمانِ عاجز کمانِ اللہ کے خاصے صیب	
میں تصدق ہوں تمہارا یا شہِ والا تبار	
یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو	مجھ سے نالائق کی ایسی ہر دلی کس سے ہو
تسے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو	یہ حمایت یہ مدد یا شاہِ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا پھر نصیب پر کاروبار	
میں جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم ہر ملا	اور اٹھاتا تھا علم بھی میں تمہارے جا بجا
حق اگر پوچھو تو کس کا ہاتھ ہے کٹ کر ملا	چھین چھین ہو سکا جو پیرِ دیانت سے لگا
ورنہ کس میں تھی بھلا یہ قدرتِ ذیہ اقتدار	
وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا	ایک پل میں پھر نہ دیکھا نقشِ ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا	سجڑہ دیکھو یہ ابنِ حیدرِ کرار کا
کس میں یہ قدرت ہو جزِ فرزندِ شیرِ کردگار	
اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ	کچھ کیوں نہ ہوتا اگر وہ پھر تاجِ وہ یہ وہ
اب اُنہوں نے کر دیا اک آن میں آتے ہی یہ	یہ نہیں دستِ اور کا دستِ یدِ الہی ہو یہ
ہیزِ یدِ اللہ جو بھلا کس دست سے یہ دستکار	
کیا حسین ابنِ علی نے جس لپا میدان میں	اور ہیں عباس علی کی بخششیں ہر آن میں
جسکے بیٹوں کی رہیں دلِ خلق کے احسان میں	کیوں نہ پھر خالق کے اُسکے پدر کی شان میں

لافتا الاعلیٰ لاسیف الاولوالفقار	
صبح کو اس کو ٹھہریا خود بخود رکھل گیا	باب مان دیکھیں تو اسکا ہاتھ تن سے ہر ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسے سب کیا	سننے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی زنا کو ڈالا آستارہ	
پھر ہوئی اس معجزہ کی شریک غفلت میں ہم	ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا اگر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ جوم	اور لگا آکھون سے یوں کتنا تھا ہر دم ہجوم
یہ آنکھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار	
الغرض مان باب سپر جان دل سے ہو ڈلا	لے لے لڑکے کو چلے دلشاد سوسے کر بلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اسکی زیارت جا بجا	جب وہ منزل پر اترتے تھے تو دانے لوگ آ
دم بدم کرتے تھے اپنا سیم وزر اسپر تبار	
کو بگو شہر غفلت میں بھی یہ شور وغل پڑے	اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے
دانے بھی لوگ آئے سب اسکی زیارت کے لیے	اور لاکھوں شخص آئے دور دور نزدیک کے
اسقدر یہ معجزہ سب میں ہوا وان آشکار	
کر بلا کے پاس پہنچا جسکھڑی ماہتاب	ان شریفوں کو ہوا حکم شیعہ عالیجناب
اک ہزار دوست آتا ہوا چلا جون موج آب	کر کے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شہاب
اسکی لازم ہے تعین دلدار ہی کرنی ہشیار	
کر بلا کے لوگ بکھے اُسکے استقبال کو	لے گئے اسپ و شتر آراشیں اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو	سو تھیل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر میں لائے بصد اکرام و عز و انتحار	

کام کیا کیا کچھ ہوا اس خدا کی راہ کے	پھر خدائے بھی انھیں یہ سوت قدرت کے وسیلے
اُسے کھوایا تو با تھا اب اُسکے ماتم کے سلیم	کیون نہ پھر تن سے ملا تے وہ تو مصنف ہیں بکر
سیکھ جاوے اُسے نصفت آ کے ہر نصفت شعار	
جب ہوے روضہ مین داخل وہ بحبان علی	کر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے گھڑی
وان اُنھوں کچھ مکان ہوا سنے کی تجویز کی	لڑکا بنوا تا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر جھڑی
کی عمارت آخرش رنگین نقش زر نگار	
دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یار و دیکھیو	اور عجب پاک کہلا یا تک اُسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہو یہ خوشبو دیکھیو	کیا ہی طالع کیا ہی قسمت سہ مجتو دیکھیو
اُنکی آفت کا مثال آخر یہ لایا برگ و بار	
یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر	بکے تم مشککشہ ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل اب تمھارے نام کا ہو کر فقیر	یہ غلام رو سید اب جسکو کہتے ہیں نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہو امیر و وار	
مشقبت و رشان امیر المومنین حضرت علی	
کر و ن کیا وصف مین اُن کا الم تاک	اکہ جنگی شان مین آیا ہو لو لاک
پھر اجو عرش اور گرسی پہ چالاک	کہان وہ اور کہان میرا یہ اوراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک	
محمد رحمتہ للعالمین سہ	حبیب حق شفیع المذنبین ہو
رسول پاک ختم المرسلین ہو	کوئی ایسا خدا ئی مین نہیں ہو
نگا تحت الشری سے تا بہ افلاک	

محمد اور علی یا قوت احسہ	درجہ سرِ خدا خاتون اطہر
زمرہ نعلِ ہین شپیر و شتر	جو اہر خائے قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجمن پاک	
رفیق کیواسطے خلدِ عدن ہو	انھیں کیواسطے نہرِ لبین ہے
جنھیں انکی محبت کا چلن ہو	بہشتی حلقہ اور اُن کا بدن ہو
سدا شیر بہشت اور سایہ پاک	
جسے انکی محبت پل بہ پل ہے	اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہو
جو کوئی اُن کی آفت میں دغل ہو	تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہو
کہ جیسے یوے طوبے بچ کر ڈھاک	
علی جو شہسوارِ لاقتا ہو	امیر المومنین شیرِ خدا ہو
فلکِ ہیبت سے اُسکی کانچا ہو	علی جو صفِ روز و دعا ہو
کہ جسکی شرق سے ہو غرب تک خاک	
علی ہو قاتلِ کفارِ گمراہ	علی کا حکم ہو ماہی سے تا ماہ
بہی کا قوت بازو دیدار شد	اٹھا دے چرخ کی گردش تو واشد
ابھی تھم جاے دم میں چرخ کا چاک	
علی نے سہد میں چیرا ہوا زور	علی نے کاٹ ڈالاے عمر و غنم
اکٹ ڈالا ہو اک حملہ سے خیر	خواصِ اشیا کا پیرے گروہ سہر
تو ہوتا یک زہر اور نہ ہر تر پاک	
علی کو مصطفیٰ نے جی کہا ہو	علی کو جبکہ جہمی کہا ہو

علی کو ٹھک محسنی کہا ہے	علی کو رو حک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک	
علی کو خاص نسبت ہو بنی سے	شی کو راہ دل میں ہو علی سے
وہ دونوں ایک تن اور ایک جی سے	کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو اپنے مصطفیٰ کے تن کی پوشاک	
علی کو جو کوئی پہچانتا ہے	برابر مصطفیٰ کے مانتا ہے
جو ان میں کچھ تفاوت جانتا ہے	وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے
لگائی اُسے دوزخ کی مکر تاک	
علی کی دوستی میں جو مرے گا	اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علی کے بغض میں جو جان دیگا	وہ ملعون دوزخ اندریون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک	
جسے وصف علی کچھ سالتا ہے	اُسکو دوزخ آخرت معالتا ہے
جو اُٹکا بغض دل میں پالتا ہے	گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان میں خاک	
جو رکھے دشمنی حیدر سے یک ہو	وہ بیشک ہو سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سبکی سے نام مرتضیٰ کو	نہ جاوے اُس شقی کے مشہد سے بدبو
اگرے گر شاخ سے طوطے کی مسواک	
پڑھوں جسدِ مناقب میں علی کا	پیشے سینہ متا لختہ خار جی کا
حواس اُڑ جائے ہر اک ناصبی کا	دھڑک جاوے کلیمہ مدعی کا

	عدو کا دم مین ہو جائے جگر چاک	
مردن تو کچھ نہو مجھ کو اوتھیت	نظیر اپنے کی وان بھی رکھو عزت	رہون یاں جب تلک رکھ میری عزت پھر آوے جس نگہ مٹری روز قیامت
	خداوند را بہ حق چہ بستن پاک	
درفنائے جہان و یقائے رحمان		
نہ صاحبِ مقدور نہ ناکام رہیگا	شادی نہ غم گردشِ امام رہے گا	دنیا مین کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا زردار نہ بے زرد نہ بد انجام رہیگا
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	نہ عیش نہ دکھ و نہ آرام رہیگا
یہ چاند یہ سوچ یہ بتا رہے ہیں ملق	سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہو جاوے جو حق	یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گندارِ رق لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
انسان پر ہی جو رولک جن و نباتات	اک پھونک مین اڑ جائیگے جو نقشِ طہات	لے عالم ارواح سے تمام جنات کیا ابرو ہوا جھگل دکوہ ارض و سموات
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	ہشیار نہ بختہ نہ کوئی خام رہیگا
یا کشفِ کرامات مین ہو صاحبِ قدرت	اک دم مین پلک مارے ہو جاوے گریہ و روت	اگر علم و ہنر سے ہو کوئی خلق مین مشہور یا ایک کا ہو نام و نشان خلق مین مشہور



	مستور نہ مشہور نہ گناہ رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
مختار سپیکہ خسرو سے جو کرتے ہیں سدا کام جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام	یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہیں کئی دام اک آنہیں اٹھ جائیگا سب چیز کا الزام	
	مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
اب دلیں بڑے اپنے جو کھلاتے ہیں بار جب آکے فنا ڈالے گی سر کے اوپر اک وار	سو مکرو و غارتے ہیں اک آن میں تیار اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاؤ گئے سب پار	
	نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
کرتے ہیں جواب دل سے ریاضات عبادت جب آکے فنا چھوڑ گی شمشیر کا اک ہات	یا عمر کو کھوتے ہیں یہ رندی و خرابات پھوٹا ہوا خون کی گندگاری و طاعات	
	نے زند نہ عابد نہ ہے آسٹام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
جھگڑا نکرے ملت و مذہب کا کوئی بلان زنا رنگے یا کہ بفل بیچ ہو قرآن	جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آن عاشق تو قلند رہیں نہ ہندو نہ مسلمان	
	کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
جو شاہ کہاتے ہیں کوئی ان سے یہ پوچھو دارا و سکندر وہ گئے آہ کہہ کر		

مغزو نہ شوکت و حشمت پر دیر و	اس دولت و اقبال پر مت پھولو امیر و
نے ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا
بیوہ پار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا روار	آگے بھی دکا نین تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر بیچے بیوپار	پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا	آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا
اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات	یا جھوٹے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا بہت مکان کیا یہ ہوا دار مکانات	اک انیٹ بھی ڈھونڈے کہیں آئینہ نین بات
والان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا
یہ بلغ و چین اب جو ہر اک جا میں پہنچیں	یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول
آجا دیگی جب بادخزان رکھے اُپر کھول	ہر خار کی ہر پھول کی اُتر جا دیگی سب پھول
نے زرد نہ سُرخ اور نہ سیہ فام رہیگا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا
میخوار بھی کتنے ہوئے یانے کھلاتی	ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زاناتے
لاجام کوئی بھر کے جو ہوا ور بھی باتے	فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو اور ساقی
نہ سے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں ہم چاہ وہ شخص کہاں جاتے رہے اسے مرے اللہ	آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دلا رام رہے گا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
ہم خود گرو اب ہیں کہاں مجنون فرار جو بچھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد	لیلیٰ کہاں شیریں کہاں وہ ناز و میلہ ہم تم بھی غنیمت ہیں سن ادیار پر نیراد
وان حسن نہ یاں عشق کا ہنگام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
حبوب بنا جسے تمہیں حسن دیا ہو ملنا ہے قولِ لوسیٰ جینے کا مزہ ہو	اُسے ہی ہیں عاشق جا ناز کیا ہو سب ناز و نیاز آہ یہ اکدم کی ہوا ہو
پھر بھر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
ملنے سے ہمارے جو تھیں آتا ہی الزام پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام	آتے دو پہ تم جسے ملے جاؤ و شام جھک مارتے ہیں وہ تھیں کرتے ہیں نام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی	آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی کچھ باقی فقط اب نہیں سب چیز فنا
خمسہ نہ غزل فرو نہ ایہام رہیگا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھ کر افسر ہوا تو پھر کیا	اور بجز سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پُر رہا تو پھر کیا	نوبت نشانِ نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا	
کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی	پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بہ ماہی
جب آنکر فنا کی سر پہ ٹپری تباہی	پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دار اجمہ و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا	
یا ذاتِ مین کہائے نامی صیل ذاتی	جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
یعنی آپ مثل دولہا اور فوج بھی براتی	جب چل رہے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا	
یارِ ارج بستی ہو کر دنیا میں راج پایا	چیتور گڑھ ستار اکا لنبھرا بٹایا
جب توپ نے اجل کے آمو دیا لگایا	سب اڑ گئے ہو اپر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا	
کتنے دنوں یہ قتل تھا نواب ہیں یہ خان ہیں	یہ ابنِ پنہار ہیں یہ عالی خاندان ہیں
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے یان ہیں	دیکھا تو اک گھر یمن نہ نام و نشان ہیں
درد کا شور چرا گھر گھر ہوا تو پھر کیا	
اگستا تھا کوئی دیکھو یہ ہیں میر خان جی	اور یہ ہیں تھان تھان اور ہیں میر خان جی
پنچہ اٹھا قضا کا جب آئے میر خان جی	پھر کے میر خان جی کے وزیر خان جی
نعمہ غنی تو آنکر باز رہا تو پھر کیا	

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہونا دارخان کا	یہ پالکی یہ ہاتھی ہو ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مارخان کا	خرم بھی کہیں نہ دیکھا پشور سوارخان کا
بھیان میگ ڈنر در پر ہوا تو پھر کیا	
کہتا تھا کوئی ڈیڑھی ہر خان مران کی	یہ باغ یہ حویلی ہر محلہ دارخان کی
جب راج نے تھما کے کرنی بسولی ٹانگی	اک اینٹ بھی نہ پانی ہرگز کسی مکا کی
رنگین محل سنہرے گھر در ہوا تو پھر کیا	
گنتوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا	مہرین بڑی کھدائیں سکے بڑا بنایا
جب آن کر فتنے نام و نشان مٹایا	وہ نام اور وہ سکے ڈھونڈ لیا کہیں پایا
آدون کا مہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا	
جاگیرین کسی نے زریر ملک پایا	اکہند ویت اپنا نظم و نسق بچھایا
لیکر سدا جل کا جب فوجدار آیا	اکہندین حکم و حاصل سب ہو گیا پر آیا
ہانسی حصار بچھایا بھکر ہوا تو پھر کیا	
کہتا تھا کوئی لشکر ہر طرہ بازخان کا	یہ نیمہ شامیا نہ ہی شہنوازخان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکد بازخان کا	سرمی کہیں نہ پایا پھر سرقر ازخان کا
سردار میر بخش بڑے بھکر ہوا تو پھر کیا	
ہاتھی پہ چڑھکے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر	یا تالکی سب بھالی یا پالکی کی جھال
یا سے صراحی حقہ و ڈرے جلیب اندر	جب آ اجل پکار سی صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا	
یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پر	جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سر پر

جب عمر کی کچھری جھانکی تھانے اگر	پھر آپ نہ قلمدان کا خذر ہا نہ دستر
نشئی وکیل دیوان مر مر ہوا تو پھر کیا	
یاسے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی	محضر قبالہ لکھے قضاے چکانی شرعی
اعلام نے قضا کا جب آفتابکاری	پھر حکم نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا البید درہ در پر ہوا تو پھر کیا	
گتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر	فاسق ڈرین ہزاروں اور چور کا پتھر
آیا قضا کا مروعا جسد مچھری اٹھا کر	گتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دودن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا	
کتے تھے کتنے ہم تو ہمیں ذات میں گلن جی	ہم شیخ ہم مغل ہمین ہم ہین بچان ہان جی
جسد م قضا چکاری اب اٹھ چلو بیان جی	پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہی نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جو ہر ہوا تو پھر کیا	
یاسے کے زر جہان میں کرنے لگے تجارت	یا سیٹھ بٹکے بیٹھے خاص بنام عمارت
کھولین قضا نے بیان جب کر کے ان شارت	سب کوٹھی و روکانین کر ڈال دین میں غارت
مال و مکان جاہرا و زر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہا یا	بلدار باند مدحیرہ طرے کو جگ گایا
کھیرنمین جا کے کو دالاکھوئے تیرین گایا	جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن آیا
ایکنا شجاع بہادر صغیر ہوا تو پھر کیا	
اکھوڑا اٹھما کے ڈرو با فوجوں میں ہولاور	مارے پیچھے بھالے کھائی گٹار جمد صر
مارا قضا نے بھالاجس دم فنا کا اگر	پھر مردی شجاعت سب ہو گئی برابر

	خود و سلاح چلتے بہتر ہوا تو پھر کیا	
موجھوں کو تالو دیکر سود و دعات ہانکا	یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدینین ٹانکا	جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکھیا کا
	تیقا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا	
مردوں کے ٹنڈن جلا یا عیسے کی کرکرت	یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت	کھوئے مرض ہزاروں دھوئی ہر ایکیت
	لقمان یا فلاحون اگر ہوا تو پھر کیا	
سورج گمن بچارے چند گمن بکالا	یا ہو بخومی کامل تارون کو چھان ڈالا	ہرج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
	جو تش نجوم پیڑت پڑھکر ہوا تو پھر کیا	
یا بھوت جن اتارے مشہور ہو کھامل	یا پڑھکے دو کتابین اور کر کے علم حاصل	جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا ناقابل
	تعوذ فال جادو منستہ ہوا تو پھر کیا	
پوٹھی بیل مین دابی زنار کو سنبھالا	ما تھے یہ کھینچ ٹیکایا ہاتھ رے کے مالا	پو جا کھتا کھانی کیا کیا شبد بکالا
	وید و پُران پڑھکر مقرر ہوا تو پھر کیا	
لوٹا نشے میں ہر جا کر دسے بے حجابی	یا پی کے سے کسی کی عیش کامیابی	جس دم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی
	اکدم لبون پہ سے کا ساغر ہوا تو پھر کیا	

حسن و جمال پاکریا خوب و کمبایا	یا عشق میں کسی نے جی جان کو گھڑایا
اگر بڑا سرون پر چندم اجل کا سایا	دونوں میں پھر کسی کو ڈھونڈھا کہیں پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو کے پیر زادے کرے ملے فقیری	کر کے مرید کتنے کی ان کی دستگیری
جب پیر ہن کی کفنی آکر اجل سے چیری	سب اڑ گئی ہو اپر دم میں مرید پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا	
یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے	یا خود منڈے کہا کر سور و پانگہا
میلے کیے ہزاروں موٹے فقیر چیلے	جب آفتاب کا پکاری جا سور ہے اکیلے
مکیم ہوا تو پھر کیا بس ہوا تو پھر کیا	
جوگی اتیت جنکم یا سیور اکھایا	یا گھول کر جڑا کو یا گھونٹ سرفندایا
ترسوں سے قضا کا جب وقت سر پڑا	نے بالکے کو تھا مانے آپ کو بیایا
نانک کبیر شیبھی بھر تھر ہوا تو پھر کیا	
یا نیک بنے بیٹھے اچھے لگے کہا سنے	یا ہوس کے بد ہر اک کے دل کو لگے تانے
اگر بچے اجل کے جب سر پہ شادیا نے	تھے نیک و بد جہا تک لگے گم ہوا کھانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا	
کیا ہندو کیا مسلمان کیا ترند و گرو کا فر	نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
بقیہ قطب زین ان اکدم سے ہن بافر	رہشا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چاروں کی خاطر پان گھر ہوا تو پھر کیا	
	وہ



ہو وے جو کوئی اُس بت خود کام سے وقف	بھیر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل پتا تو ہی چشمِ گل اندام سے واقف	ساتی یہ پلا اسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک نے کے نہیں نام سے واقف	
تستِ رے میکدہ عشق میں رہے	سرشارِ نشون میں رہے پھرتے رہے بیکے
دیکھے نہ کبھی جو زمانے کی گرہ کے	مستی کے سوا دور میں اُس چشمِ یہ کے
کافر ہو جو ہو گردشِ ایام سے واقف	
اس شوخ شنگار کی جسدِ نئے ہوئی چاہ	کدکھ بھرتے ہی بھرتے غرضِ خیر ہو ناگاہ
جاملکِ عدم میں بھی تڑپتے رہے داشت	مر کر بھی تو خاک نہ آسودہ ہو آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف	
پہلے تو بھنسا یا ہمیں اُس نورِ نظر نے	آخر کو لگا پھر ستم و ظلم وہ کرنے
اب آہ اسیری کے پڑے دکھ ہمیں بھرنے	سیار کی الفت سے پھنسے ان کے دہنے
تھے کاہیکو ہم اس قفسِ ودام سے واقف	
مرگت سے بھلا کب وہ بھلا تاہی کسی کو	چھوٹا ہی دغا باز ہی عیار ہی بد خو
سنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہو خوب	لٹنے کا پیام اُس سے کھو جا کے عزیزو
جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف	
چاہو کہ پھر اب بیچ میں تو تم ہیں سزا	آب آہ یہ ہونا نہیں اسے خسروِ فغان
ناحقِ دل صد چاک کو کرتے ہو پریشان	ادرون سے قسم کھائیے اور ہم تو مرجان
ہیں خوب تمہارے قسمِ اقسام سے واقف	
اول تو نہ کیجئے کبھی خوبان کی میان چاہ	اور کیجئے تو ہو لیجئے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہوا تھا	کوئی نہیں کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہیں نام سے واقف	
اولم	
رسم ہیں اب تو پاس اس شمع کی شام بھرتی	رجسین پر موتی اور سونہ ہیں موتی لگ پر موتی
ادھر جانوں اُدھر کچھ بالیو نہیں جلوہ گر موتی	بھرتے ہیں اُس پر نہیں اب تو یار و سر موتی
لگے مین کا نہیں تھم مین جدر و کچھ اُدھر موتی	
کوئی اُس چاند سے مانتے تھے کیسے مین چھلتا ہے	کوئی بند و نسے ملکر کانکے نرمو نہیں ملتا ہے
لپٹ کر دھڑھکی مین کوئی سینہ پر چھلتا ہے	کوئی ٹھکڑو نہیں جھوٹے ہی کوئی بالی ملتا ہے
یہ کچھ لذت ہو جب اپنا چھدا سے ہیں جگر موتی	
کبھی وہ نازنین ہنس کر جو کچھ باتیں بناتی ہے	تو اک اک بات مین فی کو با نہیں بہاتی ہے
او او نازنین چھیل عجب عالم دکھاتی ہے	وہ سمرن موتیوں کی نگاہیں نہیں جب بھرتی ہے
تو صورتے اُسکے ہوتے ہیں بڑے ہر پور پر موتی	
غلط ہے اُس لب لکین کو برگ گل سے کیا نسبت	کہ جسے ہو حقیق اور پتے اور یا قوت کو نسبت
اُواہٹ پیچھ مسی کلی اور اُس پر پاگلی رنگت	وہ نہتے ہیں تو کھلتا ہے جو اہر خانہ قدرت
ادھر لعل اور اُدھر نیلم ادھر مر جان اُدھر موتی	
کبھی جو بال بال بچے مین وہ موتی پر موتی ہے	تو اکت سے عرقلی بوند بھی کھڑکیوں دھوتی ہے
ہر بھی موتی اور سر ہاتھ سے پھینچ بھی موتی ہے	سر اپنی تو نکال پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہے
اگرچہ وہ خشک موتی کچھ سپینے کے وہ تر موتی	
لگے مین اُس کے سب دم مورتیا کے ہار ہوتے ہیں	چونکہ کل سب اُسکے دم مین موتی ہے چھلکے ہیں

نہ تہمارے شک سے قطراتِ شہمِ دل میں روئے ہیں	فلک پر دیکھتا رہے بھی اپنا ہوش کھوئے ہیں
پہلے سبکدڑی بیچے ہوئے شکِ قمر موتی	
وہ زیور موتیوں کا واہ اور کچھ تین وہوتی سا	پھر اسپر موتیا کے ہار باز و بند اور کھرا
سراپا زیب و زینت میں وہ عالم کو کھانسا	جو کہتا ہوں اسے ظالم کہلانا نام تو بتلا
تو ہنسکر مجھے یوں کہتی ہو وہ جادو نظر موتی	
کڑے پازیب تو جسے جگہ ٹی نہیں	تو چھکار میں کس طرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی کے ہی پر لڑتے ہیں کسی اس سے کہتے ہیں	کڑے سوٹیکے کیا موتی بھی اسکے پاؤں پر ہیں
اگر بار بار نہ دیکھو ہیں اسکی گفش پر موتی	
خفا ہوا نہ فون کچھ روٹھ بیٹھی ہو چھوٹے	تو اسکے غم میں جو ہمہ گزرتا ہو سوت پوچھو
چلے آتے ہیں آنسو دل ٹپا کر چھوٹے	وہ دریا موتیوں کا ہے دھما ہو تو پھر بار دھ
بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی	
شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوکر نکلتے	ویا ابر گلابی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیان ہو کس طرح سے وہ اس عالم کو کیا کہتے	تبستم کی جھلک میں یوں جھکنا ہے ہیں انکے
اسکی کے باب بیک بسطور جاتے ہیں کبھر موتی	
ہمیں کیونکر پرزادہ سے بوسے نہوں کہتے	جڑاؤ موتیوں کے اس غزل پر وارے کہتے
سخن کی کچھ جو اسکے دل میں ہر اُلفت لگی رہے	نظر اس رغبت کو سن وہ ہنسکر یوں لگی کہتے
اگر جوتے تو سینہ دیتی تجھے اک تھاں بہر موتی	
	وہ
ہر شے جارت کی دین چھوڑ دوں گا جو کچھ چاہا	لگائے رکھتا ہوں اسکی چمک جس سے یہ دیکھا جاتا

دیاد ال پنا اُسی کو ہنسکر جہان پرینگو دیو کو کہا	سحر جو کھلا میں اپنے گھر سے تو دکھا اکت شمع وال
بھلاک وہ کھڑے ہیں من تم کے جیسے سورج میں اُجھالا	
ہوا نہایت میں جی میں خوشدل نظر پڑا وہ صبح کو	صفت کی کہ جلال کی دکان کھڑے ہیں لیکن میں
جو رکھی میں وہ اُسکی خوبی سری زبان سے ہو گیا ادا	وہ رفیق اُسکی سیاہ چرخ کہ اُنکے بل و شکن کو یاد
بہر پہونچے سنبھل ہوئے ریحان نہ پہونچے نالین نہ پہونچے کالا	
بہار کبھی جو اُس منم کی توصیف اُسکا کہوین کیا گیا	پری بھی دیکھے تو شریکین ہو وہ حق و بھری
وہ چال چنیل و نظریں جا روہ پیار صوری و نقشا	ادارہ بان کی عجب طرح کی رہ تھی چوین بھی تھماشا
بھون و وہ جی بھی کما میں پلک شان کش نگاہ بھالا	
عجب دوش کا وہ شوق کمر و کہوین کیا کیا کچھ کی خوبی	ہوا فدا میں ل اور جان و طرز اسکی میں اُکھی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر و کہوین کہانیت صفت میں	وہ کھنکھات اور گلابی اُسکی راگوں دیکھے تو کیف تھی
مے محبت کا اُسکے دل کو ہو گیا ہی گہرا نشہ دو بالا	
وہ شوق چنیل کچھ ایسے ڈھول کا اُسکا کھڑے ہوئی	پھر دہاتر سا ہر طرف وہ اُسی کی چامیں شوق کو
لگاؤ میں بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی منطکے	یونہی سرخی وہ بان کی کچھ کہ لعل بھی ہو جیست
وہ اُنکے ہی بھی پھر ایسی کہ جس کا عاکم ہے کچھ نرالا	
وہ طرفہ دلبرہ و منتظر و منتظرین جو میں دیکھا	بھجرا نا کچھ اور ہرگز نہ حرف میری بان سے کھلا
ہو امین صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر ادا کا	وہ جامہ زیبی وہ وہ نظریں وہ چرخ اُسکی ہاتھ پہ
کہ دیکھ جیسے فدا ہوئی دل سے وہ جنگو کہتے ہیں سر بالا	
خوش ایشہ دل میں ہوا بہت ہی میں اُس پر یہ کو دیکھنے	شار اُس پر وہ میں کہ کیا بپ کی ہزار و ناز کہتے
بھون و نہایت میں اُس میں اُنکے کھلیاں ہونے	انکہ ہر ادا کی اُس میں بوسہ کسے کیا چہ تیرا کو میرا

	ادا و آن نے ادمر دبوچا پاک پکٹ ادمر اچھا	
رہا میں کہیں کی کینش جو سیر اسوے کی پیری	جہاں میں پریر کے ہاتھوں کی شکل ان کی پیری	ہوئی ازیت جو مجھ سے دم میں ہاں کی نوں پیری
	پڑا تو پتا میں رہ گیا وان رہا نہ پہ آہ اور بونہ لالا	
پہنسا میں لفظوں کے بل میں بار دہی عقلی نور	جہاں میں صنم کی دہا اچھا دکھایا اپنا وہ مجھ کو جلا	ہو امیں کل برنگ بل جو ہوش تھا سر پہ اوہ کیو
	نہ مجھ سے بولانہ کی شارٹ ندوی تسلی نہ مجھ سے بھالا	
سہا کے تادم کو میں بیجا کئی زبانیں کھلا	غرض وہ عیار میرے رگوں کی چھلکے والے	جو پوچھے وان تو یہ پہلے کیو تو اس بات پر
	بیاد سرد تو میرے ہم نال حشقت شدہ است لالا	
کھلی ہیں آنکھوں بزرگ نہ گنیں ہوتی پیری کی کو	گیا ہو جب سے تو نہ دیکھا اگر نہیں پڑا میں کو	جھمک کھا جا لگا نے چلی کس طرح سے تو پھر کیا
	اکثر خزانع السہ ما ثقیل حجر و کا بلب لالا	
عرا تو جان الی سپر پر دہی صنم پر فدا ہوا	ہوئی تہہ مجھ سے کیا تو جب کے باعث ہوا جدا	کسی طرح سے تو جلد آجا کلکتی منہ سے یہ سدا
	سدا کہنوں دی عرا نہ گھر وچ نہیں تو اچھا ساوی لالا	
مرا ہی لیتا ہوں نام ہر دم میں یہ نہیں ہے تیاں	تجھی میں تیار دیان نہ کہہ دین نہ تیاں	کہہ میں آمل تو مجھ سے پکار جو میرے کو لگا آئے تیاں
	دلاری سند را تو ٹھٹھ برنگی ہو بہن انوکھی لالا	

تری جدائی میں آستگریمختی چھوڑ گئے رتی نہ گھر میں دلوں کو لڑا سے نہ میرا باہرین گنجی	نہیں جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا تو بھری اپنے من کو جو چھین تو بھری کی بارگاہن نگاہی تھی
پراسیقن اگر گھر بوسان کی پلک کٹا راجہ تھانہ ٹکھالا	
دو تیری صورت چھوٹے تھی تو دم آٹھین میں ہی تھان جو کمال تھی یہ یاد تیری تو دل ہو تا بہت پشیمان	ارے چلیے ارے چھوٹے ارے ڈھینڈے کھی تو آٹھان
تو ری جو تھانہ میں سر اسکو دیتو تو کلو بہو اد کھالا	
گیا یہ جیسے تو دلوں کو بھری میں ہی چھوڑ کر اراک جا امید ملنے کی تیرے رکھو اور دھڑکھڑو میں آٹھانا	ہوا اور میرا یہ حال اب تو تیری جیل میں آرا جگت سمجھا است بر ہکد ایک سو امن کر دیا
دو اتنی کتنی میں سر چن نہ سہ مد کی گریز بد ہو کی جھالا	
جو لکڑی سے ہو سیر چھوٹے میں بیان میں کچھ سکا آسان تھانہ چھوٹے میں ہی کہ تو پھر وہ کوئی کھری بیان	چھوٹے کھی تو تھو لی جو چھوٹے ہو تو دل ہو خوشان کبھی تو ہنس کر تھانہ آجافٹھی کی جھری ٹکھان
جنا کے سچ دھج پھر اس کے دامن گنا کے ٹھوکر ہلا کے بالما	
قصہ ہنس	
دنیا کی جو الفت کا ہوا اُس کو سہارا اور اسنے خوشی کو مری خاطر میں اُتارا	دیکھی جو یہ غفلت تو مراد دل یہ پکارا آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بھارا
اک پیڑ پہ چنگل کے ہوا اُسکا گزارا	
چند ڈال گن ابلتے چھپان بنے ڈھیر مینا و بے کلکے بنگلے بھی منہ سہیر	طوطے بھی کسی طور کے ٹو لیاں کوئی نہیر رہتے تھے بہت جاؤر اُس پر پیر کے اوپر
اسنے بھی کسی شاخ پہ گھرا پنا سوارا	

بلبل نے کیا اُسکی محبت میں خوش آہنگ	اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن میں کلنگو نہیں بھی چاہت کی بھینک	دیکھا جو ظیورون اُسے شبنم خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا	
سیمرغ بھی سودن سے ہو ملنے کے شائق	گڑبگڑ بھی نیکوئے پہ پہلنے کے لائق
سارن بھی حوصل بھی ہوئے اُسکے موافق	باز و نگڑ و جرہ و شاہین ہوئے عاشق
شکر دن نے بھی شکر سے کیا اُسکا دارا	
کچھ سبک بڑکے کچھ پٹن و برے	پتہ تخی سے لگا بوڑ و قمری دہریے
غوغائی پھیری و لٹورے و پیپے	کچھ لال چڑے پورے پرسی پتی غش تھے
پڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آکھ کا تارا	
چاہت کے گرفتار بیٹھیں کوئی سیر	کیون کے ترو و تن بھی چاہت میں بند
ہر بکھی ہو ہٹ کے بڑیا اوم اوم	زراغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا	
شکل اُسکی وہیں جی میں کبھی شام چڑے کے	دی چاہہ جتا پھر اُسے چاہنے والے بھی چپے
ہر ملی بھی ہو اُسکے بڑے چاہنے والے	چتنے غزل اُس رپڑ پر رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پران سے دل و جان کو دارا	
خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم سے دیکھیں	اور اُسکی محبت سے ذرا منہ کو نہ پھیریں
دن رات آغوش کھینچ سکے اُسے دیوین	محبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانور و غنیم
ایک پتہ رہا خوب محبت کا گدارا	
سب ہوئے خوش اُسکی نے اُلفت لگے پینے	اور پتہ سے ہر ایک نے وہاں بھر لے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قریبے	اس ہنس کو جب ہو گئے وہ چار مہینے
اکت روز وہ یاروں کی طرف دیکھ نکارا	
یاں لطف و کرم تنے کیے ہمہ ہن جو جو	تم سب کی یہ خوبی ہو کہ ماں سے بیان ہو
تقصیر کوئی ہے ہوئی ہو دے تو بخشنو	لو یار وہ ہم اب جا دینگے کل اپنے وطن کو
اب تمکو مبارک رہے یہ پیر تمھارا	
آب تک تو بہت ہم رہے فرقت کھم خوش	اب یاد وطن دلی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش	اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہکو گوارا	
ہن دیکھے تمھارے ہلین کب جین پڑینگے	اک آن نہ دکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گرتے یہ پٹھرائی تو کیا سکھ سے رہیں گے	ہم جتنے ہن سب ساتھ تمھارے ہی ملیں گے
یہ درو تو اب مجھے نہ جا دینگا سہارا	
بھر ہنس نے یہ بات کسی ان سے کہی بار	کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہن چار
اکھین ہو کہین اشکوں سے پرندوں کی گہر بار	اسین جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پرا پنا ہوا پر وہین اس ہنس نے مارا	
وہ ہنس جب اس پڑیے وان کو چلا ناگاہ	آغہ پھیر کے ایدھر سے وطن کی جوہین لی آہ
دیکھا جو اسے جاتے ہوئے وان سے تو کراہ	سب ساتھ چلے اسکے وہ ہمراہ ہو خواہ
ہر ایک نے اڑنے کے لیے نکلے نپسارا	
اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب	جب ان سے چلا وہ تو ہوئی پرہیز غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پر ہوئی غالب	دو کوس اڑے تھے جو ہوئی مانند کی غالب



	پھر پھر میں کسی کے نہ رہا تو ت دیارا	
پہلے ہوئے پر جو ہین دوری کی پڑائی اس	روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدیموس	تھک تھک کے گئے گزرتے تو کرنے لگے افسوس
	کوئی آئندہ کوئی نو کوئی دشت کو س میں ہارا	
کچھ بن نہ سکے آئسے رفیق کے جو داکار	اور اتنے اڑے ساتھ کچھ ہو کہ نہ اظہار	جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہارا
	کوئی آئندہ کوئی نو کوئی دشت کو س میں ہارا	
تھی اسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی ہے	مجھے تھے بہت لمبیں وہ اُلفت کو پڑی تھیں	جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رہا
	اُس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارہ	
دنیا کی جو اُلفت ہے تو اسکی ہی یہ کچھ راہ	جب شکل یہ ہو کہ تو بھلا کیونکہ ہونہ راہ	نا چاری ہو چھا میں تو وان کیجیے کیا چاہ
	آخر کے تئیں جس اکیلا ہی سدھارا	
	برسات کی بہار میں قضیمین	
ہین اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہار میں	سبز و نیل لہلہا ہٹ باغات کی بہار میں	بوند و نیل چھھا ہٹ قطرات کی بہار میں
	کیا کیا گچی ہین یار ویرسات کی بہار میں	
یاد دل ہوا کے اوپر ہوسست چھا رہے ہین	چھڑوئی مستیوں میں دھو میں پھا رہے ہین	پڑتے ہین پاتوں میں دھو میں پھا رہے ہین
	کلزار کیجیے ہین سبر سے نہار سے ہین	

کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
مارے ہیں موج ڈا بر دریا آئندہ رہے ہیں	مور و پیچے کوئل کیا کیا آئندہ رہے ہیں
جھڑ کر رہی ہیں چڑیاں آئندہ رہے ہیں	برستے ہوئے تھڑا جھڑا بادل گھنٹا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں	گل بھول جھاڑ بوٹے کراچی دھج رہے ہیں
بھلی چک رہی ہے بادل گسج رہے ہیں	اشد کے نقارے نوبت کے گسج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بادل لگا لگا کرین نوبت کی گت لگا دین	جھنگر جھنگر اپنے سرتا بیان نہ جا دین
کرشور مور بگے جھڑیوں کا منہ بلا دین	پی پی کرین پیسے میڈک ملا دین گا دین
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
ہر جا بچھا رہا ہے سبز اہرے بچھوئے	قدرت کے کچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھوئے
جنگل و نین ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھوئے	بچھوادیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھوئے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
سبز و نیلی لہلاہٹ کچھ ابر کی سیاہی	اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید گاہی
سب بھگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تابا ہی	یہ رنگ کون رنگے تیرے سودا آئی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
کیا کیا رکھے ہو یا رب سامان تیری قدرت	بدلے ہو رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب ہست ہو رہے ہیں بچان تیری قدرت	تیرے پکارتے ہیں بچان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	

کول کی کوک میں بھی تیرا ہی نام ہیگا	اور سور کی زل میں تیرا پیام ہیگا
پیر رنگ سوڑ بکچا جو صبح و شام ہیگا	یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہیگا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
پھولوں کی سبج اور پڑتے ہیں کتنے بن بن	سوہن گلانی جوڑے پھولوں کے ہار ہار بن
کتنوں کے گھر ہے کھانا سونا لگے ہو انگن	کونے میں پڑ رہی ہیں سنہری لپٹ سونگن
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بولیں بے بٹیرین قہری پکارے کو کو	پی پی کرے پیاسے پکار میں تو تو
کیا ہر دہ و کی حق حق کیا فاختوں کی ہو ہو	سب رٹ رسے ہیں جھک کر کیا پکڑ کیا پکڑ
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
چوست ہوں اُدھر کے کرشنو رنا چتے ہیں	پیار کیا نام لیکر کیا زور نا چتے ہیں
بارل ہوا سے گر گر گھنگو رنا چتے ہیں	مینڈک اُچھل رسے ہیں دام موزا چتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جو خوش ہیں وہ خوشی میں گاہیں ات ساری	جو غم میں ہیں اُنھو پر گزرسے ہی رات بھاری
سینوں سے لگ رہی ہیں جو میں پیا کی پیاری	چھاتی پیٹے ہو اُنکی جو میں برہ کی ماری
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جو وصل میں ہیں اُنکے جوڑے ہمک رہے ہیں	جھوٹے میں جھوٹے ہیں گئے جھٹک رہے ہیں
جو دکھ میں ہیں سو اُنکے سینے پھرک رہے ہیں	آہیں نکل رہی ہیں آنسو ٹپک رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
اب برہنوں کے اوپر سے سخت بقیار رہی	ہر لونڈ مارتی ہو سینے اوپر کٹاری

برلی کی دیکھ صورت کتنی ہین بری بڑی	ہو نہ لی پانے ابکی بھی سُدھ ہماری
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جب کوئل اپنی آنکھ آواز ہو سنا تھی	سنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہو آئندہ جاتی
پی پی کی دھن کو سنکر رکھل نہیں تھی جاتی	مت بولے پیپے بچھتی ہو میری چھاتی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
ہو چکی سیج سوئی اور خالی چار پائی	رور و آغون سے ہر دم یہ بات ہو سنا تھی
پردیسی نے ہماری ابکی بھی سُدھ بھائی	ابکی بھی چھاؤنی جا پرویں میں ہو چھائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کتنوں نے اپنے غم سے اب یہ گیت بنائی	میلے کپڑے آنکھیں بھی ڈبڈبائی
لے گھر میں جھوٹا ڈالانے اور معنی رکائی	بھوٹا پڑا ہو چھٹا ٹوٹی پڑی کٹھنائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
گاتی ہو گیت کوئی جھوٹے پر کر کے پھیرا	ماروجی آج کیچے یلیرین کا بسیرا
ہو خوش کسی کو آکر ہو درد غم نہ گھیرا	تمہ زرد بال کھیرے اور آنکھوں میں آنہیرا
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
اور جھگوا اب مہیا حسنوں کی ڈھیران ہین	سرخ اور شہرے کپڑے عشرت کی گھیران ہین
جھوب دسبرو کی زلفیں کھیران ہین	جگنوں چمک رہے ہین راتین زلفیں ہین
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے جھگو رہے ہین	باہین گلونہیں ڈالے جھوٹے نہیں سو رہے ہین
کتنے بڑے مارے سُدھ اپنی گھو رہے ہین	جھوسلے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین

کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بٹھے ہیں کتنے خوش ہواونچہ چھوٹے بنگلے	پیتے ہیں بچے پیالے اور دیکھتے ہیں بنگلے
کتنے پھرے ہیں باہر خوبان کو اونچے سنگے	سب شاوہور ہے ہیں عمدہ غریب بنگلے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
کتنوں کو محلوں اندر ہو عیش کا نظارہ	یا سائبان ستھرایا بانس کا اُسارا
کرتا ہو سیر کوئی کوٹھی کا لے سارا	مفلس بھی کر رہا ہو پوئے تلے گذارا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
چھت کرنے کا کسی جاغل شور ہو رہا ہو	دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہو
در در جو ملی والا ہر آن رو رہا ہو	مفلس ہو چھوٹے زمین و شاد ہو رہا ہو
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
مدت سے ہو رہا ہو جھکا مکان پُرانا	اُٹھکے ہو آنکھوں میں ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہو ٹپک موری کھول آنا	کوئی کہے چل چل بھی کیوں ہو گیا دوانا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
کوئی پکارتا ہو کو یہ مکان ٹپکا	گرتی ہو چھت کی مٹی اور سائبان پٹکا
چھلنی ہوئی اٹاری کو ٹھانداں ٹپکا	باقی تھا اک اُسارا سو وہ بھی ان ٹپکا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
روخا اسکان جسکا ہو سکے پنڈا سوایا	دیپر کا کھن ٹپک کجب پانی نیچے آیا
آئینہ تو آئینے گھر میں ہو شور و غل بچایا	مفلس پکا رستہ ہیں جاسنے ہمارا جایا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	

سبز و نیل برہوٹی ٹیلیون ادبر و مقورے	پنسوئے چھڑون سے روئے کوئی برسے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے	آنکھیں کھنسلانی کو نوں میں کھنکھوڑے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
پھنسی کسی تن میں سر سر کسی کے پھوڑے	چھاتی پیگرمی دانے اور پھین دوڑے
کھا پوریاں کسی کو ہین لگ رہے مڑے	آتے ہین دست جیسے ڈورین عاتی گھوڑے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جس گلبدن کے تن میں پوشاک سونی ہے	سوہ پری تو خاھی کالی گھٹا بنی ہے
اور جبہ سرخ جوڑا یا اووی اوڑھتی ہے	اُسپر تو سب گھلاوٹ برسات کی چینی ہے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
پتلی جہان کسی وال اور کڑھی پکاٹی	لکھی نے وہین بولی آوٹ کی بلائی
کوئی پکارتا کیون خیر تو ہے بھائی	ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مچ کھائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
برنوں میں کھپ رہے ہین خوب لال جوڑے	جھمکین دکھا رہے ہین پرچنگ لال جوڑے
لہریں تارچہ ہین لڑکوں کے لال جوڑے	آنکھوں میں چھ رہے ہین پیارنگ لال جوڑے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی	گلنار یا گلانی یار و سرخ و صفائی
کچھ حسن کی جیڑھاہائی اور کچھ نی جوائی	جھونڈیں جھوٹے ہین اوپر پڑے ہین پائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کوئی تو جھوٹے ہین چھوڑے کے ڈور چھوڑے	یا ساتھیوں اپنے پاتوں سے پاتوں جوڑے

بادل کھڑے ہیں سر پر ہے ہیں تھوڑے تھوڑے	موندوں سے بھیگتے ہیں نال در گلانی چوڑے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنو کو ہو رہی ہو اس عیش کی آشنائی	سوئی ہو ساتھ جسکے کنتی ہو وہ سیانی
اس وقت تم نہ جاؤ اور میرے یار جانی	دیکھو تو کس مرے سے برستے ہو آج پانی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنے شراب پیکر ہوسست جھک رہے ہیں	محو کی گلانی آگے پیارے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہو ناچ گھر گھر گھنگھریلے ہیں	پڑتا ہو منہ جھڑا جھڑا طیلے کھڑک رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
ہیں جھکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی	وہ اس ہو امین خاصا ڈرے پھرے لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم دیا ہو کھوئی	ہو انکے سر پہ سر کی یا پورے کی کھوئی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنے پھرے ہیں اور سے پانی میں سرخ ٹپو	جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہو آنسپہ لٹو
کتنو کی گاڑی رتھ میں کتنو کے گھوڑے ٹو	جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہو نکلے ٹو
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
جو اس ہو امین یار و دولت میں کچھ ٹپ رہا	ہو انکے سر پہ چھتری باغی اور پر چڑھے ہیں
ہے غریب غریب کچھ میں گر پڑے ہیں	ہاتھوں میں جو تیان ہیں اور پائے چڑھے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
ہو جن کئے مہیا پکا پکا یا کھاتا	انکو پانگ پہ بیٹھے جھڑو کا کھانا
ہو جنکو اپنے گھر کا یا لون تیل لانا	ہو سر پہ انکے پکھیا یا چھاج ہو چرانا

کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
کتنے خوشی سے پیچھے کھاتے ہین خوش حال ہین	کتنے چلے ہین لینے بنے سے قرض ہل ہین باقی ہین گھی کی پیالی اور کٹریاں ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
جو کسبیاں جوان ہین حسن و عین پر تیاں ہین	سینوں میں لال انگلیاں اور لال کرتیاں ہین اک اک نگہ میں کافر بجلی بھی بھرتیاں ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
جو نوجوان ہین انکی تیاریاں تری ہین	ہاتھوں میں لال چھڑیاں کوٹھون اور کھڑیاں ہین منہ کو چھپا پلنگ پر چلی ہوئی پڑی ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
کوئی اپنے آشنا سے کرنا زکا جھپٹا	کتنی ہو شہسکے کافر چکی لے یا ہٹا تم آج بھی نہ لاسے رنگو امر اوٹھا
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
کتنی ہو کوئی مجھ کو چڑا سو با نبادو	یا ٹاٹ باجی جو تیا کفش سرخ لا دو یا گرم سے اندر سے اک سیر جو رنگا دو
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
جو آنکے بتلا ہین سب چیز لارہ ہین	کرتی بنارہ ہین انگلیاں دکھا رہے ہین جو چوہ ہین انکی باتیں سب کچھ اٹھا رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	



کتنوں نے قول باندھا معمولی ٹکے پیسے	کستی ہیں شاد کو یوں اپنے آشنا سے
برسات بھر تو نلکے ٹٹکتے ہو جان پیارے	احق ہو جو پلنگ سے اب موتے کو اترنے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
یسکے اُنسے ہنس نہ سکتی ہو شوخ رنڈی	معمولی اب تو لیکر نیدی بھی ہر گھنٹی
ہم ہنسن لال جو راتم بہنو خاصی ہنڈی	خندی ہو جو تھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
زردار کی تو انہیں ہر چھپرہ ہی ہانگڑی	دلبر ہی سے بھی بھمکائے جوڑے کڑی
مقلس کو ٹوٹی تپیاٹ کی جھلنگڑی	رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
بویا ہو گھر میں آرام کر رہی ہو	پیر و نہین دوستوں سے پیغام کر رہی ہو
چتون لگاؤ تو سے سو آرام کر رہی ہو	چکے ہی چکے اپنا سب کام کر رہی ہو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
کہتا ہو کوئی اپنے محبوب سیر سے	ابن میمون تم نہ جاؤ پیارے ہمارے ہر سے
کوئی کہے ہو اپنے دلدار خوش نظر سے	ہاتھوں سے میرے جانی کھالے یہ دواہر سے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
کتاب کوئی پیاری جو کچھ کہو سولادون	زرد زنی ٹاٹ باقی چوٹا کو پھادون
پیر چلیسی لٹرو جو کھاؤ سو مگادون	چیراڈو ٹپہ جامہ جیسا کہو رنگادون
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین	
جن دلبرو کے تن پر ہیں گرمی و نلکے	کھتے ہیں آنکھ کا شق یوں پیارے کا لکے

کیا مینہ برس رہا ہے پیارے ذرا نہالے	چھاتی نہیں تو پیارے تک پٹیر ہی ملائے
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
اُس رات ہن جہانک گلزار بھیگتے ہن	شہر و دیار کو چہ بازار بھیگتے ہن
صحرا و جھاڑ بوٹے کُساں بھیگتے ہن	عاشق نہاں ہے ہن دلدار بھیگتے ہن
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
کتنے تو دلبر و کی دہلی پہ بھیگتے ہن	کتنے پریر و خوں کی بولی پہ بھیگتے ہن
اور کتنے کسبہ یون کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہن	کتنے طوفانوں کی موری پہ بھیگتے ہن
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
کہتی ہو جب وہ شکر یہ بات بھیگ احمق	مارو کی تیرے اگر اکلات بھیگ احمق
مجھ کو بھی مندر چڑھی یوں رات بھیگ احمق	یوہن تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
زردار کی تو شکر کہتی ہو وہ پریر و	کہتی ہو تو تیر یوں سے جلدی کو انکھو لو
مفلس کوئی کچارے تو اُس سے کہتی ہو دو	بہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
یہ سنکے گروہ مفلس کچھ شور و غل مچاؤ	بیشک میں اینٹ بھیگی یا کٹری کھڑکھڑاؤ
کھڑکی میں ڈال سر کو جب ناگہنا دے	کیا غل مچا رہا ہے سن پٹھے مالزادے
کیا کیا مچی ہن یا رو برسات کی بہارین	
کوئی یار سے کہے ہو اسے دلشان آؤ	بدلی بڑی اٹھی ہو کتنے کو مان آؤ
کیا مینہ برس رہا ہے ہر اک مکان آؤ	راتین اندھیرا ہن اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کوئی رات کو پکارے پیارے بیگمتی ہوں	کیا تیری الفتوں کی ماری میں بھگتی ہوں
آتی ہوں تیری خاطر آئے بیگمتی ہوں	کچھ تو ترس تو میرا کھارے بیگمتی ہوں
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کوئی پکارتی ہو دل سخت بیگمتی ہوں	کانپے ہو میری چھاتی کی سخت بیگمتی ہوں
کپڑے بھی تر تیرے ہوں اور سخت بیگمتی ہوں	جلدی بلائے مجھ کو سخت بیگمتی ہوں
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
آیا وہیں جھپکھٹ مچی پلنگ کھٹوے	دلبر کہیں بغل میں امر کہیں ہنپوے
چولون کی چیر چراہٹ بوجھار کے جھکوے	درکھے کہیں دھڑاکے چلتے کہیں پڑوے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
شیشہ کہیں گلابی بوتل جھک ہی ہو	رابیل موتیا کی خوشبو منک رہی ہو
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک ہی ہو	پائے کھٹک رہے ہین ٹی چٹک رہی ہو
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کوئی پکارتی ہو کیا کیا مجھے بھگوا	کوئی پکارتی ہو کیسا مجھے بھگوا
ناحق قرار کر کے جھوٹا مجھے بھگوا	یوں دور سے بلا کر اچھا مجھے بھگوا
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جن دلبر کے خاطر بیگے ہین جکے جوڑے	وہ وکیہ انگلی نفت ہو ہین تھوڑے تھوڑے
اُنکے بیگے کپڑے ہتھوڑے دھڑوڑے	چرا کوئی سکھا دیا نہ کوئی نچوڑے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	

<p>کیہ پرسی ہو رہی ہے جس جازمین بھلے پھسل جاوے پاؤں کیڑی مشکل ہے پھرنے</p>	<p>مشکل ہوئی پروان سے ہر اک کو راہ چلنی جو تکی گرمی تو اُن سے کیا تاب پھرنے</p>
<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>
<p>کتنے تو کیڑوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں کتنے اُٹھے ہیں مہر کتنے اُس رہے ہیں</p>	<p>کیڑے تہا مہر گندے دلدل میں بس رہے ہیں وہ دیکھ میں پھنس رہے ہیں ورنہ کون ہنسے</p>
<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>
<p>کہتا ہے کوئی گر کر یہ اسے خلوے لیجو کوئی ہاتھ اٹھا چکارے بھبھکی ہوئی لیجو</p>	<p>کوئی ڈنگا کے ہر دم کہتا ہے لیجو کوئی شور کر چکا رس گرنے نہ پائے لیجو</p>
<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>
<p>گر کسی کے پڑے دلدل میں ہیں مٹے اک دو نہیں بھیسکتے کچھ اسمیں آن اکثر</p>	<p>پھسل کوئی کسی کا پیڑ میں منہ گیا بھر ہوتے ہیں سیکڑوں کے سر نیچے پاؤں اوپر</p>
<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>
<p>یہ رُت وہ ہے کہ حسین خرد کو بیزخوش ہیں مشتوق شاد و غم عاشق امیر خوش ہیں</p>	<p>ادنیٰ غیبِ مخلص شاہِ دوزیر خوش ہیں جتنے ہیں اب جہان میں بسا ہے فطرت خوش ہیں</p>
<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین</p>
<p>ولہ</p>	<p>ولہ</p>
<p>تھا ہجر میں جیسا دل ویران تہ دبالا ہو چاہ کا رتبہ نہ پھلے کیونکہ دبالا</p>	<p>ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی چالا پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ لالا</p>
<p>المنت شد تقدس و تعاے</p>	<p>المنت شد تقدس و تعاے</p>

کچھ غم نہیں کرتوںے ہو میرا بہا یا	بجھل کی طرح خاک میں اور غم نہیں نہایا
اریان جو کچھ دل کا مرے تھا سو برآیا	کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا
ظالم مجھے جتیار رکھے اشد تعاسے	
اس عالم میلی کی ہوئی جیت مجھے چاہ	تن سوکھ کے کاٹھا ہوا اور مثل پرکاش
اس حال کو پہنچا ہوں غم و درد و اشد	رکھیا اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہی ہی آہ
پھر قبر سے اللہ نے جنون کو نکالا	
آنکھوں میں دم آیا ہو میرا نزع سے آبا	دنیا سے گذر رہا ہوں میں حسرت زدہ درد
اکھڑا ہو دم اور نکلا ہو جی اب کوئی دم	مر مر مجھے کہتا تھا سو مرنا نہیں یاد
اب ملاؤ کہاں ہو وہ مرا کوئے والا	
غنجوں کی طرح ملے ہو اپنے دہن سے	زخمون کے نشان سب نہایاں میں بدلتے
حسرت زدہ کہتا کے ہر اک اپنے کفر سے	سن تختہ گل آخیش اس خاک چمن سے
نکلا مرے قاتل کے شہیدوں کا رسالا	
مرتا ہوں تڑپتا ہوں پڑا ہوں میں بن	دن عمر کے بھرتا ہوں بے دین کن گنا
مجاوے کہیں تجھے وہ کافر جو کسی دن	قاصد تو مرانا نام تو لیجو نہ ویسکر
کہنا کوئی مرتا ہو ترا چاہنے والا	
کوئی فصل رائی ہو دھوون سے زمیں میں	فرقت کے غم و درد سے طاقت نہیں تین
اور غل میں ٹپے بلبل گل سرو سمن میں	کیا خاک اڑاے کو چلیں آہ چمن میں
نہ یار نہ ساتی نہ صراحی نہ پیالا	
مدت میں کہیں ایک تو آنا ہوا اسکا	اور آئے ہی قسمت مری اسکو رٹھایا

رہ رہ کے مجھے اب تو سی حیف ہو آیا	جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا رکھ چلا تھا
اندھ نے کیوں جب ہی مجھے مار ڈالا	
یہ فوج پرست ہو پڑا کو چلو در سے	یار و بھائی تو نہ ہو تھمس و قمر سے
دل دھڑکے ہو دیکھا نہیں جاتا نظر سے	شاید وہی بن چھن کے چلا کر کہیں گھر سے
ہو یہ تو اسی چاند سی صورت کا اجالا	
اس شمع سی صورت کو ترس رہی ہیں آنکھیں	دریا کی طبع رات اور دن پتی ہیں آنکھیں
زقت کا جواز بسکہ تھم سستی ہیں آنکھیں	لے لے کے بلائیں مجھے کیتھی ہیں آنکھیں
صدر سے ترے پھر ایک نظر ٹھیک کر دکھالا	
چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا	تلو وں کے تئیں خاریا بان نے پرویا
نے ابوزہ شبنم نے ٹپک آنکھوں کو بھگایا	سحر امین مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
اگر چھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا	
کل پہنے جو کی یادہ کشی سچ سے تاشام	اور پی کے چلے ساتھ تھکر کے کٹی جام
اس ڈنڈ کا بھلا کیوں نہ آئے دیکھ لڑام	اور دن کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو یہ تھا
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم سے سنبھالا	
کیا کیا نہ تھم تو نے سے عشق میں جاگاہ	آنکھوں میں دم آیا تر اتن غم سے ہو گاہ
اب بچنے کا تیرے کوئی چارہ نہیں ملتا	ہم تجھے اسی روز کو روتے تھے زخماں
کیون تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا	
ولہ خمسہ ثانی	
چہرہ ہو ترانور کی تصویر کا نقشہ	اور مصرع قد شری تفسیر کا نقشہ

یا تنگ ہو ترے حسن جہانگیر کا نقشا	مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا	
ترجہی ہے نظر تیر نگہ نوک سنان ہے	جس تیر کا مارا ہوا ہر پر و جوان ہے
آفت کی ہو تار قیامت کی کمان ہے	اس ابرو خمدار کی صورت سے عیان ہے
خبر کی شباہت دم شمشیر کا نقشا	
پلکوں میں تری ہو جو درازی و سپاہی	ہر نوک پڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر میں پڑے کیون تنہا ہی	شر کا لگو تری دیکھ یہ کہتے ہیں سپاہی
تصویر یہ بجا لے کی ہو اور تیر کا نقشا	
شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہے سیانو	مین مہر اسرار ہوں کنا مرا مانو
اُس قید سے ڈرتے رہتے ہو دولو	یہ زلف و سیہ عارض قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کینچا ہے یہ زنجیر کا نقشا	
اس قابل بیدار کی جسدن سے ہو نجا	کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا اللہ
اس ظلم کی فریاد کروں کس سے من اللہ	کیا پردے ہی پر دے میں مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا	
آگے تو مرے پاس وہ آما تھا دل فروز	اب دل میں لگا تا ہوں سے تیر جگر و دوز
اس درد سے رونا مجھے آتا ہوں شب و روز	کیا گردش ایام ہے آہ جگر سوز
الٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا	
نکلا تھا قیام کو یہ ساقہ وہ گمراہ	آتا ہی کہا میں نے کہ صد آفرین کا وہ
بہر اتنی ہی تہہ سمیر یہ کہتا ہے وہ خوشخوہ	یا گھر سے نکالوں تجھے یا قتل کروں آہ

بھرا ہوا یہ کچھ اب ہری تقدیر کا نقشا	
کھیتی ہی محبت کی وہ بو بے ہو ہمیشہ	اور اشک کے قطروں پر وہ ہے ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے ہی سووے ہی ہمیشہ	دن رات ترے کوچہ میں رووے ہی ہمیشہ
عاشق کی یہ ہے منصب و جاگیر کا نقشا	
ہو نقش مرے دل میں ترے حسن کا ہر آن	مگر کبھی مرے دل سے نہ جاوے گا تر دھیان
زہرا نہ بھولو گے کچھ مین اسے نادان	مین تو صفتِ معشر میں بھی لو گے کچھ پہچان
راںجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا	
کیا قول کیا پورا کہ اُس کو ہب جا کر	دن رات ترا شاکیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آس رہا ہوا وقت برابر	فرما دے قیشہ سے لہو اپنا ہمار
شیرین کو دکھایا وہ جوئے شیر کا نقشا	
لیٹے کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار	بھر عمر رہا پر اسی چھندے میں گزرتا
کیا چاہا کہ اُس کے مین کہوں آہ میں سرار	یہ تربتِ مجنون پہ نہیں گھانسی گی بار
لیٹا کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا	
دن رات سرے قتل کو پرتا ہوا وہ گراہ	اب جی مرا کس طور پہ اے مرے اللہ
کیا فکر کروں کس کون یہ غم جانگاہ	تدبیر تو کچھ بن نہیں آتی ہی نظیر آہ
اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا	
ولہ	
قائم ہے جسم کو کہ نہیں کس غنیت است	جیتے تو ہین اگر یہ نہیں غنیت است
سو عیش اہلو گر نہ ملے دس غنیت است	وقت خزان چو گل بنو خوش غنیت است



	<p>پیری کہ دم ز عشق زندیس غنیمت است از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است</p>	
<p>احق میں خبر وجودہ شہتے ہیں پہ آہ سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہیں زادہ واہ</p>		<p>کہتے ہیں اس بڑے پائے میں خواہ کی ہوا چاہ اور وہ جو کچھ شور سے رکھتے ہیں و سنگاہ</p>
	<p>پیری کہ دم ز عشق زندیس غنیمت است از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است</p>	
<p>وہ سب ترس ہمارے بڑے پائے کھاتے ہیں اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہیں</p>		<p>جن دلبروں سے یار وہم اب دل لگاتے ہیں بوسہ بھی ہکو دیتے ہیں بے بھی پلاستے ہیں</p>
	<p>پیری کہ دم ز عشق زندیس غنیمت است از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است</p>	
<p>اور جھکتے جھکتے تیرے قدم ساتھ آگاہ کیون یار وچ ہی کہو یہ نہان کی پر جا</p>		<p>سے تن میں اب ہو زور چلتے ہیں دست و پا را سو قت میں بھی عشق کو رکھتے ہیں جا بجا</p>
	<p>پیری کہ دم ز عشق زندیس غنیمت است از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است</p>	
<p>بلبل سے پوچھا گل نے کہ بڑھایا کیوں تیرا جب گل نے ہکو دیکھ کے ہنس کر ہی کہا</p>		<p>روئے جو ہم چن میں سحر بیٹھ کر ذرا اٹنے کہا کہ اسکا کسی سے اور دل لگا</p>
	<p>پیری کہ دم ز عشق زندیس غنیمت است از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است</p>	
<p>ہوتا ہوا اب بھی سیر و تماشا اگر کہیں</p>		<p>طاقت بدن میں کیے تو اب نام کو نہیں</p>

جائے ہیں لائمی ٹیک کے دشا وہم دہین	جو کدو کھیتا ہو وہ کتا ہو آفرین
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نوری غنیمت است
کل میکدے میں ہم جو گئے باقد و دوتا	اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مجا
اسدم ہمارے دیکھ پڑھا پے کا حوصلا	ہنسٹنس کے جب تو پیر مخان نے یہی کہا
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نوری غنیمت است
پیارے تھارے اور تو ناشتی ہیں نوجوان	اک ہم ہی بوڑھے سب ہیں اور پیر توان
وہ تو رہینگے ہم ہیں کئی دن کے میہمان	بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کیلئے کہ جان
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نوری غنیمت است
جو ہیں جوان اُغموئے تو آفت ہیں کل رو با	ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہیں برقرار
لتے ہیں دل لگاتے ہیں پھرتے ہیں خوار و زار	جو ہے ہو سکے وہ غنیمت ہو میرے یار
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نوری غنیمت است
دانتوں کا گرچہ منہ میں ہمارا نہیں نشان	بوسے پہ آن اڑتے ہیں تو بھی ہر ایک آن
ان شوخوں کا وقت ہمارے بھلا کہاں	پر دل میں اپنے ہم بھی یہ کہتے ہیں میری جان
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نوری غنیمت است

جنگو خدانے دی ہو جوانی کی دست گاہ	وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تھے آہ
اور ہم کہاں بھڑکے کرے تمھاری چاہ	بس تم اب اپنے دل میں سی پر کر نگاہ
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است
گو تو تگم کا بچہ ہو اور میں سفید بال	تو بھی بنا تھے ہیں محبت کی چاندی بال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ کچھ خیال	کسو اسطے کر دم اب اس بات پر خیال
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است
ہوتے ہیں اُفتون سے جوانی میں بابر	ہم عشق سے بڑھا پے میں مکے ہیں بن فقیر
جو ہو کو دیکھتا ہو اب اس حال میں نظیر	پڑھتا ہو شاد ہو کے یہی بیت دلپذیر
پیری کہ دم ز عشق زندہ بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است
<b>ولہ در صفت جوانی</b>	
کیا عیش کی رکھتی ہو سب جنگ جوانی	کرتی ہو ہمارے دن کے تین دنک جوانی
ہر آن پلاتی ہو سے اور جنگ جوانی	کرتی ہو کہیں صلح کہیں جنگ جوانی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
اگر شہ جوانی کا وہ عالم ہو بنایا	جو کہ کہیں عاشق کہیں رسوا کہیں شیدا
پھنڈے کہیں مینجی کہیں داس ہو تڑپتا	مرے ہیں سسکتے ہیں بلکتے ہیں لالہ

	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
نہ دل کے لگانے کا نہ گل کھانے کا کچھ غم ہنسے کا نہ چھاتی سے پٹ جانے کا کچھ غم		نہ کانہ مجھ کے منگو آنے کا کچھ غم گالی کا نہ آنکھوں کے لڑ آنے کا کچھ غم
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی	
چھوٹا ہو کمین پیار کسچی ہو لگے نین نے جی کو فراغت ہو نہ آنکھوں کے تین چن		لڑتی ہو کمین آنکھ کمین دست کمین دودھ کمین اقر کمین سین کمین
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
کرتا ہو کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں		آفت ہو کمین ہر دمجت ہو کمین چاہ ساتی ہو صراحی ہو پریراد ہین ہراہ
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
دیجاتی ہین پران بھی غرض اسکے تین گھور گو دین پڑی اوٹے ہو چپ سی کوئی حور		چہرہ پہ جوانی کا جو اگر ہو چڑھا نور چھاتی سے لپٹی ہو کوئی حسن کی مغرور
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
اور دانے کسی ور کے ٹٹے کا ہوا بھیان		گرات کسی پاس رسہ عیش <sup>نکلا</sup> نین

گمراہ کے اُٹھے جب تو گرے پاؤں بہرے	کھتی ہی مین چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
رستے مین نکلے مین تو ہوتی مین یہ چاہن	وہ شوخ کہ ہوں بندہ تبیین دیکھ کے راہن
کھانے کی کوئی ہنکے کوئی بھرتی ہی آہن	پڑتی مین ہر اک جاتے بگا ہونے بگا مین
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
تنتے مین اگر انیٹھ کے چلتے مین عجب چال	جو پاؤں کین راہ کین سیٹ کین دھال
کھینچے مین کین یاں کین توڑ لیا گال	چڑھ بیٹھے کین ہاتھ کین نہ کوئی اڈال
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی
جاتے مین طوائف مین تو دان ہوتی ہی چاہ	کھتی ہو کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کھتی ہو بیان بیٹھو کوئی کھتی ہو بیان و	ناچے ہو کوئی شوخ بتاتی ہو کوئی بھاؤ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
ہنس ہنس کے کوئی حسن کی چل پل پکھاتی	مستی کوئی سرمہ کوئی کا جیل ہو دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنیل ہو دکھاتی	گرتی کوئی انگلیا کوئی آچل ہو دکھاتی

کشتی ہو کوئی رات مرے پاس نہ آئے	کشتی ہو کوئی کھوکھی خاطر من نہ لائے
کشتی ہو کوئی کسے توحیدین بیان کھلائے	کشتی ہو کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
گردل کو کسی شوق پری کی ہوئی لکڑی	اور نازنین گردن لیلی سوقت وہ اکراہ
جون باز کہ چڑیا کو کہین داب لے ناگاہ	چھوڑے لپٹ کر وہین رنڈیسیے اوئی آہ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ	جا شوق سے جھپ لپٹے یہ بچے تین جھاڑ
انگلیا کے تئیں چیرے کرتی کو لیا بھاڑ	اخلاص کہین پیار کہین مار کہین دھاڑ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
کیا تجھے فطیر آب میں جانی کی کون بات	اس سن میں گذرتی ہو عیش سے اوقات
محبوب پر زیاد چلے آتے ہن دن رات	سیر میں ہن بہار میں ہن تواضع ہی دل رات
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
ولہ	
عاشق جہان ہن دولت و اقبال کیا کرے	ملک مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جس کا لگا ہودل وہ زرو مال کیا کرے	دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہوں رہا ہوں سو وہ حال کیا کرے	
گا کہک ہی کچھ نہ لیوے تو دل لال کیا کرے	
پالا ہوں سواروں نے یاں خبر کو آشکار	کئے کی پیٹیر پر زمین چڑھ سکتے زینہ مار
اور جو پھلا لنگ مار کے ہو چرخ پر سوار	جس کا خدائے ایسا بنایا ہو راہوار
وہ نیل واسپ زرد و سیاہ لال کیا کرے	
گا کہک ہی کچھ نہ لیوے تو دل لال کیا کرے	
جنگو ہوس ہو قائم و دیا سمور کی	پھر دیکھی ہو آنکھوں نے جھلک کوہ نور کی
عربی کی بھی جتنے قبائل سے دور کی	پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی
پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے	
گا کہک ہی کچھ نہ لیوے تو دل لال کیا کرے	
پھر تے ہیں وہ جو خلق میں گویا بڑھا	اور وہ جو منڈ گیا ہو لگا سر سے تابیا
واڑھی کے مارے بوقیم کے ہر گھر جھیک رہا	ایک ایک لال جاں ہو لٹھا ہوا پر آ
وہ آل بال جاں کا بجال کیا کرے	
گا کہک ہی کچھ نہ لیوے تو دل لال کیا کرے	
مرنے کا ڈر ہی انکو جو رکھتے ہیں تین جان	اور وہ جو مر گئے تو اقسیم موت پھر کیا
محتاج پھر دنگو ترستے ہیں ہر زمان	اور جبکہ ہاتھ کان جو اہر لگی میان
وہ پھر ادھر ادھر کے در و لعل کیا کرے	
گا کہک ہی کچھ نہ لیوے تو دل لال کیا کرے	
جو شخص اجب اسے رس پہ پیٹ کے لکیر	پھر وہ اُسی لکیر کے اوپر رس پہ فقیر

ٹھہری ہوں ریش و جیہ و تسبیح میں سیر	اور جبکہ دل سے پیو میری گئی نظیر
بھروہ کلاہ و شجرہ در دہال کیا کرے	سگا بگ ہی کچھ نہ لیدے تو دلال کیا کرے
ولہ	
نہو کہو مگر چمان یار و زبر اور زیر اندھی میں	کہ ہو کر باؤں پھرتے ہیں بنگے شیر اندھی میں
گالنے جو گل دامن ہوا کا گھیر اندھی میں	بگولے اٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر اندھی میں
کہ جسے یار سے آہو لگی مٹھ بھیر اندھی میں	
کہا میں نے ابھی کچھ خیر ہو جاتی ہو تم کیدھر	ہوا پر بھی تعین کچھ ہے نظر سے ناز نہیں لبر
چلو بھاگو شتابی درہ اندھی آگنی سر پہ	جتا کر خاک کا اڑنا دکھا کر گرد کا چکتر
دوہن ہم بچلے اس گلبدن کو گھیر اندھی میں	
یہ سنتے ہی پھری تڑکروہ چل ناز میں گلدو	چلی اس چال سے اس دم کہ میری گشت ہو
کر اس میں کے اک بھوکا اندھیرا گر گیا یارو	رقیبوں جو دکھایا یہ اڑا کر لے چلا اسکو
پکارے ہاے یہ کیسا ہوا اندھیر اندھی میں	
یہ کہہ کر دکھڑا تیغ و سپر اور بیکے سب دور	پکارے بھلو جاتے نہ پاوے اسکو جلدی سے
کہا نکاوہ پھلا اور کسا دینا ہم دھریا گے	وہ دور سے تو بہت لیکن نصی اندھی میں کہا بچ
زبس ہم اس پری کو لاسے گھر میں گھیر اندھی میں	
چلے آئیں ہو اسے پھر تو اگر اور شاہ	اندھیرا ہو گیا کیسے منون خاک میں لکین آڑ سے
انھیں چھو کوں میں پنہ اس پری چل کجلدی	چڑھا کو ٹٹھے پہ دروازے کو نہ داور کو لکر پرد
لگا چھاتی ہے بوسے کیا ہست پھر اندھی میں	



اور تو آئے اندھی سے اندھیرا ہو گیا ہوں	خیر کو کسی کی مین کمان ہوں اور کمان تو
ابا با عجیب حسرت کی دسم بگنی اک جو	وہ کوٹھے کا مکان وہ کافی اندھی وہ مگر
عجب رنگوں کی ٹھہری کے ہیرا پیر اندھی مین	
آئی اندھی نے گلشن کرو یا یار و مرے مگر کو	پہا یا شاد ہو مین سے پلنگ پر چھاڑے ہر کو
صراحی کی خبر لی اور بھالا جا کے ساغر کو	اٹھا کر خاق سے شیشہ نکا چھاتی سے دگر کو
نشون میں عیش کے کیا کیا کیا دل سیر اندھی مین	
چمن سا گلگیا یار و مرے کوٹھے کے زینے پر	ہوئی نیکوئی مارا مار گری کے سینے پر
گلے پھر عیش و عشرت جب تو چو اس قہر پر	کبھی بوسہ بھی انگیا پہا تھ اور گاہ سینے پر
گلے نشے مرے کے شکر سے اور ہیرا اندھی مین	
یہ ٹھہرا جب تو پھر ان عیش کے باہل گئے گھر	ہو ڈوبی تیریں تین مین سبا دسم گین ترے
پٹ کی ٹھہری اور بھی ہاتھ پیٹے پر گئے پھرے	مرے عیش و طرب لذت لگے یوں دگر گرنے
کو جیسے ٹوٹ کر میوہ نکے ہو دین ڈھیر اندھی مین	
آس اندھی مین آبا با عجیب بھنے مرے مارے	فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دینگے مارے
رقیبوں کی مین اب غاری خرابی کیا لکھوں یارے	سے کو پیٹے کے پیٹے اٹ گئے سب گرد کے مارے
بھری تھنوں مین اُنکے خاک و شہ دل سیر اندھی مین	
کیسے بھاگ کر بندے سے جا کر کا لیا آنگن	گرا کوئی گرھے مین اور کوئی بھاگا کینشن
کیسے چھپ گئے کپڑے اچھوٹکی گئی وان مین	کیسی اڑ گئی پگڑی کیسے پٹنگا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر ٹری تمشیر اندھی مین	
یوں اندھ کی یار و مرے تو بیکہ ہوش گئے مین	بہن مین عیش وہ اندھی مین توتی سے پڑ مین

مزار پر بنکو ہشت ہرین چھوٹے غم جو سہوڑا ہین	نظر اندس میں کتھن ہین کہ اکثر دیو چوہ ہین
بیان ہلو تو کھائی ہین پران پھر آندھی ہین	
<b>در تعریف عید گاہ اکبر آباد</b>	
ہر و صوم آج نہ کرے و نہ افتاد ہین	کھانتے بندے ہین مسجد جان کی راہ ہین
گلشن سے کھل رہے ہین غیب کی گاہ ہین	سوسوچن بھگتے ہین اک اک نگاہ ہین
کیا کیا فرے ہین عید کے آج عید گاہ ہین	
جہاں ہر طرف کو چو آیا دلا زری	پوشاک میں بھگتے ہین سب تن درمی زری
گلر و چنگے پھر رہے ہین چون ماہ و ششتری	ہر پہلو عید عید کی دل میں خوشی بھری
کیا کیا فرے ہین عید کے آج عید گاہ ہین	
آستہ ہین گھر بند اپنے چون ہین کے بھلا	حسن چمن پر چنی ہو سب صحن عید گاہ
چھائی سے پیشہ ہاتھ ہین منہ میں کھڑا خواہ	دل بل غنیمت ہوئے ہین فرحت سے واہ
کیا کیا فرے ہین عید کے آج عید گاہ ہین	
کچھ پھر سی باہر بیڑ کو چیم و سبے شمار	خاندان کے ٹھکانے ہین بندے ہر طرف ہزار
انہی دنگھوڑے بیڑاں کو آؤ شرط کی قطار	غل شور با سبھو کے کھانوں کی ہر چار
کیا کیا فرے ہین عید کے آج عید گاہ ہین	
پیشہ پھر چھوٹے شوخ و شاد و شاد ہین	چھوٹوں کی کپڑوں میں ہین شامین ڈس لہان
گھر چھوٹے ہین بچے کی خاطر ہین کس لہان	کھتے ہین پیراں چھوٹوں کی کر کے پیر لہان
کیا کیا فرے ہین عید کے آج عید گاہ ہین	
آستہ ہین کھتے جو عاجز سر بر خان	دھتے ہین ملتے دھان کو گھبرا گئے کامیان

تسہر بھی لپٹے جاتے ہیں جون گڑ پکھیان	وامن کے ٹکڑے اڑتے ہیں تپتی ہوئی جھاپیان
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
ہین ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر تر	لٹنے کے ڈر سے پھرتے ہیں جھپٹے ادھر ادھر
چپتے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں ویدر	ٹھٹھا ہنسی دسیر تاشے جدھر جدھر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
ہین کرتے وصل شہر کے سب خروا و کیر	ادنیٰ غریب امیر سے سہ شاہ تا وزیر
ہدم گلے پٹ کے مرے یار و لہذیر	ہنس ہنس کے مجھے کتا ہو یوں کون سا نظر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
یون ب سے اپنے گلے ہوا ب ہار آہ	کرتا ہو جی طرح کہ دل بیقرار آہ
حالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی ہار آہ	ہے تو آج بھی نہ ملا وہ بگارا آہ
ہم عید کے بھی دن رسے امید وارا آہ	
کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر	منا تو اک طرف ہی عزیز و کبھی نظر
کتنا ہی جتو میں پھرے ہم ادھر ادھر	لیکن ملا نہ مجھے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی جتنے نہ دیکھی ہار آہ	
مر کھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو	گیا کیا گلے لگا ونگے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو	تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی سو
اب دیکھیں کیا کرے دل امید وارا آہ	
اُس سنگدل کی ہنسنے غرض بیت چاد کی	دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایک دم فوشی

کچھ اب ہر اسکی جو زندگی نہیں تھی	ہر عید میں ہیں تو سدایاں ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہنسار آہ	
کیونکر گلین نہ دلیں مرے حلقوں کے تیر	دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اس درد کو وہ سمجھے جو ہوش کا اسیر	جس عید میں کر یار سے ملنا نہ فطیر
اسکے اوپر توحیف ہی اور صد ہزار آہ	
ولہ	
پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ	صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ	نور حق شافع امت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ ہر جس سے ہر باغِ امامت کا چین	سبز بونٹ چمنِ جنت و فردوسِ حسن
زہر نہ جھکا زہر دسا کیا سبز بدن	یاد کر مومنو اسکا وہ ہر پیرا ہن
سبز باغِ امامت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ گل جس سے ہر گلزارِ شہادت کا کھلا	ایکے دشتِ بلامین جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بیمار کیتا	شکرِ شام کو لٹکا رکے تنہا وہ لٹرا
گو ہر دُجِ شجاعت سے کہو عشق اللہ	
اور جس مرد کا ہی نام شہِ زمین العبا	کر بلامین وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
چلے لشکر وہ بھی خاکِ سیہ ہو جاتا	پیرِ سوا حق کی رضا نے نہ کچھ دم مارا
اس جو اندر کی ہمت سے کہو عشق اللہ	
باقی و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان	اور تقی نور علی اور وہ نقی قبلہ جان

عسکری مہدی ہادی وہ امامِ دوزان	ہین زماں میں سہی بارہ امام اسے یاران
سب ہرک صاحبِ عرت سے کہو عشقِ افندہ	
جتنے اللہ نے بھیجے ہین وہی پیسے	عارف و کامل دور ویش و شاخ رہبر
اور جنہوں نے کہ ذرا حق کے اوپر کر کے نظر	راہ مولانا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
اُن شہیدوں کی شہادت سے کہو عشقِ افندہ	
ہین جہا تک کہ جہا میں جو ولی اور فقرا	ہر دم ان سب کے دل میں ہو بھرا عشقِ افندہ
اور جس مرد نے فوش ہو کے براہِ مولا	مال و جان و دولت و گھر بار ملک و شہر یا
اُس سخی دل کی شہادت سے کہو عشقِ افندہ	
ہین جو وہ صابر و شکر برضا کے مولا	راہ مولانا میں چلے کے توکل ہمراہ
جا کے تنگل میں پھاڑوں میں گناہی بچھا	وہ میں خوش شیشہ ہوتا نہرتے ہین عشقِ افندہ
اُن جوانوں کی قناعت سے کہو عشقِ افندہ	
وہ جو کہلاتے ہین دنیا میں خدا کے بندے	ابندگی کرتے ہی کہتے وہ دنیا و دنیا پرست
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہین ہر دم بندے	کوین میں باطنی کو سٹھاپن چاہا و ستا کہتے بندے
وہ دستوں کی عبادت سے کہو عشقِ افندہ	
اور وہ جن پہ ہین حوالہ و عالم کے کھلے	جتنے دریا میں ہین اور نہر و دریا پر آگے
پاہن تپھر کے تئیں محلِ کرین نظروں سے	پاہن اکسیر کرین تاک کو ہر دم بندے
اُنکی سب کشت و کراس سے کہو عشقِ افندہ	
اور وہ جو عشق کا گلزار کھلا تا ہی نظیر	بختین پاک کا عالم میں کمانا ہو نظیر
رہنمہ فرد - باغی بھی بنا تا ہو نظیر	کہ سخن عشق کا پھر یہ کوسا تا ہو نظیر

	اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشقِ اللہ	
	بوڑھا پے کی تعریف میں	
اور عیشِ جوانی کے تین کھائے بوڑھا پیا ہر کام کو ہر بات کو ترسا لے بوڑھا پیا		کیا قہر ہو یا روجہ آجائے بوڑھا پیا عشرت کو ملا خاک میں غم لائے بوڑھا پیا
	سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہا سے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلا سے بوڑھا پیا	
چھاتی سے لپٹے تھے محبت کی جلالہر اب جن کے کہتے جاتے ہیں گتے ہیں بھین بھر		جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر سو آکے بڑھا پے نے کیا باغیہ کچھ قہر
	سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہا سے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلا سے بوڑھا پیا	
آتے تھے چلے آپ جو گنتی تھی ذرا دیر جو دیر کے طے تھے وہ اب لیتے ہیں منہ پھر		آگے تو پر تیرا دیہ رکھتے تھے ہیں گھر سو آکے بوڑھا پے نے کیا ہا سے یارِ بھر
	سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہا سے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلا سے بوڑھا پیا	
محبوب وہ ملتے تھے نہ دیکھتے تھے بھوکھ اب کیا ہی جو پرت جھڑ ہوا اور بڑھ گئی کھوکھ		تھے جب تک لکھا یا ہم جوانی کے ہر سر رکھ بیٹھے تھے پر تیرا کے جب تک تھے ہر سر رکھ
	سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہا سے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلا سے بوڑھا پیا	
دستیہ تھے ہمیں پیار سے چلو کی نشانی		آگے تھے جہانِ گلبدین اور یوسفِ ثانی

مر جا میں تو اب منحہ میں نہ ڈالے کوئی پانی	کس دھو میں ہین چھوڑ گئی ہے جوانی
سب چیز کو ہوتا ہوا ہوتا ہوا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پاپا	
یاد آتے ہیں ہنگو وہ جوانی کے جو ہنگام اُن سب میں جو دیکھو تو نہیں لگتا انعام	اور جام دلدارم مرے عیش اور انعام کیا پہنچے تم کو گئی یہ گردش ایا م
سب چیز کو ہوتا ہوا ہوتا ہوا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پاپا	
مجلس میں جوانوں کی تو ساغر میں چھلکتے ہم اُن کے تئیں دور سے ہیں رشک سے لگتے	چشمین زن بہار میں ہین پریر وہین چھلکتے وہ عیش و طرب کرتے ہین ہم سر ہین چھلکتے
سب چیز کو ہوتا ہوا ہوتا ہوا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پاپا	
اب باؤں پڑیں اُن کے تو ہرگز نہ بلا دین اتنا تو کمان اب جو کوئی جام پلا دین	جا بٹھتی تو کہ میں میں خفا ہو کے اٹھا دین گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چھو ا دین
سب چیز کو ہوتا ہوا ہوتا ہوا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پاپا	
جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے پوچھتے جب انیسٹروک کے چلتے تھے سپر انڈر اسٹاک	آب خون مگر کھاتے ہیں چٹتے تھے سر کھین اب کیسے کاٹھی کے تئیں چلتے ہیں صد حیف
سب چیز کو ہوتا ہوا ہوتا ہوا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پاپا	

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے اب آگے بڑھا پلے نے کیے ایسے اوجھڑے	وہ کون سے گل و دہن جو تھے نہیں گھورے پر چھڑ گئے دم اٹ گئی پھر تے ہیں لٹو درے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا ہے بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
کیا یا ر لٹ ہم سے گیا ہا ہے زمانا چھپڑ سے ہی کوئی ڈال کے داؤ کا بھانا	جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں سے نکشتا نا ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہونا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا ہے بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
پوچھیں جسے کہتا ہو وہ کیا پوچھے ہی بڑھے ٹھیکین تو یہ ہو دھوکہ مان بٹھے ہی بڑھے	آوین تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہی بڑھے دکھیں جسے کہتا ہی وہ کیا دیکھے ہی بڑھے
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہا ہے بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
کیا یا رو کہیں کو لگا بڑھا پایا ہی ہمارا جب بڑھا ہا ہمیں کہہ کہ جہان ہائے پکارا	پر پوڑے کہانے کا نہیں تو بچی ہمارا کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا ہے بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
نوباہین اگر چاہیں تو ہوتی ہی بھکڑی بچے کہیں اور بچھپیں کہیں جاتی ہیں بکڑی	لکھنے پر کوئی ہاتھ کوئی بکڑی ہے بکڑی واطمعی کو بکڑ بھیک کوئی جھاڑ ہے بکڑی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا ہے بڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا



کہتا ہو کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی	کہتا ہو کوئی چھین اس بڑھے کی لاشی
گیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا آنکھیں نہیں	اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پایا
اک وقت وہ تھا ہم بھی بزرگ کرتے تھے گن	اجوب پریزا در رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے اب جو بکرتے ہیں بھین	ایک وہ آیا مٹھے یا ایک ہیں یہ دن
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پایا
بوڑھو نہیں اگر جاوین تو لگتا نہیں ان دل	وان کیونکہ لگے دل تو چھو پوکھا نکل
محبوب نہیں جاوین ان سب چھڑے ہیں بل	کیا سخت مصیبت ہے ٹری آنکھ مشکل
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پایا
پنگھٹ کو ہار سی اگر سوار سی گئی ہو	تو وان بھی لگی ساتھ سی خواری گئی ہو
سنستے ہیں کہ اتنی ہوئی بھٹیاری گئی ہو	لو دیکھو بوڑھے پے مین یہ ماری گئی ہو
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پایا
پکڑی ہو اگر لال ظانی تو یہ آفت	کہتا ہو ہر اک دیکھ کے کیا خوب بزرگ
چھٹے سے کوئی کہتا ہے کہ شکل پر رحمت	لا حول ولا دیکھئے بوڑھے کی حماقت
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پایا

گر بیاہ میں جاوین تو یہ ذلت ہو اٹھانا رعدون میں اگر جاوین تو مشکل ہو پھر آنا	چھتے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانہ افسوس کسی جا نہیں بڑھے کا ٹھکانا
سب چیز کو ہوتا ہو جڑا ہا کے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پیا	
ہو جھانولی تالی کا زنا نو عین یہ چرچا داڑھی کو جگت بوسے کوئی آنکھ کو ٹھکا	گر انہیں کبھی جاوین تو ہی یہ ستم آتا ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہو آ آ مرے دا
سب چیز کو ہوتا ہو جڑا ہا کے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پیا	
وریا کے تماشے کو اگر جائین تو یارو اور ہنس کے شرارت سے کوئی پوچھ ہو بدخو	کہتا ہی ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو کیون خیر ہو کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو
سب چیز کو ہوتا ہو جڑا ہا کے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پیا	
اگر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے شکل بھی بڑھاتی انھیں پیچھے چھڑا نے	قدرت تھی جو یوں چھڑے بھڑکے زمانے اکدم میں ابھی نکلنے آویسی ہائے مچانے
سب چیز کو ہوتا ہو جڑا ہا کے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پیا	
گر ناچ میں جاوین تو یہ حسرت ہو ستاتی اور ونکی طرف جاؤ تو آنکھیں میں لڑاتی	جو ناچ ہو کافر وہ میں دھیا نہیں لاتی پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہو دکھاتی
سب چیز کو ہوتا ہو جڑا ہا کے بوڑھا پیا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پیا	

گرتا کی دامن کوئی بڑھی ہو کھاتی پھسکی سی میرانی سی لگاؤت سے جاتی	البتہ بڑھاپے پہ وہ تک رحم ہو کھاتی پر قمر ہو وہ ہلکے ذرا خوش نہیں آتی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا سب بڑھاپا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھاپا	
چلنے کے جو اندر کی وہ کھلاتی کپڑی منہ دیکھتے ہی کہتی ہیں سب اوڑھ لیتی	اگر انہیں کبھی جاوین تو ہوتی ہو خرابی کیا آئے ہو یا نہ کرنے کو پیری ویرانی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا سب بڑھاپا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھاپا	
اگر جاوین طوائف میں تو لگتی ہیں تلانے ہنس جس جس کوئی پوچھے ہر نماز دیکھو کانین	کیا آئے ہو حضرت ہمیں قرآن پڑھانے ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہو تسبیح کے دانے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا سب بڑھاپا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھاپا	
گو جھٹکتا کمر بادوں سے سر آن لگا ہو کہتے ہیں جسے ہلکے ہوا رمان لگا ہو	پر دل میں تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہو کستا ہو وہ کیا بڑھکے کو شیطان لگا ہو
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا سب بڑھاپا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھاپا	
تھلمیں کوئی ان پر پلے ہو ٹوٹلی بناوے راش بھی کہے انکلی گولال کے پچاوسے	چلکر کوئی اکبر کی طرح قد کو جھکا وے یہ خواری تو اشد کسی کو نہ دکھا وے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا سب بڑھاپا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں گئے دھوم دھڑکتے سب اڑ گئے کافروہ نظارے وہ جھکے	وہی ہی لڑھا پے میں چھٹے آن کے جھکے ابیش جوانوں کو میں اور بوڑھوں کو دھکے
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا	
گر حرص سے وار بھی کو خضاب اپنی لگاویں گو کر سے نہننے کے تین دانت بندھاویں	جھڑی جو پڑی منہ پہ اسے کیونکہ مٹاویں گردن تو پڑی لہتی ہی کیا خاک چھپاویں
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا	
آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹی سب چھٹ گیا پردہ کی لیت نہیں چھٹی	اور دل سے بھی محبوب کی لفت میں چھٹی اک عمر کی ہی جو پڑی عادت نہیں چھٹی
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا	
سنئے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے جاوید کی جوانی تو پھر افسوس کرو گے	کو سنئے ہوں جو کرودہ مرے پیش نظر سے تم جیسے ہو دیکھو کو بھی ہم کی جوان سے
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا	
اب جتنے ہو مشوق یہ سب یاد رکھو بات محبوبِ غنیمت ہو جوانی کی یہ اوقات	جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی ملوث جب لڑے ہو سے پھر تو بڑھا کے دوپٹا
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھا پا

اب جیسے رہنات تو وہ ہوتا ہو گدلا	اقتدر نہ دکھلائے کسی کو یہ ملو لا
اس چرخ شنگار نے سینے میں جس دلا	کیا ہے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا کے بڑھا پیا	عاشق کو تو اقتدر نہ دکھلائے بڑھا پیا
تھے جیسے جوانی میں پیے جام سوس کے	وہیے ہی بڑھا پیا پیے میں پیے گھونٹا ہو کے
جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھوکے	اب کیسے تو بڑھا پیا بھی کوئی مغفیر نہ تھوکے
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا کے بڑھا پیا	عاشق کو تو اقتدر نہ دکھلائے بڑھا پیا
یہ ہونٹ جواب پوچھے یار وہیں ہمارے	ان ہونٹوں نے بوسوں کے پیسے نکال دیں ہمارے
ہوتے تھے جوانی میں تو پر یونگے گزارے	اور اب تو چڑیل آکے بھلی کلات نہ مارے
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا کے بڑھا پیا	عاشق کو تو اقتدر نہ دکھلائے بڑھا پیا
تھے جیسے جوانی کے چہرے زور میں سر شیخ	وہیے ہی لڑھکا پیا کی ٹپری آن کے لہجہ
کھلا ہوا تن سکھو دئی بال رگین شیخ	حلو او ہوئے چرخا ہوئے لپسی ہوئے سہج
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا کے بڑھا پیا	عاشق کو تو اقتدر نہ دکھلائے بڑھا پیا
محل میں وہ مستی سے بگڑتا نہیں بھولا	ساتی سے پیا لونچہ جھگڑتا نہیں بھولا
ہنس رہی تھی کہ پیر نہ اڑو سن لڑتا نہیں بھولا	وہ کالیاں وہ دوسون پھاڑتا نہیں بھولا
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا کے بڑھا پیا	عاشق کو تو اقتدر نہ دکھلائے بڑھا پیا

اب مری بھی اگر جادین تو ہوتا ہے کہ افسوس	اٹھ چم دھن دیکھ کے کرتا تھا حد افسوس
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
جب جان کے بوڑھا ہیں چھ پرین میں بڑا	اور چھ پر کے مجلس اٹھاتے ہیں باکراہ
اس وقت تو ہم یار و دم سر دستہ بھراہ	رور د کے ہی کہتے ہیں اب کیوں کر اللہ
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
گر ہو تی جوانی تو بھی دھوم یہ مچتی	چھاتی سے لیٹ دم میں کڑک ڈالتے پتی
سب کرتی وانگیا کی اڑا ڈالتے دھچی	پر کیا کرین یار و کہ بوڑھا پے نے میری کی
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
وہ جوش نہیں جبکہ کوئی خون سے دہلا	وہ زغم نہیں جس کو فی بات کو سرے
جب نہیں ہوں ہونے ہاتھ تھکے پاؤں بھی پھیلے	پھر جس کے کچھ شوق میں آوے وہی کہے
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آچاہ	اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آپ کے دلخواہ
یہ قبر بڑھا پے نے کیا آہ نظیر آہ	اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ
سب چیز کو ہوتا ہو بڑا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا

## روپے کی تعریفیں

نقشا ہے عیان سوطِ رقص کی رے کا	ہو ربط ہم بلبلہ و سارنگی و سنے کا
جھمکا رہ مجیر ونگی ہے اور شور ہوئے کا	مینا کی جھلک جامِ اویس جھپکے ہو محی کا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا	دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا
ہر آن جہان روپ روپے کے ہیں جھلکتے	کیا کیا زر و زیور کے وہاں رنگ و مہکتے
موتی بھی جھلکتے ہیں جواہر بھی جھلکتے	سب ٹھانڈا اسی چلکتے سے دیکھے ہیں چلکتے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا	دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا
برجِ مہن کے ہر اک بزم میں آتے ہیں اسی سے	میاں مہن تما شو مہن بھی جاتے ہیں اسی سے
شیر مہن میں میوے بھی لٹکاتے ہیں اسی سے	کھاتے ہیں اور روکھ کھلاتے ہیں اسی سے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا	دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا
پوشاک جھمکا رہ بناتے ہیں اسی سے	سنت کے چمڑکا رہ بناتے ہیں اسی سے
محلّات نمودار بناتے ہیں اسی سے	بانغات چمن زار بناتے ہیں اسی سے
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا	دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا
اس روپ سے ہے حسنِ فسون کا رہیا	اس روپ سے فرحت کے ہیں آثار رہیا

کیا موتیا ہو موتیوں کے ہا دھیا	اگر یہ لگا طرہ زرتار مہیا
	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا</p> <p>دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>نشنا نہیں چھڑکے ہوئے اور طر شان میں</p> <p>اور شب کے بھی سونے کو ہوا را مکان میں</p>	<p>اس روپے گرمی کے بھی سامان عیان میں</p> <p>دن کو بھی جدھر دیکھئے ٹھنڈکے نشان میں</p>
	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا</p> <p>دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>رہتہ تھریاں بارانیاں اور موم کی چادر</p> <p>اگر میں بھی خوشی بیٹھے ہیں سامان بنا کر</p>	<p>اس روپے ارش کی بھی چیزیں ہیں</p> <p>باہر بھی وہ دیکھیں میں چاروں کو نظر سے</p>
	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا</p> <p>دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>آج کل میں کچھ فرش نہیں کچھ بھی کچھ لیا</p> <p>بھرتا ہو اسی سے ہر جنس کا قصید لیا</p>	<p>یہ روپ جہاں میں کوئی دان نہیں لیا</p> <p>و کچھ وجہ اسباب ہو خوشی کا پھیل لیا</p>
	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا</p> <p>دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>ہر آن دل و جان کو مسرت ہو اسی سے</p> <p>عالم میں فطرت و فخرت ہو اسی سے</p>	<p>نظا ہر میں تو اسے دوست و رات ہو اسی سے</p> <p>ہر بات کی خوبی و فراغت ہو اسی سے</p>
	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا</p> <p>دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>



	نہنیں فارسی و ہندی اردو	
<p>کھنکی دیکھ کر سچ و سچ مراد ہو گیا ہیکل          فہرستہ کھڑیاں نظام کی وجہ سے کاجل          پڑاؤ کاں میں تھکے گلے میں سچ رہی ہیکل          ولاں گری شکستہ شونے ولاں گری</p>	<p>نظر آیا مجھے اک شوق ایسا نازین خجل          راجھی جانی اور آن میں بھی کچھ جھل          بدمی نظر میں لڑائے اور کچھ کڑھ لڑائے          نگار سے گلہ لڑے تو ہمارے ناز پر لڑے</p>	
	<p>وہ ہونے میں اور ہرستہ کھڑیاں چہر لٹائے          بھونے میں وہ کھڑیاں کھنکھناتے چلائے</p>	
<p>دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مچھوٹا پایا          پھر سین ہوش جب آیا تو دل سینہ میں گھرایا          تھانوں کے ہرگز دھونڈھنا چلی سکاٹھرایا          برائے جنتی دھونڈھنا کھنکھناتے رارہ کھروم</p>	<p>تھپ تھپ شمع چھلنے سے جہاں پناہ میں دکھلایا          گرا سین ہو کے تھوڑیوں پر کچھ جھلے ہو لایا          بہت سا کھڑیاں میں تو اپنے دکھو سمجھایا          کشیدہ نالہ و از شوق پیرا ہن تبا کر دم</p>	
	<p>بھینٹ بھینٹ جانتیں کسی نین آنسو لائے          ہر کوئی ایسا پیت جیتیم مندر رہائے</p>	
<p>ہر اک سے پوچھتا تھا ہر کھڑیاں شمع کا ڈیرا          ادھر آہونکی شورش اور ادھر شام کی گھبراہٹ          جو کوئی پوچھتا تھا کیوں میان کیا حال تیرا          خراہم دھنگارم بھیرارم تو نہ تھا روم</p>	<p>کہوں کیا کھڑیاں یا روجاں حوالہ تھامیرا          غائب کی کھڑیاں اور شوق کا شوق تھامیرا          کیم تھامیرا کھڑیاں کھنکھناتے تھامیرا          دیکھ لیتا تھا کھڑیاں کھنکھناتے تھامیرا</p>	
	<p>دکھن کھنکھناتے تھامیرا پر سے اور کھنکھناتے تھامیرا          دیکھ لیتا تھا کھڑیاں کھنکھناتے تھامیرا</p>	

<p>ابھی یان اک پریر و گر گیا ہو تجھ کو دیا          بنایا اسکی آنکھوں نے مجھ سے کیا جانہ          میان اکدم تو میں اپنا سناؤں اسکو افسانہ          اگر دانی چنان کن لطف تا بنیم مکانش را</p>	<p>مراد مل ہو گیا اس شمع کو دیکھ پر واد          لگے کر دیا اسکی مجھے اک پل میں ستارہ          مکان اسکا تجھے اسے یا رکھو سلام پر یا نہ          نہم سر پرورش در شوق بوسم آستانش را</p>
<p>سینہ کیسے کا ہار ہے ہوں تو سے بلہا رہا          مارت ہو سو پہرہ دکھ بھلی وار پار</p>	
<p>یہ سنگ تھا وہ کتنا میں تجھے اسکا تیاوتا          ابھی لیجا کے تجھ کو اسکی ڈیوڑھی پر بٹھاوتا          ادب سے جا کے اسے حلقہ در کو ہلاوتا          ولیکن آن بت سرکش ز عاشق ہا پیدار</p>	<p>نہیں میں ساقہ جا کر تھا اسکا بھڑاوتا          جو دانکے بیٹھنے کے طور میں وہ سب بتاوتا          کھلتا جب تو خوشی سے تجھے اس سے ملاوتا          رسیدن تا در شل سان پناشد کا مہلاوتا</p>
<p>پاک کٹاری ہار کے ہر دے رکت چہا سے          کہہ کے آسامر تھو واسے دور سے چاہ سے</p>	
<p>یہ باتیں کہہ کے تھا سیر بہت وہ دکنو ہلاتا          مگر مجھ کو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھلاتا          جو روتا میں تو مجھ کو اس طرح آکر سمجھلاتا          جو نیم آخر شل دراز منق کے نہان باشد</p>	<p>جو اگفت میں جباتے ہیں ہی تھا مجھ کو ہلاتا          کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھلاتا          ترا ویر ہو وہ تو دیکھنے کو کیوں نہیں جلاتا          اسیران محبت رکجا پر واسے جان باشد</p>
<p>پرنگ کی ریت ہوتن من دے ہو کھو سے          پیٹھ ڈگر جب پگ رکھا ہونی ہو سے سو ہو سے</p>	
<p>وہ تھا یہ بات سنتا جب مرشد کچھ ترانہ تھا</p>	<p>جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کیسیات کستا تھا</p>

<p>مرا دل تش غرقیت میں اس لبر کے رہتا تھا گرمیوں تک پڑا اشک گھڑی لکھوں بہتا تھا کشم آہ و نایم گریہ و شام و سحر کرم</p>	<p>نہ تھا کچھ یں جو آتا اس درد و رخ ستا تھا وہ کن تھا رہے پھر جا تو یں یوں سے کتا تھا نہ بنیم تار خش از جستجو ہرگز نہ بروم</p>
<p>پیستہ یامن مودہ کے کیشو مان کمان بن دیکھے واروپ کے میرے کلیت ہرن</p>	<p>یہی تھی آرزو دین کوئی تھلائے اسکا گھر نیا یا جب مکان اسکا تو بیٹھا ایک رستہ پر اٹھا میں اور کہا یوں رکھے سر کو اسکے قدم پر چہ تقصیرم کہ دل جردی و حال من پر سید</p>
<p>چلا وہاں سے میں اس غوار کی باتوں سے گھر کر پریشان حال پھرتا تھا کبھی یاد پھر کبھی دھرم یہاں تک دیکھنا کیا ہوں کہ آپہنچا وہی لبر مرا مجروح کردنی درنگا ہر رخ پوشیدہ</p>	<p>من میرا بس کر لیو کا ہی کینی و دسٹ ایسے موتی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ</p>
<p>کسی یہ بات جلیاس شوق سے پہنچ نہیں تم لگا بھکو جھڑکنے اس گھڑی تیوری چٹا ہیم تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگے ہم نکلیں این حرن چون گنت آن لگا رہتا من</p>	<p>تو پہلے ناز میں وہ ناز میں مجھ سے ہوا برہم پھر ہمیں تم ہوا یا تو ہسکر یوں کہا اسدم لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب طعنت کا موم غم از دل رفت و آمد شادمانی با بجان من</p>
<p>اتن میرد یا بات میں پیت بھو پر سند ایک تو دیکھ میں ہسیج فی آن بھری آند</p>	<p>اتن میرد یا بات میں پیت بھو پر سند ایک تو دیکھ میں ہسیج فی آن بھری آند</p>
<p>ای صم کرتے ہیں خوبان جو کسی پریداد</p>	<p>اسکو پھر طعنت سے بھی نہ وہ کرتے ہیں شاد</p>

اسکی تشیل بہین اسگٹری آئی ہو یاد	اس سخن سے کہ جو سعد ہی کے کیا ہو ارشاد
خوب دیان جفا پیشہ و فانی نہ کنند	ہا کسان در دفر و دشمنند و دو وای نہ کنند
ہم کہاتے ہیں طلبکار سے دل سے آہ	اور کو کرتا ہو ستم ہمہ نہایت جانکاہ
اس قدر چھکوں مناسب عین احسن ناہ	چاہیے یوں کہ کراس مطلع حافظہ نگاہ
خشتگان را چو طلب باشد و قوت نبود	گر تو بید او کنی شش طعروت نبود
کب کہا ہمنے کہ تو ہمہ کراب لطف و کرم	کچھ جہت ہو تو سیم تیری جفا میں بہیم
بے گنہ ہمہ چو کرتا ہو تو ہر خطہ ستم	اسلئے پڑھتے ہیں اس مطلع صاحب کو ہم
ہر دم آزر و گی غیر سبب را چہ علاج	بگذاشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج
تو نے جو جہت تم اپ مجھ پہ کیے ہیں ایجان	انکو کرتا ہو عین آگے ترے اس وقت بیان
رکھتا کب تک میں انھیں خاطر گلین بیان	اس سبب شش نظری پہ نظر کر کے بیان
پردہ برداشته ام از غم نہاتے چند	بہ زبان میرود امروز گریا سے چند
خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کراب میں	گو ہر اشک کو پلکوں پہ و کراب میں
دلکو توجہ بت کی نجات میں ڈبو کراب میں	بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہوں و کراب میں
ساز آباد خدا بادل دیر اسے را	یادہ مہرستان چچ مسلمانے را

یار تو نے جو ستم مجھ پہ کیے ہیں اکثر شعلے اٹھتے ہیں مرے دل میں چھپاؤں کو	کس طرح اُنکو نالودن میں نہ بانٹے اوپر اسے سنگ تو کراس بیت پہ دُشی کی نظر
شرح این آتش جانسوز گفن تا کے سو ختم سو ختم این سوز نفقن تا کے	
دیکھ اے شوخ مجھے پھر مری امان نہ ستا ہو غیر شرط مرے دل کو نہیں تاب ذرا	عاجز آیا ہوں تری دیکھ یہ ہر دم کی خواہ اس سے یہ شعر نظیر آگے ترے ہوں پڑتا
بعد ازین بر من دل خستہ چو بیدا دکنی من کنم ترک محبت تو بے یا دکنی	
<b>خمسہ بغل خود</b>	
یون تو اکثر ادھر آجاتے ہیں بجان کئی پر کہوں کیا کہ پناہ خستہ کو سامان کئی	خاک ہو جاتے ہیں آن سپر گریبان کئی دہر سے آج جو نکلے بت و نشان کئی
لیکنے مبر کئی دل کئی ایمان کئی	
اپنے ہم چشم تو یان خون کیے ہیں رورو ایک چشمہ تو مرے روئیہ کا یہ ہو سن لو	میں بھی لایا ہوں پر اس کام کو اپنا اتنا رویا ہوں کہ اب نخت جگر کے بارو
ڈھیر ہیں چشم سے سے تاسر د امان کئی	
آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار میں مر آخرش ہو کے پریشان ہر تن چشم و نظر	سب ترلے تھے وہ بیتاب ہیں کج اندر اب تو ٹک ٹک تھو کو دکھایا رکھ گس سنگر
نکلے ہیں خاک چین سے ترسہ حیران کئی	
آؤ گریا دھبا اُسکے گلے سے نہ لوں	سو تھنا سے ہیں شش قدم آغوش میں لوں

چشم حیرت زدہ کوفتش کے نعلوں کے لمون	ہسکے دہسے لگون پانوں پر دوسرا پان
حاک ہوں تو بھی مرے جی میں ہیں ارمان کئی	
مان کہ نامہ اے شوخ پہیلے پنچسل	گو کہ اب بیل فوری میں پڑی ہیں کئی
منہ دکھانے میں غریبوں کے بس اتنا نہ چل	آخر آیا ہو تو گلشن میں بھی ایک توجہ چل
یاں بھی رستہ ہیں ترے چاک گر یہاں کئی	
پان کھانا ہو تر اقل کا عالم کے نشان	اور تو بان کی طرح اپنے کو ہنسنے کو بجان
دیکھ کہتا ہوں شکر مری اس عرض کو ان	پان کھا کھانا نہ ہنس میں سچ تو ای شکر جان
ابھی پھر جائیگے خونیں لب و دندان کئی	
جب سے اُس شوخی بڑے کیا تیغ کو مات	بے گنا ہونگے سرا پرے نہایت آفات
اب کہوں کیا میں بھابا اُس تم ظلم کی بات	نظر آتے ہیں مجھے اسی گلی میں دن رات
انگریزے لکڑے کئی بیل کئی بجان کئی	
یہ مری جا ہو کہ اسچا میں تو بن ٹھن کے آ	اور جو آوے تو قیدیوں کے تین ہاتھ لگا
آہ جائیگے تو پھر شہر کریں گے برپا	جا کر گور غریبان میں قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہیں ترے بے سرو سامان کئی	
جب سے اُس خسرو خان نے کیا چھکوا کر	جی بھی ہو شاہ درویش بھی ہو عیش و فر
کیونکہ اس خاک میں بستی کو نہ بھجوں میں سر	بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسے نظیر
اُس شہسوار کے آئے مجھے فرمان کئی	
کھاک کے بیان میں	
دنیا عجب بازار ہو کچھ جنس باہمی ساتھ لے	تیری کا بہ لائیک ہو دیر سے بری کی بات لے



<p>آرام میں آرام ہو آزار میں آزار ہو اور نکمہ ٹیڑا پاکر تیرا بھی ٹیڑا پار ہو</p>	<p>جو چاہے لعل سگھڑی سب بس بیان تیار ہو دنیا نہ جان اس کو میان دریا کی یہ بھڑا ہو</p>
<p>کلجک نہیں کر جب یہ بیان دلو دے اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات لے</p>	
<p>گر مشکل آسان اور کی تجھ کو بھی آسانی ملے روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے</p>	<p>تو اور کی تعریف کر تجھ کو ثنا خوانی ملے تو اور کو ہمان کر تجھ کو بھی نہمانی ملے</p>
<p>کلجک نہیں کر جب یہ بیان دلو دے اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات لے</p>	
<p>نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے</p>	<p>گر چک جو کچھ کرنا ہو بیان سیدم کوئی گن ہے تہمت میں یا تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے</p>
<p>کلجک نہیں کر جب یہ بیان دن کو دے اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات لے</p>	
<p>لیکھو کو نیکی کا مزا موزی کو کمر دیکھ دے گر تجھ کو یہ یاور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ دے</p>	<p>یاں زہر دے تو زہرے شکر میں شکر دیکھ دے سوتی جو دھوتی ملین پھر میں پھر دیکھ دے</p>
<p>کلجک نہیں کر جب یہ بیان دن کو دے اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات لے</p>	
<p>تیرا بھی نقصان ہو دیکھا اس بات پر تو حیا کر یاں پائون کو کھڑے پھونک کر اور خونت سے گزرا کر</p>	<p>اسنے نفع کی واسطے مت اور کا نقصان کر کھانا جو تو کھا دیکھ کر یا فی ہے تو بھان کر</p>
<p>کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات لے</p>	<p>کلجک نہیں کر جب یہ بیان دن کو دے اور رات لے</p>



دشاؤ رکھو لشاؤرہ غمناک کھنکھانے یہ وہ مکان ہو او میان یلن پاک وہ پاک	تغلت کی نہ جاگہ نہیں یان صاحب پاکہ ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک
کھلک نہیں کر جب کہ یہ یان کو دی اور رات لے کیا خوب سودا فدی اس بات دے اس بات لے	
<b>ترکیب بند</b>	
ہمارے دل سے گئی بکلی قرار آیا تو پھر ادھر کو جھکتا وہ مہوار آیا تو راہ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا تھارے پاس ہی وہ نازنین بھار آیا بھلا ہوا کہ تمھارا بھی گلزار آیا	ادھر کو جس گھڑی اسے ہنشین وہ یار آیا اسے جو مہر سے ہزارہ پروری منظور مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہو ہمدرد کسی نے دوز کے ہتھے کہا مبارک یار کسی نے گل کی طرح ہنسنے کو کہا آکر
خوشی یہ بولی تمھاری میں گرد خاطر ہوں ادھر سے عیش بیکار کہ میں بھی حاضر ہوں	
ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستارے سے سرور و لگو ہوا پہننے اور پہننے سے کہ جہین شاد ہو ہم بھی دل لگانے سے تو یارین آئیاں عشرت کے کارخانے سے ہم ایسے شاد ہیں اُس گلبدن کے آئنے سے	گیا طال ہو سے شاد ہم زمانے سے نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے ہوئی نمود وہ ساعت بھی تباہ پھری ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خستہ سماتے چھوٹے نہیں سیر ہن میں ہرگز
	جہا نہیں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں عجب ہمارا ہو اُسکو بہار کہتے ہیں

<p>تو اُسکے ہاتھ سے صورتِ عجب ہاری تھی  کبھی تصویرِ مقررگان سے ولفکاری تھی  نہ جان کو جزا لہجہ ہکانا رسی تھی  ہمارے حال پر سیما ب کی بھی زاری تھی  وہ دن بھی آیا کہ جسکی امید واری تھی</p>	<p>ہمارے دلیں جو فرقت کی بھیراری تھی  کبھی خیالِ رنج و زلف کا سحر تا شام  نہ دل لگے تھا کشتی نل سے کوئی ساعت  یہ اضطراب تھا ہر دم کہ نہ تھی بیتابی  خدا کے نفل سے پھر اس میں خیر و خوبی سے</p>
	<p>جو دیکھی بھر کے نظر گلزار کی صورت  تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت</p>
<p>تو عالمِ عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا  خوشی قریب ہوئی و در انتظار ہوا  ہمارے دل سے وہ پھر آکر دوچار ہوا  رج اُسکا دیکھتے ہی رنج اضطراب ہوا  ہزار شکر دہی عیش آفکار ہوا</p>	<p>عیان جو سامنے آکر وہ گلزار ہوا  نغمہ گو حسنِ اُس گل کے تازگی بخشی  جدا جو پھر میں ہم سے قرار رہتا تھا  تسلی دلو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے  طلب تھی دیکے تین کی ایک مدت سے</p>
	<p>انشاء و عیش کو خاطر سے ہرقربانی ہو  نیا زنا زہر اور لطفِ ہمنشینی ہے</p>
<p>کہ ایک منظر یہ بٹھرا ہوا عیش کا نقشہ  کبھی خوشی سے ہن جھوٹے اُسکی زلف دوتا  خوشی سے عیش کے بھر بھر کے سانہ سبھا  کبھی ہن اُسکے تبسم پہنچے سے ہوتے خدا  تو یہ سخن وہ رہ نصفی سے ہو کہتا</p>	<p>ہم اپنے دلی خوشی کا بیان کریں کیا کیا  کبھی ہن دیکھتے رخسارِ یار کو ہنس نہیں  کبھی ہن یار کے چشم و نگاہ سے پتے  کبھی ہن اُسکے حکم سے دلو خوش کرتے  چو دیکھتا ہو میں اس طرح کی عشرت میں</p>

	نظیر تھے جو حاصل یہ شادمانی کی یہی بہار ہو بستانِ زندگانی کی	
	ترکیبِ ہند تانی فارسی ہندی	
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے نہ دل لگتا ہو گھر میں در نہ ہو اچھا بھاتا ہے وگر چہ کای رہتا ہو کچھ بیٹھ کو آتا ہے وگر وہ دوشم ترسم کہ مفر استخوان سوزد		مجھ ایدو تیرا حیراب ایسا شاتا ہے یہ بیتیابی یہ بیتیابی یہ بے چینی دکھاتا ہے اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزافت کا جاتا ہے مراد رویت اندر دل گر گویم زبان سوزد
	لوگ گردن توجک منہ اور چپکے لائے کھائے ایسے کٹھن سینہ کا کس بدہ کرون اُپاؤ	
جگر کی بکلی وردل کا گھرا نا بھی ہوتا ہے سڑ پنا لٹو نا بیتاب ہو جا نا بھی ہوتا ہے کف افسوس کو بل کے چچا نا بھی ہوتا ہے نے کر دم بدل بدوشن چرخ آشنائی را		تھا معلوم مُلفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے سکنا آہ کرنا شک بھلا نا بھی ہوتا ہے کیے پرانی پھر آئی ہی دکھ با نا بھی ہوتا ہے اگر دشتم از روز ازل و انجبرائی را
	جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے اگر دشتم تو پھر تھی کہ پیت نیکی کوے	
لگا کر شام سے تا صبح گنات کے تارے جیسے دل چاہتا ہو اُسکو کچھ پرانہ دین باک اگر اُسکے تصور میں ہی کہتے ہیں آجیا رہے دل من سوخت آیا در دولت باشد اثریانا		سحر سے شام تک صحرا میں پھر تار و کون تار بو نہ آہ دین داغ خون آتش کے انکار جب اُسکی ہی یہ مرضی ہو تو چپٹے ہیں پیار ز حال من کہ جو غم بے رخت واری نہ پائے

	آہ دئی کیسی بھئی ان چاہیت کے سنگ دیک کے بھاوین نہیں جل جل مرتنگ	
کبھی گھر کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہوں دھوان اٹھتا ہوا ہونکا بڑنگ مچھتا ہوں بھھو کے تن سے اٹھتے ہیں تکی طرح جلتا ہوں نودہ نبض من پڑا بلہ دست طیبیاں را		کبھی ہو کر گریبان چاک مچھانو کھلتا ہوں لگی ہو آگ ل میں تھنسان جگہ گھلتا ہوں نہیں دیکھ کر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ماتا ہوں زتاب تشوری کہ میسوز دول وجان را
	برہ کی آگ تن میں لگی جرن لگے سب گات تاری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات	
تس پر گھر مائی س لریا کی شکل یاواوے درو دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر ٹکراوے مگر جسے لگائی ہو دہنی اگر بھیجا جاوے مگر آگس کہ آتش زدہ جان آبی بر نشاندہ		غضب ہوا ایک تو بھیجے نہ دل در بھیجی گھڑے نہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کس طور گھراوے لگی جو آگ ل میں پھر وہ کچھ کس طرح پاوے پچو در دل تشوری فتہ اور آگہ نشاندہ
	ہر دی اندر دون لگی دھوان نہ پگھٹ ہوے جاسق لاگے سو لکھے باجن لائے ہوے	
دل بیتاب کو باتوں سے بہلایا نہیں جاتا یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر بھی گسیا نہیں جاتا جو چاہوں بھاگ جاؤں بھاگ بھی جایا نہیں جاتا عجب در شکل فتادہم چپان طو سازم این منزل		کہا تک کھائے غم اتو غم کھایا نہیں جاتا قدم رکھتا ہوں جس جاوانے سر کا یا نہیں جاتا پڑا ہوں دشت میں رستا کہیں پایا نہیں جاتا سکان یار و روزہ من نہ پردار نہ پاناہو دل
اگر نہ سکون گر گر ٹرپوں دھوان پور سور		نامیر نہ پکھو نہ پاؤں بل مویں پکھو یا دور

ادھر دل مجھے کتا ہو کہ تو چل یار کے ڈیرے	ادھر تن مجھ کو کتا ہو کہ تو مت مجھ کو کہہ دیرے
جو کتا دل کا کرتا ہوں تو رہتا ہو وہ گھر	وگر تن کی سنوں تو اور دکھ پڑے ہیں تیرے
ندول مانے نہ تن نے ہر اک اپنی طرف پیر	کروں کیا میں نظر ایسی جو کل آن کر گھر
دل و لہار می جو تیرم آرام می خواہد	عجاوب کش مکش دارم کہ جانم مفت یکا ہد
دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام	دو دایم دونوں گئے نہ ملایا ملی نہ رام
<b>معجزہ حضرت علی علیہ السلام</b>	
ستتے ہو اسے علی کے مہمان دوستدار	اک معجزہ میں کتا ہوں اس شکار
ہو تازہ واردات بہ از نقل روزگار	تھا کوئی شخص دولت و حشمت میں مدار
اک روز وہ گیا تھا کہیں کھیلے شکار	
جس دشت میں شکار کو گذر تھا وہ غنی	وان ایک شیر رہتا تھا اور اس کی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی	اور بچے اُس بنی میں تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیر خوار	
بچوں کو اپنی چھاتی پر رکھے وہ بے زبان	دونوں کو بھیجی ہو وہ بلائی تھی شادمان
ہندو کی جو آئی صد اس میں اگمان	نر مادہ دونوں بھاگ گئے ہو کے نیجمان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل میں بے قرار	
انقصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ	ناگاہ دونوں بچہ نیر اُس کی پڑی نگاہ
رکھو اسکے اُنکو اونٹ پہ چلے سخی خواہ خواہ	لی اُس شکار گاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
مٹھوں میں اپنے آن کے اُس نے لیا قرار	

جہاں کے شیر و شیرنی باحالت تباہ	اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے انھیں گاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کر کے آہ	اور شیرنی نے بی بی نجف اشرف کی دہن آہ
سر پستی چلی وہ بیابان سے سو گوار	
انقصہ کتنے روز میں وہ شیرنی غریب	بھوکی پیاسی پھرتی بوٹو نہ خشک جب
شوہر سے چھوٹی اور ماہوئی بچہ نے بے نصیب	آپو بچی یک بیگ نجف اشرف کے فقر پر
بچوں سے اپنے سر پہ اڑانی ہوئی غبار	
بازار میں نجف کے جب آئی وہ نیم جان	ہر اک کان سے دانی تھا شور و نواں
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہاں	ہدیت سے اسکی چھپنے لگے پرورد جان
چاروں طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار	
وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی	نے منع کو موڑتی تھی نہ پتھر اٹھاتی تھی
آنکھوں میں آنسو بہاتی تھی	شاہ نجف کے روضہ پہ فریادیں جاتی تھی
لوگ اس پر اپنے خون سے کہتے تھے مار مار	
جس دم وہ پہنچی حیدر صغریٰ کے دریا	دربان اس کے خوف سے بکسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضہ انور میں یک یک	نہ دے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگیں تھار	
آنکھوں سے اس کے آنسو کی ندی بہتی تھی	بچوں کا داغ اپنے کلیجے پہ بہتی تھی
کچھ منہ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھتی تھی	گویا وہ شہ سے اپنی زبان میں کہتی تھی
بچے مرے دلائے یا شیر کر دگار	
روتی تھی یوں وہ شیرنی آنسو بہا	مظلوم جیسے روے سہ عادل کے پاس

اور کچھ زبان سے اپنی سنانی تھی بھینا	کھلے تھی آٹھا تھا کی مُنہ اُسکے سے صدرا
کہہ آٹا آقا درو سے روتی تھی زار زار	
فریادی بنگے ساقی کوثر کے سامنے	محتاج بنگے صاحبِ قبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضہ انور کے سامنے	مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
اگر تاہو اُسکے حکم کا رُہ رُہ کے انتظار	
لوگوں کے دل سے جب تو ہوا خونِ پاک	سب اُسکے پاس آن کے دیکھتی تھی اس کا غم
ہر آن اپنے سر کو نپک کر کے چشمِ غم	پنچو نکو اس طرح وہ اٹھاتی تھی دمدم
اُفریادی داد مانگے ہو جون ہاتھ کو سپار	
فریاد وہ تو مانگے تھی قاسمِ جہوم جہوم	یعنی فلک نے بھگودکھا یا یہ روزِ شوم
اس بات سے تمام بختِ مین پُری ہوئی	گرد اُسکے مردوزن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ تاوان چہ ہوشیار	
کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا	لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
بچو نکا فارغِ ہوش سب اُسکے اڑاتا تھا	جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو ٹپکتی تھی بار بار	
جب تین دن وہ شیرنی ہو کی پُری رہی	ماچار آن شریفیون نے دیکھو اُسکی بیکلی
جس طرح دانِ قدیم سے کہنے کی راہ تھی	اس طرح سے جنابِ مقدس مین عرض کی
باسینہ الم کشش و باچشم اشکبار	
اُئی ندایہ شیرنی دیتی دہائی ہے	اک شخص کے غلیم و تتم کی ستائی ہے
بچون نے اُسکے قید گانت جو پائی ہے	سواب ہمارے روضہ پر فریاد کی ہے

	کل اسکا بھید ہو دیکھا تم سب پر آشکار	
وان چا پلنگ لٹ دیا اسکا معین خواب بھجوادے انکو شہر خف میں توکل شتاب	یان تو شریف کو یہ عنایت ہو اجواب فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہیں دل کیاب	
	ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہو گا شرمسار	
اور تین دن ہوئے ہیں نہ پتی نہ کھاتی ہو غش ہو ہمارے روضہ میں جی کو کھپاتی ہو	مان اُگی اُنکے واسطے آنسو بہاتی ہو فریادی ہو کے روتی ہو اور غل جھپاتی ہو	
	جلدی سے انکو بھید سے کراؤٹ پر سوار	
جانا یہ اُسنے یہ ہیں شہنشاہ دین پناہ بھجوادون کس طرح سے نہیں کل میں پر گناہ	وہ تھر تھرا کے کانپ اٹھا ہو کے مذر خواہ بولتا بخت تو پندرہ دن کی ہو بیان سے راہ	
	اتنا تو اس غلام میں کب ہیگا اختیار	
جلدی سے دونوں بچو بکھو کے اوٹ پر جب ہو بھنگے پشمر کے دروازے کے اوپر	شب حکم یہ ہوا اسے جس وقت ہو سحر بھجوادے اپنے شہر کی آبادی سے دھر	
	وان پیدا ہو گا غیب سے اک ناقہ سوار	
بکھو کے ایک اونٹ پر جلدی روان کیے کیا دیکھیں ایک شخص کو وان آدمی رات سے	ہوتے ہی صبح اسے تنکا کر وہ دو بچے جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے کئے	
	ہو منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوئے ہمار	
با احتیاط سوئپ کے پھر شہر کو پھرے ہو بچا اُس مکان میں اک سپردن چڑھے	جاتے ہی دونوں بچے اُنھوں کے اُسے دیے وہ اُن بچوں کو لے کے چلا اس شتاب سے	
	اک بار اسکا شہر خف میں ہوا گذار	



بچہ کئے آئے آنیکی جب غل ہو سے کڑوڑ	وہ شیرنی بھی تگنے لگی اپنے منہ کو موڑ
جب لاکے اٹکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ	یوں خوش ہو چائے لگی الفت سے وہ چھوڑ
انسان جیسے کرتا ہو بچوں کو اپنے پیار	
بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے	یوں جیسے کوئی دور کا بچہڑا ہواٹے
خیالاتی پہ لوٹ لوٹ کے جادو دھکے لگے	اس شیرنی کے جیسے کلچے مین داغ تھے
دیسے جی کے منہ پر خوشی کی ہوئی بہار	
جب سامنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان	چون سمیت اٹھکے وہ جہان بے زبان
روغہ کے سات یا تصدی ہوئی ان	پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
چاہو پوچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایک بار	
شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ	خلقت تمام وان کی پکاری یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پاہ	حامی و منصف اور زمین کوئی تم سا شاہ
ہو ختم تیسرے عدل و حمایت کا کاروبار	
جیوان تمہارے لطف سے جھوٹ ہو دینا	انسان بھر پھانے پھرین کیونکہ نام راو
جیسے تمہارے در سے ملی شیرنی کو داد	احسان ایسے ایسے بہت اس کے کرم نہا و
ہینگے تمہارے صفحہ عالم مین یا و کار	
اے شاہ یہ نظیر تمہارا غلام ہو	رکھتا سوا تمہارے کسی سے نہ کام ہو
عاصی ہو کر گناہ ہو اور ناتمام ہو	دن رات اسکا آپ سے اب یہ کلام ہو
رکھ لیجو میری آبرو دیا شیر کر دگار	
مستزاد مثلث	

بھرم و خطایا نہ کر ختم تائی تیور کی طرح	اگر شب بیدار نہ ہو تو سناں لڑائی نہ کر
اس بزم کی کب سے ہوئی عمدہ بزم کی اتنی بھلا	
کرنا ہوں ترسے ہر پرچہ شمع پر زانو نہ لگاؤں	دینا نہیں خاطر سے تری تو تم ایجا جی کوئی نہ
پھر بار کے دینا ہوین تیری ہی سہانی ہاتھوں کا	
دل تپے ہو بسمل سطح بہین جی شعلہ آہل ہوں	اچھو نہیں م آیا ہوین سوین جی چمن بلو کی پل
لانی مجھے غلام تری سدر جہول سے اتبہ ملا کر	
سکھائی بالی کی بھگت ہرگز چوال عقل کو نہ	بالی گئی چھوٹ گنا سیدہ مین کہ ہوں دل کی بھگت
اور جی کے تین لکٹی بغیر طلائی زخیر بچا کر	
انجیل کی کھچاوٹ نہ کیا بسطی جان جو پھول آیا	مستی کی ٹھڑی وہ کیا غلام نمایاں خوش غیش آیا
ہاتھوں پہ لک لک سی سینے مین لگائی مہر کو دکھا کر	
کیا تائی نظیر ابن کرون جن کی لطافت نہ ہو گئے	اور اسکے سوا اور نہ تری نراکت شک ناز واداسے
اک بچو الٹا سوے توڑ کھوے کلائی بل سیکر و بچا کر	
<b>خمسہ بر غل فغان</b>	
دل دیتا ہوں یا رو مجھے الزام نہ دے	اس کام کا آخر کو ہر انجام نہ دے
پر عشق مرا گو شش ز دعاء نہ دے	وہ تا ہوں محبت مین مرانام نہ دے
دنیا مین اتنی کوئی بد نام نہ دے	
گریا مرے قتل کو آیا ہو تراد دل	بہتر ہو مین حاضر ہوں دے کچھ نہ نہیں شکل
گریوں ہی ارادہ ہو تو مت چھوڑو بسمل	شمیر کوئی تیرسی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگتا کہ مرا کام نہ دے	

پھر عمر بھرا اسکے ہو غم دور در سے نالان	آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے چنان
کیا ضد ہو مونس پر بھی اُسے دیکھو یاران	آتا ہری گور پہ ہمراہ رقیبان
میں اسے تربت میں بھی آرام نہ دے	
پر وہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤں	اگر ہین سو برقی کے سینے کو جلاؤں
نالوہ کروں کہ وہ بھی جاگے سے ہلاؤں	اگر صبح کو چاک پنہ کر بیان کا دکھاؤں
اگر زندہ دلاں حشر تلک شام نہ دے	
اپنا تو نظیر ایک شکر ہے پریر و	پاٹی تھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہنسنے بیک سو	جی دیتا ہو بوسہ کے توقع پہ فنان تو
ملک دیکھو سودا یہ ترا خام نہ دے	
<b>بیلون کی لڑائی کے بیان میں</b>	
کل بیلین جو نو دس قابو میں اپنے آئین	اُس میں سے دو پکڑ کر کشتی میں دھر بھرا میں
یہ شور مکے خلقت و ڈرائی و امین یائین	کوئی بولا وہ حضرت کوئی بولا وہ سائین
سو سو طرح کی دھو میں اکدم میں کرو دکھائین	
اس دھب سے ہننے یار و کل بیلین لڑائین	
دو میں تو دونوں کٹ کاڑی تھیں کڑے گڑا	جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا گڑا
خلقت یہ اسے ٹوٹی چھوڑا اپنا اپنا ڈا	کڑی کی کسی سیلی ٹوٹا کسی سکا ہڈا
سو سو طرح کی دھو میں اکدم میں کرو دکھائین	
اس دھب سے ہننے یار و کل بیلین لڑائین	
تھیں تین کشتی میں چھٹی کو اُس میں چھوڑا	اسے توخم بجا کرتیوں کو دھر چھوڑا

چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا	پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا
سو سو طرح کی دھوئیں اکدم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
گشتی میں گھمری بندھائی ان چاروں بلبلوں کی سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھنے پھونکی	اک کنکری جو ماری پڑھ ہننے پڑھوں کی پکے چھین انکی لڑتی تھیں غرغون کی
سو سو طرح کی دھوئیں اکدم میں کر دکھائیں اسی ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
کوئے پکارے نہان غان میں بھی چلائے مرغون لگڑوں کوئی کا گلیاں پڑھ لڑائیں	سُن سُن وہ چھین انکی چڑیاں چوچڑائیں سار و شیر بدیا چکا وڑیں بھی آئیں
سو سو طرح کی دھوئیں اکدم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
اگڑ اور چند دھاڑے اور پھر پھڑاے اٹو بھڑوے گوتے بھی رینگے کرانی ڈھینچو ڈھینچو	چلائے مورسار اس اور پھر پھڑاے گھگھو سُتے بھی بھونکے بھونکے گیدڑ پکار ہوو
سو سو طرح کی دھوئیں اکدم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
سب لوگ ہنسکے بولے اُسدُم دعائیں دیکر یہ کھیل لگے رہے میں اب ختم ہے تمہیں پر	جبے چلے وہاں سے ہم بلبلو کا لشکر سب میں میان قلعہ آب تم ہوڑے قلندر
سو سو طرح کی دھوئیں اکدم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	

سامان دوالی کا	
ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دوالی کا	ہر اک طرف کو آجا لالہ دوالی کا
سبھی کے دل میں سامان بجا گیا دوالی کا	کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہوں بستا دوالی کا	
چمن عین یار و عجب طرح کا ہو یہ تیو بار	کسی نے نقد لایا اور کوئی کرسم ہے ادا ہار
کھلونے کھیلوں بتا سونکا گرم ہو بازار	ہر اک کان میں چراغوں کی ہو رہی ہے ہمار
سبھو نکو فکر ہو اب بجا دوالی کا	
شٹھا ٹیو کی دکانیں لگا کے حلوائی	پکارتے ہیں کہ لالہ دوالی ہو آئی
بتا سے لے کوئی برقی کسی نے ٹکوائی	کھلونے والوں کی ان سے زیادہ بآئی
گویا آنھوں کے دان راج آگیا دوالی کا	
صرف حرام کی کوڑیکا جنکا ہو ہو پار	آنھوں نے کھایا ہوا سونکے واسطے ہی حرام
کہے ہیں ہنس کے قرض خواہ سے ہر اک کبار	دوالی آئی ہے سب دے دلائی گئے ای بار
خدا کے فضل سے ہو آسرا دوالی کا	
مکان بیکے ٹھلایا جو کوری رکھوائی	جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھٹکائی
اصل جواری تھے اٹھیں تو جان ہی آئی	خوشی سے کو دا چھل کر کچارے اوبھائی
شگون پہلے کر دم ذرا دیو دوالی کا	
شگون کی بازی لگی پہلے یا گنڈے کی	پھر اس سے بڑھکے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی	تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرج ہے پھر تو لگا دوالی کا	

کسی نے گھر کی حویلی گرد رکھا ہاری	جو کچھ تھی جنس میر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چڑا چھپا ہاری	کسی نے گھڑی پڑوسن کی نی لا ہاری
یہ باد جیت کا چرچا پڑا دوالی کا	
کسی کو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا	کیسے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
کسی کو نرد سنے چوڑ کے کرد یا زارا	لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازاتک ہارا
یہ شور آگے مچا جا بجا دوالی کا	
کسی کی جو روکے ہی پکاراے پڑوسے	بھوکے نوگر ہی بیٹے کے ہاتھ کھڑوسے
جو گھر میں آوے تو سب لکے ہین سوڑوسے	نکل تو یان سے ترا کام یان نہیں پڑوسے
خدا نے تجھ کو تو شہد کیا دوالی کا	
وہ اسکے جھوٹے پکڑ کر کہے ہمارو گنگا	ترا جو گناہی سب تار تار اُتارو گنگا
حویلی بنی تو اک داؤ پر مین ہارو گنگا	یہ سب تو ہارا ہون خندی تجھے بھی ہارو گنگا
چڑھا ہی تجھ کو بھی اتو نشاد دوالی کا	
تجھے خبر نہیں خندی یت وہ پیاری ہی	کسی زمانے میں آگے ہوا جو جوری ہی
تو اُسے جو روکی تھ اور ازار اُتاری ہی	ازار کیا ہی کہ پور و ملک بھی ہاری ہی
سنایا تو نے نہیں ماجرا دوالی کا	
جہان میں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہی	تو زرے ہوتی ہی اور زر نہیں ہوتی ہی
جو ہارے اُسپہ خرابی کی خیر ہوتی ہی	اور انہیں آنکھ جن جن کی خیر ہوتی ہی
تو آڑے آتا ہی اسکے دیا دوالی کا	
یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹ انکو جانو یارو	نصیحتیں ہیں انہیں دل سے مانو یارو



تن تن اور دم دھک مولا حق تبار پر تو این	اگرچہ بند دل اپنے یاد میں کسی روتے ہیں
لہا تو سب تنم غمت اسکا دین بوسے ہیں	بچھلی کسی یاد کریں ہم پاؤں پار سے سوتے ہیں
ساجھ سو کر چریان ملکر چوچون چوچون کرتی ہیں	چوچون چوچون چوچون کیا شمع بن چوچون کرتی ہیں
کس کس کا لون نام غرض ہیں غیب طائر زو کبیر	کوئی کسے یاسی تو نا کوئی کسے یارتِ قدیر
طائر تو سب یاد کریں اور ہم غفلت میں ہیں	جسنا غافل دنیا میں بکوئی نہیں چاہے نظر
ساجھ سو کر چریان ملکر چوچون چوچون کرتی ہیں	چوچون چوچون چوچون کیا سب چوچون کرتی ہیں
عید الفطر کے بیان میں	
ہو عابد و نکو طاعت و تقرب کی خوشی	اور زاہد و ن کو زہ کی تمہید کی خوشی
رند عاشق و نکو ہر کئی امید کی خوشی	کچھ دلبر و نکل وصل کی کچھ دید کی خوشی
ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہر اس عید کی خوشی	
روزہ کی خشکی و فتنے جو ہیں زرد زرد گل	خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکیں تن میں زرد و سنہری قید لال	دل کیا کہ نہیں رہا ہر طراقت کا بال بال
ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہر اس عید کی خوشی	
پچھلے پہر سے اٹھنے کے لئے کی دھوم ہو	شیر و شکر سو نیان پکانے کی دھوم ہو
پیر و جوان کو تمہیں کھانے کی دھوم ہو	لو کون کو عید گاہ کے جائے کی دھوم ہو



	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
اور بھینک تو میں بھی ہرین سبز یانِ کمال دیکھو جیہ کو سیر مزا عیشِ قیل و قال		ہمیشہ ہرین بھول بھول کے میخانہ میں کلال چھنتی ہرین اڑتے ہرین چرسو گندم بھال
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
کوئی پکارتا ہو کہ چھوٹے عذاب سے چٹکارین جہین بھرتی ہرین ہان و باب سے		کوئی تو مست پھرتا ہو جامِ شراب سے کلا کیسا بھولا ہو لڑو کی چاٹ سے
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
انکے گلے سے آن لگا ہو جو گلبدن کہتے ہرین تم کو عید مبارک ہو جانِ من		محبوبِ دلبروں سے ہو جکی لگی لگن سو سو طرح کے پٹو سے مل کے تن سے تن
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
ملتے ہرین دوڑ دوڑ کے باہم چھپ چھپ عاشقِ مزے اڑتے ہرین ہر دم پلٹ پلٹ		کیا ہی معاف کی تھی ہر اکٹ پلٹ پھرتے ہرین لبرو کی بھی گلیوں غٹ کے غٹ
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
پشوا زینِ سرخ سوسنی لاجی کی چھتری		کا جلِ خنایہ صبی و پان کی دھڑی

گھڑی کبھی دکھا بھی انگلیا کسی کٹری	گھڑی کبھی دکھا بھی انگلیا کسی کٹری
ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی
جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہیں لچھا تو چون کے شور اور دو گانوں کی سم واد	جائے ہیں اُنکے ساتھ گئے تا بے عید گاہ میانے کھلونے پیر مرے عیش واد
ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی
روز و نکی سختیوں میں نہوتے اگر اسیر سب شاد ہیں گدا سے لگا شاہ تازی	نواہی عید کی نہ خوشی ہو تو پیلیزیر دیکھا جو چہ خوب تو بیچ ہو میانِ طیر
ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی	ایسی نہ شب برات نہ بقریہ کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی
<b>اگرے کی گھڑی کی تعریف میں مستحسن</b>	
پونچے نہ اسکو ہرگز کابل درہ کی گھڑی نے چین کے پرے کی ورنے درہ کی گھڑی	نے پورب اور نہ پچیم خوبی بھر کی گھڑی دکھن کی ورنہ ہرگز اس پرے کی گھڑی
کیا خوب نرم و نازک اس اگرے کی گھڑی اور حبیب خاص کا فراسکندرے کی گھڑی	کیا خوب نرم و نازک اس اگرے کی گھڑی اور حبیب خاص کا فراسکندرے کی گھڑی
کیا پیاری پیاری مٹھی اور پتی تلیان میں فراد کی نگاہیں شیریں کی ہنسلیان میں	گھنے کی پوریان میں رشیم کی سہلیان میں خونکی سرد آہیں لیلیٰ کی ہنسلیان میں
کیا خوب نرم و نازک اس اگرے کی گھڑی	اور حبیب خاص کا فراسکندرے کی گھڑی

کوئی ہونہ رومائل کوئی ہری بھری ہو پکھری منقل ہو پنے کو قہر شہری ہو سیدھی ہر سو وہ یار و را بھائی بالہری ہو	پکھری منقل ہو پنے کو قہر شہری ہو سیدھی ہر سو وہ یار و را بھائی بالہری ہو
کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی	کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی
یا چلق دیکھ اس کے تازی جلیبی کیے وج پوچھے تو اسکو دندان مصری کیے	پکھری منقل ہو پنے کو قہر شہری ہو سیدھی ہر سو وہ یار و را بھائی بالہری ہو
کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی	کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی
گری کے مارنے کو اکب تیر کی سری ہو لکڑی نہ کیے اسکو لکڑی نہیں پری ہو	چھوٹے چین پر گل ہو کھانین کر گری ہو اکبھو نہیں ہو کھانین کر گری ہو
کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی	کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی
ہج اٹیہ چھوٹے چھوٹے شمشاد شاہی آتی ہو یاد ہو محبوب کی کلائی	بیل سکی اسی نازک ہون زلف چھ کلائی و سیکھ اسکی اسی تری بار کی اور کلائی
کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی	کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی
مشوق اور عاشق کھانہ تیرین دونوں مشوق چین کو اسے دے دے پو ابھینے چھوٹے	پکھری منقل ہو پنے کو قہر شہری ہو سیدھی ہر سو وہ یار و را بھائی بالہری ہو
اور چین خاص کا فراسکندر سے کی لکڑی	کیا خوب نرم و نازک اس گریہ کی لکڑی

مشہور جیسی ہر جایان کی جالیان ہیں	وہی ہی لکڑی کے بیٹی مومین بیٹا لپا ہیں
یہی ہیں سو تو گویا شکر کی نقالیان ہیں	کڑی ہیں سو بھی گویا خواب کی گالیان ہیں
کیا خوب نرم و نازک اس آگر کی لکڑی	اور حسین خاص کا فرسکند رسے کی لکڑی
جو ایک بار یار و اس جا کی کھائے لکڑی	پھر چاکہ دین کی سکو ہر گز نہ بھائے لکڑی
دل تو فطیر غش ہی مینی سنگائے لکڑی	لکڑی ہی یا قیامت کیا کیے ہائے لکڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگر کی لکڑی	اور حسین خاص کا فرسکند رسے کی لکڑی
<b>مسدس</b>	
جہاں جہنم سے اسے زیب محفل	بازدہا سفر کے ناقص پہ محفل
فرقت میں تیری آشفستہ بیدل	عزت کے ہمراہ حسرت کے شامل
رفتیم و ہر دیم داغ تو بر دل	صحرابہ صحرابہ منزل بہ منزل
منزل یہ اترے تو اشک ریزان	صحرابہ گزرے تو خاک ریزان
جوان صید زخمی ہر سو گریبان	القسمۃ آخر افتان و خیزان
رفتیم و ہر دیم داغ تو بر دل	صحرابہ صحرابہ منزل بہ منزل
مکے جو وان سے ہم پا پیادہ	صد بار ہجران ہر جان ہمسادہ
صد ہائے شستہ صد ہائے پیادہ	تجربہ سے کہیں کیا اسے گل زیادہ

	<p>رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل</p>	
<p>لٹنے بھی کھینچے مثل عقابان فی الجملہ ناچار اسے ماہ تابان</p>		<p>منزل بھی طے کی اور صد بیابان بیتاب و بے صبر تہ سوشتا بان</p>
	<p>رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل</p>	
<p>قالب تو یان تھا اور روح وان تھی لیکن سی بیت و رو بہ بان تھی</p>		<p>چلنے کی طاقت ہم مین کہاں تھی نئے دم مین دم تھانے جان تھی</p>
	<p>رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل</p>	
<p>اور ون کو لوٹے صحرا مین جب تب آگے فطیر اب کیا بوسے مطلب</p>		<p>منزل پر رونے ہم آگے ہر شب صدا شک در چشم مد آہ برب</p>
	<p>رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل</p>	
	<p>آٹے دال کے بیان مین</p>	
<p>آٹا جو پاکی ہو تو ہو دال تاکی اسے ہو سکی خوبی جو ہو حال قالی کی</p>		<p>آٹے کے واسطے ہو س مکناں کی آٹے ہی دال سے ہو درستی یہ حال کی</p>
	<p>سب چھوڑو بات طوطی و پڑی دلال کی نیارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی</p>	

اسی ہی منھ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور	اس آٹے وال ہی کا جو عالم میں پہنچا نور اس سے ہی آگے چڑھتا ہو حیرہ پہنچا نور
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے تھو سننے ہو اسے غرغز داسی سے ہی آبرو	قری نے کیا ہوا جو کہا حق ستر کا وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں خرو
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
اور دال بھی پری ہو کوئی یا کہ خور ہی سمجھ جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہی	آٹا ہو جس کا نام وہی خاص نور ہی اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہی
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
تو بیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے	چھ پیونگے جو عشق میں دل کو لگاؤ گے طوطی کو پال کر کے حق اللہ چھاؤ گے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
اور خیلے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر روٹی کا سلسلہ ہی ہر کیا کہوں فقیر	جن پاس چار پیسے وہی ہیں بیان میر اور جیتنے پیشہ ور ہیں بیان خرداگیر
یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی

## آگرہ کی تیرائی کے بیان میں

جب پیر نے کی رت میں دلدار پیر نے ہیں  
عاشق بھی ساتھ انکے نچوڑ پیر نے ہیں  
بھوسے سیانے ناوان ہشیا پیر نے ہیں  
پیر و جوان لڑکے عیار پیر نے ہیں

اونی غریب و غلس زردار پیر نے ہیں  
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیر نے ہیں

خیر نے سے لے کے یار و سجا کا پالدا  
جھڑی سے برج فونی دارا کا خوشراکیا  
مستاب باغ سید تلی قلعه در و رضا  
غل نشور کی بہار میں ابوہ سیر دریا

ہر اک مکان میں ہو کر ہشیا پیر نے ہیں  
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیر نے ہیں

باغ حلیم اور جو شیدو اس کا چن ہی  
انہیں جگہ جگہ پر مجلس ہی انجمن ہی  
میوہ شہابی کھاتہ اور نچ رل لگن ہی  
کچھ پیر نے کی دھو میں کچھ عیش کا چلن ہی

بجائے تین مست ہو کر ہر بار پیر نے ہیں  
اس آگرے میں کیا کیا اسی یار پیر نے ہیں

برسات میں جو آگرہ چڑھتا ہو خوب ریا  
ہر جا کھڑی و چادر بند اور ناند چکوا  
مینڈا بہنور اچھا لن چکر سمیت مالا  
مینڈا کھنڈر تختہ کشتی بچھا لڑ گیرا

وان بھی ہنر سے اپنے ہشیا پیر نے ہیں  
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیر نے ہیں

تسببی میں اپا باہو تی میں کیا بہار میں  
خاقانی کے کشیدہ ہزار و ان پیر کی قطار میں  
پیرین شاد وین آتلیں کو دین لڑ میں پکار میں  
سے لے دہ پچھنڈ خوشے کھا کھا کے ہاتھ میں

	کیا کیا تماشے کر کر اظہارِ پیرتے ہیں اس اگرے میں کیا کیا ای بار پیرتے ہیں	
ہمنا کے پاٹ کو ماحن چین ہے بارے منہ جانے کے ہے ٹکڑے تن گورے پارے پیارے	پیر اک آسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے پیرون سے پھر رہے ہیں منہ صاف اور کنارے	
	کچھ ہار پیرتے ہیں کچھ پار پیرتے ہیں اس اگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں	
کتنے کھڑے ہیں پیرین اپنا دکھا کے سینا آدھے بدن پانی آدھے ہے پسینا	سینہ چک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا سردون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا	
	وامن کر پہ باندھے دستار پیرتے ہیں اس اگرے میں کیا کیا ای بار پیرتے ہیں	
جاتے ہیں انہیں کتنے پانی پہ صاف سوتے کتنے تنگ اڑاتے کتنے سوئی پر دستے	کتنبو لکے ہاتھ خبرے کتنو لکے سر پہ طوطے حقو کا دم لگاتے ہنس کے شاد ہوتے	
	سو سو طرح کا کر کر دستار پیرتے ہیں اس اگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں	
کچھ تلخ کبھ مارین پانی کے کچھ کنارے لبریز گلرخون سے دونوں طرف کرارے	دریا میں سچ رہے ہیں اندر کے سوا کھارے بجرے دنا وچینو دو نگے بنے توارے	
	ان جھگٹوں سے ہو کر سرشار پیرتے ہیں اس اگرے میں کیا کیا ای بار پیرتے ہیں	
تاؤ میں وہ جو گلر ونا چوین چھک رہے ہیں جوڑے بدن میں رنگین گئے جھبک رہے ہیں		



ہا میں ہوا میں اڑتیں طیلے کھڑکے ہیں	عیش و طرب کی دھو میں پانی چھپکے ہیں
سوٹھا ٹھٹھ کے بنا کر اطوار پیرتے ہیں	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں
ہر آن بولتے ہیں سید کبیر کی بے	پھر آسکے بعد اپنے استاد پر کی بے
مور و مکت کھنڈیا جنا کے ہیر کی بے	پھر غول کے سب اپنے خود و کبیر کی بے
ہر دم یہ کرخوشی کی گفتار پیرتے ہیں	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں
کیا کیا نظیر میاں کی ہن پیر نیکی باقی	ہو چکے پرنے کی ملکوعین آن مانی
استاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی	سب خوش رہیں ہر جہتک جنا کر سچ پانی
کیا کیا ہنسی خوشی ہے ہر بار پیرتے ہیں	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں
کوڑی کے بیان میں مسدس	
کوڑی ہو چکے پاس وہ اہل یقین ہیں	کھانے کو انکے نعمتیں سو بہترین ہیں
کپڑے بھی انکے تن میں نہایت ہیں	بجھیں ہیں وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہیں
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں	
کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر	کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
چنگے سترے بند ہو گئے جامو کی چین پر	موتی کے لچے لگ گئے گھوڑ و کی زمین پر
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں	کوڑی نہیں تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو لیکھ چڑی رومال گدا بھی نباہ کو	کوڑی ہی تمام لیتی ہے فوج و سپاہ کو پھر تاسا ہر مکان پہ کوڑی کی چاہ کو
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
کوڑی نہ تو پھر یہ جھیل کھانے ہو منڈ و اسکے سرفقیر کا چیل کھانے ہو	کوڑی نہ تو پھر یہ جھیل کھانے ہو کوڑی نہ تو سائین کا میل کھانے ہو
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
کانڈے پہ تیغ و مہر تے ہیں کوڑی کیواسطے یاں تک تو لوگ مہر تے ہیں کوڑی کیواسطے	آپسین خون کرتے ہیں کوڑی کیواسطے جو جان دے گدہرتے ہیں کوڑی کیواسطے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
گالی و مار کھاتے ہیں کوڑی کیواسطے سو ملک چھان آتے ہیں کوڑی کیواسطے	شرم و حیا اٹھاتے ہیں کوڑی کیواسطے مسجد کو دم میں ڈھاتے ہیں کوڑی کیواسطے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
بن کوڑی خور دے کے بلور بھی پت نہ تھی آگے گماشتہ نکلی کھلی ہر طرف بھی	کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سی
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں	کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

بن کوڑی تھین جھیل کی باسی کپڑیاں	-	کوڑی ہوئی تو چھینے لگیں یعنی چڑیاں
یون خلق دوڑی کھیاں جان گڑ پوڑیاں		خالق نے کیا ہی چیز بنائیں ہیں کوڑیاں
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہیں		
کوڑی نہ تو کوڑیکے پھر تین تین ہیں		
خاص محل اٹھاتے ہیں کوڑیکے زور سے		کچلے کنوئیں کھداتے ہیں کوڑیکے زور سے
پل اور سرا بناتے ہیں کوڑیکے زور سے		باغ و چمن نکاتے ہیں کوڑی کے زور سے
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہیں		
کوڑی نہ تو کوڑیکے پھر تین تین ہیں		
سے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر		کوڑی وہ دربار سے کہ ہے سبکے ولیدیر
رستہ ہیں جان کوڑی سے طفل و جوان پیر		کوڑی عجب ہی چیز ہے ہیں کیا کون نظر
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہیں		
کوڑی نہ تو کوڑیکے پھر تین تین ہیں		
<b>پیسے کی غرت میں</b>		
نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا		اُس نے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بلا پیسے کا		کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا
اکڑا تن کا بھی ملا زب فزا پیسے کا		
جب ہوا پیسے کا اسے دوستو اگر خوگ		عشر تین پاس ہوئیں دور ہو گئے روگ
کھائے جب مال پسینہ و دھو دھو پیسے کا		ولکو آند ہوئی بھاگ گئے روگ و روگ
ایسی فحشی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا		

ساقہ اک دوست کے اکرن جو بگن میں گیا	وانکے سرو بہن دلائے گل کو دیکھا
پوچھا اُس تک کہ یہ ہے بلغ بتاؤ کس کا	اُنے تپ گل کی طرح ہنس دیا اور مجھے کہا
بہا مہربان مجھے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا	
یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہن جو باغِ چمن	ہن کھلے کیا ریوین نرگس و نسرن و سن
عوضِ دوارے ہن نگین بھی پر کچلون	جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور انگن
ہاں بھی دیکھا تو نقط گل سے کھلا پیسے کا	
وان کوئی آیا یہ ایک مرصع چھڑا	لال دستار و دوپٹا بھی ہر اجون طوطا
اسمین اک شمع بھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی غدا	ہن پوچھا یہ تمہارا ہے رہا وہ چچکا
مکلی متقار سے مینا کے صدا پیسے کا	
وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا	ور و دیواروں سے چکے تھا پڑا آپ طلا
سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹوں میں لگا	واہ و اکہ کے کما میں نے یہ ہو گا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا	
انکا عاشق سے جو عشق کوئی ہکا بھرا	اور وہ منت سے کسی طور نہیں بھڑتا
خوبیاں پیسے کی ای بار و کسو نہیں کیا کیا	دل اگر رنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کھرا
موم سا ہو گیا جب نام سنا پیسے کا	
دامین دام کے یار و جو مراد ہے آسیر	اسیٹے ہوئی ہے یہ میری زبان سے تقریر
جیمین نوش رہتا ہے اور دل بھی بدینِ نوح	جس قدر ہو سکامین نے کیا تحریرِ نظیر
اکلمری کے بچے کا بیان	
لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہ بچا	ہر اک استاد کے رہتا ہے گھونٹا گلہ بچا

۲۔ مرثیہ انعام نے میں جو تھا پیسے کا۔

لیکن ہے ہمارا سقدہ بچا گلہری کا	دکھا وین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم میں ٹوٹ جائے دیکھ کر بچا گلہری کا	
سفیدین وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بنا	کہ جیسے گال پر لڑکوں کے چھوٹے زلف تکیا گین
کناری دارشا جیدین گنگر وکر ہے چھین چھین	گلے میں پہلی پانوں میں کڑے اور ناک میں ٹکین
رہا ہے سرسبز گنے میں بھر بچا گلہری کا	
کسی سردار کے دل میں یہ آیا ایک دن یارو	کہ دیکھ کر بلا کر عشقی باز دیکھ نہ کرود
کہا آں سے کہ ہاں اس ڈھکے آستانہ کو کھاناؤ	سو نوکر اسکا سب میں ڈھونڈ کر چکر لکھیا ہو
نہ تھا ہم پاس اُس دم کچھ مگر بچا گلہری کا	
وہ دیکھ تو بڑی صورت بڑا حال درپٹے کپڑے	بڑے دھڑکی کے بال در زردنہ آگے میں اُس سے
بند ہی ملی ہی گپڑی سر بڑا ڈھکے انگرھے کے	وہ کپڑے کو پٹے پر ہم بھی پنچے میں میں پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا	
جوہن اتنے میں ہو کر اس بڑے احوال سے لکھیا	کہا اُس نے کہ پھنستا ہوگا اس کے کس طرح لڑکا
نظر سے اُسکی چنچ تو وہاں بات کو تاڑا	کہ کو دیکھ ڈھونڈ بھی جیب بگڑے کیڑا لڑکا
وہن پہننے نکالا ڈھونڈ مگر بچا گلہری کا	
کہیں بٹھیا تھا وہاں سکا بٹن کا اک لڑکا	وہ گورا لڑکہ ایجا پیری سا چاند کا ٹکڑا
جوہن اُسے وہ بچا آہ یار واک نظر دیکھا	وہن لٹو ہوا بولا یہی لون کا یہی لون گا
بٹھا دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا	
یہ مگر بھاری ستہ وہ لڑکا شوق میں غش	وہن بھرا کے آپو بچا جان ہم تھے کھڑے یاو
لگا سو سنتوں سے مانگنے وہ یہ تو ہو کو و	وہ باپ اسکا پکارا زبان کا لو جا یہ یہ ہو

	غضبِ جادو کار کہتا ہے اثرِ پچا گھر کیا	
	برسات کے بیان میں	
بارل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا	چھٹا کیسا شور مچا کر پھسل پڑا	برسات کا جہان میں لشکر پھسل پڑا
	چھٹا کیسا شور مچا کر پھسل پڑا	جھڑیوں کا بیغ بھی آکے سراسر پھسل پڑا
	اگلی چھتین ٹپکتی ہیں چھلنی ہو جا بجا	اگلی چھتین ٹپکتی ہیں چھلنی ہو جا بجا
	لاٹھی ٹوٹ کر چوڑستون ہے کھڑا کیا	لاٹھی ٹوٹ کر چوڑستون ہے کھڑا کیا
	پتھرا گرامنڈیر کیا تپھر پھسل پڑا	پتھرا گرامنڈیر کیا تپھر پھسل پڑا
بستیہ جدھر آدھر سے دھڑا کے ہی کی	کوئی کہے ہے ہائے کو میں باؤن کیا	جھڑیوں نے اس طرح دیا آکے چھڑ لگا
	تم در کو چھیتے ہو مرا گھر پھسل پڑا	کوئی پھارے ہے مراد روزہ گر چلا
کچا مکان پھر اسکی بھلا کیونکہ تاب لائے	کتے ہیں یار و دوڑ یو جلد سے واسے واسے	باران جب آکے پختہ سنگی تین ہوائے
	پاکے چھیت سو گئے چھت پھر پھسل پڑا	ہر جھوٹے میں شور ہے ہر گھر میں آہائے
ابھ آکے آشنا کی بھی چھت گرتی ہر جہان	کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم ایسا بیان بیان	پاکے چھیت سو گئے چھت پھر پھسل پڑا
	نکلے جو گھر سے اسکو پھسلنے کا ہے یقین	ایک ہر اک مکان کے کھیلنے کی جو زمین
	کیا نیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین	افس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہیں

	آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا	
دیکھو جہم اور مکر وہی غل پکا رہے	کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے	پیادہ اٹھا جو مر کے تو کیچڑ اسوار ہے
	جو ہاتھی ریٹا اونٹ گرا آخر پھسل پڑا	
کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا	کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹا	رستے کے بیچ پائون کسیدار پٹ گیا
	وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا	
کرتی ہے گرج پرب کو پھسلنی زمین خوار	حاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار	آیا جو سامنے کوئی محبوب گلغزار
	اس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا	
کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا	پر جب دکھائی دی کھلے بالون کی لکڑیاں	بجلی بھی چمکے عین کی منہ پر سے ناز کا
	آخر وہاں نظیر بھی آ کر پھسل پڑا	
	محسوس غزل خود	
کیا تو نے حال اس سے مرے درد کا کہا	اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا	بیخ فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
	حرفِ عتاب یا سخن دلکشا کہا	
آتا ہے ہول اب تو مرے دلمین ہو بہو	صبر و قرار ہوتے ہیں خاطر سے کیسو	جس جس طرح کی باتیں ہوں میں تیرے روبرو

	کیو وہی جو اُسے مجھے بر ملا کہا	
دُرات اُسکے آنے کا کھتا ہوں انتظار قاصد نے جب تو سنے کہا کیا کہنوں میں یار		میں تو کمال ہجر میں ہوں اسکے بیکار جلدی سنا مجھے جو ہوا تجھ پہ آشکار
	پہلے تو مجھ کو اُسے بہت ناسزا کہا	
سنتار ہا میں جو جو کہا اُس نے بیشِ کم پھر تجھ کو سو عتاب سے بھجولا کے مبدم		ما تھا ہوا عرقِ شرم بیچِ خم غصے کی باتیں کہہ چکا جب مجھے وہ صنم
	کہا کیا کہنوں میں مجھے کہ کیا کیا بڑا کہا	
تاسے کو دور پھینک دیا ہو کے عتاب اسکا مزاج کھلا دنگا جا کر اُسے شتاب		سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے بچِ و تاب اور یوں کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
	رہ راستی سخن کے تئیں بار ہا کہا	
گہرا کے جلدی میں نے قدم راہ میں رکھے میری تو کچھ خطا نہیں تو ہی سمجھ اسے		میرے جو ہوش سنتے ہی سبات کے اڑے آیا ہوں پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
	بجا کہا یہ اُسے تجھے یا بجا کہا	
کیون نامہ لکھو کے تو نے کیا وردن بیان کہتا تھا میں تجھے کہ نہ بھیج اسکا خط میان		تجھ پر تو اُس نگار کی خوب تھی سب عیان اب آنکر کر گیا وہ کیا کیا خرابیان
	لیکن نظمیں تو نے نہ مانا مرا کہا	
	خمسہ در بیان ہو لی	
کہ روٹھے ملتے ہیں آپس میں یار ہو لی میں ہو اسے زور چین آشکار ہو لی میں		میان تو مجھے نہ کچھ غبار ہو لی میں بچی ہو رنگ کی کیسی بہار ہو لی میں



	عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہو لی مین	
فرشتے کیلین ہین ہو لی بنا عیو گلال فرشتے کیلین ہین ہو لی بنا عیو گلال		رب اس مین ہو چنچا ہویان تلک چال بنا کے چاند و سورج کے آسمان چال
	تو آدمی کا بھلا گیا شمار ہو لی مین	
تو اسکے راگ سے بارہ برہم ہین ہور بھونکے سر پہ یہ ہر دم پکاری ہو		سنا کے ہو لی جو زہرہ بجاتی سہ ظہور چھوٹن ستاروں کے اوپر پڑا ہے رنگ نور
	کہ رنگ سے کوئی مست کیو عار ہو لی مین	
تو یادوں مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی ہوا کو ہولیاں گا گاسے کیا نچا تا ہے		جو گھر کے ایرکھی اس مزہ مین آتا ہے خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہے
	تمام رنگ سے پر ہے بہار ہو لی مین	
شراب تاب کی گلشن مین نہر بہتی ہے اور باغیان سے بلبل کھڑی کیہتی ہے		چمن مین دیکھو تو نہر آب ہو لی رہتی ہے نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گھمتی ہے
	نہ چھوڑ چکو تو ای بد شعار ہو لی مین	
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ تمام باغ مین کیلین ہین ہو لی گل کو تنگ		گلو مین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ رنگ ہو اسے تھونکے بچے ہین تال اور مردنگ
	عجب طرح کی مچی ہے بہار ہو لی مین	
تبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ کی مثال مچاتے ہولیاں آپس مین لے عیو گلال		امیر خجے ہین سب اپنے گھڑن ہین خوشحال ینا کے گری طرح حوض ملے سب فی الحال
	یہی مین رنگ سے رنگین بنگار ہو لی مین	

یہ سیر ہو لی کی ہنسنے تو سچ میں دیکھی	کس میں ملو گی اس لطف کی میان ہو لی
کوئی تو ڈوہا ہے دامن سے لپکے تپو لی	کوئی تو مری بجاتا ہے کہہ کنھیا جی
سہم دھوم دھام یہ سب اختیار ہو لی میں	
گھر دہنے سانور سی اور گوریاں نکل چلیاں	کسبھی اوڑھنی اور ست کرتی اچھیلیاں
جدھر کو دیکھیں ادھر رخ رہی ہر جگہ لیاں	تمام بچ کی پر یوں سے بھر ہن گلیاں
مزا ہے سیر سے در ہر کنار ہو لی میں	
جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیاماری	چلی ہے اپنے پیاس لے کے بھکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری	بیای کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلو رہی سے قرار ہو لی میں	
جو کوئی سیانی ہے اتھن تو کوئی ہے ناکند	وہ شور بوقھن سب رنگ سے پٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساتھن کو بار کی سونند	کہہ ایتو جامہ ڈانگیا کے ٹوٹے ہن سب بند
پھر آ کے کھیلینگے ہو کر دوچار ہو لی میں	
فقیر ہو لی کا موسم جو جگ میں آتا ہے	وہ ایسا کون ہے ہو لی نہیں مٹاتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے	جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سولتا ہے یا رہو لی میں	
زیر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا	دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا	دولت جو ترے پاں ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملو ایسیگی بابا	

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات	کھا تو بھی اور اللہ کی کریمہ میں خیرات
اوسے سے اسی کے ترا و پچار ہے پھر بات	اور بیان ہی تری گزر گی سوعیش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا	
و اما کی تو شکل کبھی اٹکی نہیں رہتی	چڑھتی ہے بہار و سنگے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخلی سے اگر حج آسے کی	تو ہلد یہ رکھ بات کہ جب آدگی بختی
خشکی میں ترمی ناؤ یہ ڈبو ایسیگی بابا	
دولت جو ترے گھر میں یہ ابھلی ہو چوٹ بھول	مرد و بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہو مقبول
جو چاہے تو سہ ساتھ چلے یا نہ یہ بھول	زرنار نہ درار ہو اس بات پت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا	
اُس سے یہی بہتر جو تو ہی آپ اسے کھا جا	بیٹوں کو رفیقوں کو غریبوں کو کھلا جا
سب رو برد اپنے کے عشرت میں اڑا جا	پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ور نہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسا لئیگی بابا	
یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ ہے گی	جوادر سے کرتی رہی وہ نجد سے گریگی
کچھ شک نہیں اس میں جو بڑھی ہے کوشنگی	جب تک تو جیے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پر یہ غضب لائیگی بابا	
جب موت کا ہو گیا تجھے آن کے دم کا	اور ترغ تری آن کے دم میوے کی بھڑکا
جب اس میں جو اٹکے گا نہ دم نکالے گا پٹر کا	کوئین میں رد پے ڈال کے جب دیو نکالے گا
تب تن سے ترے جان نکال جائیگی بابا	
تو لکھ اگر مال کے صندوق بھر گیا	ہے یہ تو یقین آخرش اکرن تو مر گیا

دو کھج مزا دیکھیکا اور عیش کرے گا	ہر بندہ ترے اسپر جو کوئی ہاتھ دھرے گا
اور روح تری قبر میں چلائیگی بابا	
اور روح تری قبر میں حسرت ہے صلیبی	اُسکے تو وہاں دھوکہ دہنگ بے گئی
تا حشر تری روح کو پھر کل نہ پڑے گی	وہ کھاویگا اور ترے تئیں آگ لگے گی
	ایسا یہ تجھے گور میں ترٹ پائیگی بابا
ساتی و صراحی و پرینا د کے ہر راہ	جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ
جب دیکھے گا سو عیش میں تو اُسکے تئیں آہ	رونا تجھے آتا ہے ترے حال پہ واہ
	کیا کیا تری چھاتی ہے یہ لہرائے گی بابا
تو وہاں بھی ترے واسطے عامل کوئی ملو	تو معجوت ہو چھاتی ہے اگر آن چڑھے گا
یا خوب ساسلگا کے کوئی ہاے فلیتا	شیشے میں اُترے گا تجھے دیو نیلے گڑوا
	دھوئی بھی تری ناک میں دلوائیگی بابا
اس کام کا آخر کو بری ہوتا ہے انجام	گر ہوش ہے تجھ میں تو غلی کا نکر کام
زہنار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام	تھو کے گا کوئی کہہ کے کوئی دیو کا دشنام
	پزار میں ترے نام پہ لگا دیگی بابا
گرم دھپے عاقل تو اسے جھوٹا نہ جان	کتا ہے خطیر اب جو یہ باتیں تجھے ہر آن
جیسا ہی اُسے اُسے کیا خوب پریشان	ٹک غور سے کر گنج پہ قارون کے زامیان
	وہیسا ہی مزا تجھ کو بھی دکھلائیگی بابا
	ایضا
اب اشک بہاؤ نکھو سے اوڑھیں رو بہر دیا	بٹ مارا جمل کا آپہنچا ناک کو دیکھ دو بابا

دل ہاتھ اٹھا اس جیتے سے لے لیں بڑبایا	جب باپ کی خاطر دتے تھے اب بی بی خاطر دیا
تن سوکھا کٹری پیچھ ہوئی گھوڑے پر زین دھروایا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بایا
اب جینے کو تم خصمت ہو اور میرے کیا مکان کرو	تیرا ت کرو احسان کرو یا پن کرو یا وان کرو
یا پر رنی لڑو بنو یا خاصہ صلواتان کرو	کچھ لطیف تین اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو
تن سوکھا کٹری پیچھ ہوئی گھوڑے پر زین دھروایا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بایا
دل کو تو آپاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو	اب جاٹ فنا کی تک چھو اور خون کی کات چھاؤ
وہ صحن چھوڑ دو حصہ بخر کی اور بجا بی بی باؤ	ناکند چھپیٹ کر کو دچکے اب اور دتتی مت چھاؤ
تن سوکھا کٹری پیچھ ہوئی گھوڑے پر زین دھروایا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بایا
یہ اسپ بہت کو دا اچھلا اب کوڑا بار وزیر کرو	جب مال اٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گر پھوٹو نا لشکر بھاگ چکا اب میانین تم شمشیر کرو	تم صاف لطافی ہار چکے اب بھاگتے میت دیر کرو
تن سوکھا کٹری پیچھ ہوئی گھوڑے پر زین دھروایا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بایا
سکھاپا چاندی بال ہو منہ پھیلایا لکین ان سے	قد ٹیڑھا کان بوسے اور آنکھیں بھی چھپ گیا لکین
سکھاپا لکین اور بیکو گھٹی لٹ لٹ آواز مین	جو ہوئی تھی سو ہو گئی رہی اب چلنے میں کچھ دیر
تن سوکھا کٹری پیچھ ہوئی گھوڑے پر زین دھروایا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بایا

ایان پائون گھٹ کر چلنے سے مت روکے کو طیل کرو	اور پوچھ پندرے روٹی کو مت لمل کر لکان کرو
اب آپ کو تم پانی سے منت پانیکا نقصان کرو	کچھ لاپ نہیں ہے جینے میں اب فریج جان کرو
تن سوکھا کٹری پیچہ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
اگر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لچاؤ گے	تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے پیچھا کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑے تم جو خالی اٹھو نہ جاؤ گے	پھر کچھ بھی نہیں بن آؤ گی گھر آؤ گے پھرتاؤ گے
تن سوکھا کٹری پیچہ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
یہ ہے تم مجھے ہو یہ ہر دم تن کو جیتی ہے	جس لکڑی سے بل پیچہ ہو وزرات پکڑتی ہے
تم ٹھہری بازو کٹری کی اور کھیل سونہری ہے	اب موت کف کچ کٹری کیا یان تانا بانا بنتی ہے
تن سوکھا کٹری پیچہ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
گھر بار روپے اور پیسے میں مت دکنم نہ نہ کرو	یا گور بناؤ جنگل میں یا جتنا پر آئند کرو
موت آن لٹاڑ گی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو	بس خوب تماشا دیکھ چکے اب گھمیان ہی نہ کرو
تن سوکھا کٹری پیچہ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
یہ اونٹ کراسیہ کا یار و صندوق جانا ہے	جو ہوا سوار چلے اُس پر کچھ گھوڑا ہنہ ہنسی ہے
کس نیند پر ہے تم ہوتے ہو یہ بوجھ تھا ارجار کا	کچھ دیر میں اب آہ فطیر تیرا کٹری سوار سی ہے
تن سوکھا کٹری پیچہ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان	
یہ شکار و ہید یہ شکرے و باشی پھر کہاں دوم تھمت سے پھلا یہ دو و باشی پھر کہاں	کھول ملک چشم تاشایار باشی پھر کہاں مال و دولت سونار دپا تو ماشی پھر کہاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں	
چاند سے کھڑو سے مل سورج و شونپر گنگا کھا لے فی کی سکھ دی اور دی کی دلا لے واہ واہ	دل نگاہ آفت میں اور کر لے پر زاد و غلی چاہ کچھ مڑے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا آج
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں	
سانو لے گورے سنہری سنج باندھ پھر بیان بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری ٹھٹھریان	حسن و الو کے بھی کیا کیا حسن کے عالم میں بیان کیا جین کیا کیا و جین کیا کیا ہر چھپ تختیان
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں	
کتنے مجلس کو کئے سنتے ہیں دن و رات گئے ہر طرف دھوین مچی ہیں دیر ہے اور سیر ہے	کتنے میخانوں کے در پر لوتے ہیں پی کے سے ویر و دھوین اور مسجد و عین کرتے ہیں غل پی پے
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں	
خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں ناچار ہیں دشت ہیں صحرا ہیں اور دریا ہیں گسار ہیں	واہ و اکیا کیا نظیر اس خلق کو اطوار ہیں گدڑیان ہیں چوک ہیں بستی کئی بازار ہیں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں	
در بیان رمال و نجومی و خیر و شر	
کوئی حکیم اور کوئی مسندس کوئی ہنر مند کھانچا جو چاہو کوئی یہ بھی دیکھو یہ سب ہیں سب بہانے	جماعتیں کیا کیا نرو کے اپنی ہر کب بجا تاشا دیا نے کوئی ہر عاقل کوئی ہر فاضل کوئی نجومی کا کمانے

<p>ہوا کے اوپر جو آسمان کا ہے چو یا خیمہ چون رہا اور جس سے چاند اور سورج اور ستارے اور ہوا</p>	<p>نہ اس کی زمین نہ زمین نہ آسمان کی چو یا کیسکو مطلق خبر زمین کی کب تبا اور کس کا ہے</p>
<p>فلک تو کہنے کو دور ہیکہ زمین کا اب جو تیرا ملک نہاروں جگت کا اگ چو تباہی اور پھر پھر رہا ہے</p>	<p>بہت حکیموں نے نہ کہ جانی کوئی نہ سمجھا یہ کس کا ہے</p>
<p>زمین کا ایک چو آسمان تک سری ہے لاکھوں طرح کی خلقت جتنے جلو دکھا رہی ہے نہ کی صنعت خدا کی خلقت</p>	<p>کسین ہوا کہ زمین چو تباہی زمین ہوا کی کسین ہوا چو چاہے کہو یہ پھیر کے کیسکو اتنی نہیں ہے قدرت</p>
<p>کوئی ہر نہتہ کوئی ہر نہتہ کسین ہوا کہ زمین چو تباہی کوئی گھٹتا زمین کی اوپر کوئی خوشی نہ نکلتی نہ</p>	<p>کسین ہوا کہ زمین چو تباہی زمین ہوا کی کسین ہوا چو چاہے کہو یہ پھیر کے کیسکو اتنی نہیں ہے قدرت</p>
<p>عجب طرح کی وہ نگین چو پھر غرض بچاؤی چو تباہی کوئی چو تباہی کیس کا جب چو پھر زمین بن جائی</p>	<p>کوئی چو تباہی کیس کا جب چو پھر زمین بن جائی</p>



جو پاس پھینکے تباہ اور وائوں کتنے ہی رہ گئے تھے	جو چاہتا ہوا ہوا آدین تو اسکو پہنچا دیا
عجب شہِ طریح کا سا نقشہ اچھا ہوا دلی تار و رجا ہزاروں منصوبہ باندھے بلوغت اور جوانی گھاٹ سجایا	پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پتھر ت ہزاروں سیلے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے
عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی مکدر کوئی ہنسنا کوئی امیر کوئی دیر کوئی تعمیر عین دل خفا	ہو جات چاہے کسی کو نہ آوے پروا اسکو لاشا نہیں سچ اک چار چوک قائم بھونکی بازی ہو جات سجا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پتھر ت ہزاروں سیلے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	
عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی مکدر کوئی ہنسنا کوئی امیر کوئی دیر کوئی تعمیر عین دل خفا	اکیس سر پہ تاج شاہی کسی شمشیر پر جفا ہے بسمولہ سجا خیال یا بیعت کی قدرت کا جو جفا ہے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پتھر ت ہزاروں سیلے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	
یہ کون جانے کہ کل کیا کیا آج مالک وہ کیا کر گیا کیسے گھر کون ہو گا یہ کس کی گھر کو نہ سار گیا	اے بگاڑے کچھ ستارے کوئی آندھا کوئی بھڑکا اکیس کو گھر خیر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کر گیا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پتھر ت ہزاروں سیلے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	
عجب طرح کا یہ حال ہیگا کند کیسے دیا کند بھونکی گردن سپی آدین کیسے کاٹا جو ایک ہنڈیرا	چھوٹے چھوٹے بچھوٹے ہاتھی نہ کوئی خوشی کوئی پیڑا نظیر اسی بھال کی کمان خدا اور کمان یہ بتا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پتھر ت ہزاروں سیلے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	

آٹے دال کا بیان	
کیا کمون یا روین نقشہ خلق کے احوال کا	اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیان تو واقعی ہے ہر کیسے حال کا	کیا تو نگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	
گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہو تاسد راہ	تو نہ پیر تے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے جو حشمت و فوج و سپاہ	جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پیر تے ہیں آہ
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	
گر نہ آٹے دال کا ہو تاقدر میان در میانی	نشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جاگتے دربار میں کیوں آدھی کو صی رات مان	کیا جب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کیسے میان
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	
اسنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے	حسن کی آن واد اسب اسکے آگے گرد ہے
عاشق و کجا بھی اسی کے عشق سے غنیمت زد ہے	تاکجا کیسے کہ کیا وہ مرد کیا نامر د ہے
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	
دلوں کی چشم بروز لٹ کیا خط خال ہے	ناز کی شوخی اور امین حسن لالوں لال ہے
کیا کمر پٹی ہے کا فر کیا تمکنتی چال ہے	غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	
اب خیمین اندر نے یاں کر دیا کامل فقیر	وہ تو سب پر داسخی و اتا ہیں آپ ہی پیر
اور خیمہ ہیں وہ سب ہیں ال آٹے کے اسیر	اُن غریبوں کی بھی اب یہ مشکل ہو گیا پیر
سب کے دلوں فکر ہے و نرات آٹے دال کا	

ایضاً		
دنیا کے امیر و مہین بہان کسکار ہاڈنکا	بر باد ہوئے لشکر فوجوں کا تھکاڈنکا	
عاشق تو ہے سچے بہن اب دل میں ہلاڈنکا	جو بھنگ پھین آنجا پھنسا ہے سداڈنکا	
کوٹڑی کے نقارے پر شنگے کا لگاڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجاڈنکا		
آفت کی زبرد کی یکہیت کی بوٹی ہے	پتو کی چپک اسکے خواب کی بوٹی ہے	
شہر چنگے لگی اُس سے پھر کاہیکو چھوٹی ہے	پیتان نگوڑ کی اس بات پہ توٹی ہے	
کوٹڑی کے نقارے پر شنگے کا لگاڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجاڈنکا		
سہراں کھڑا کے ستہ اس ڈھب کا نگارڈنکا	جو شنگے کھڑک اُسکی ہو بند سبھی دگرڈنکا	
چکان چٹھا گہرا اور بانہ ہر اگڑا	کیا سیر کی شہرے کی ٹک چھوڑ کے پھجڑا	
کوٹڑی کے نقارے پر شنگے کا لگاڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجاڈنکا		
اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاو جیماٹولا	ام بکھو مین تر ہی آکر کھلیا نیگا گل لالا	
کیا کیا نظر آو گی ہر پالی وہر یالا	آمان کہا میراے شوخ سنے لالا	
کوٹڑی کے نقارے پر شنگے کا لگاڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق دنرات بجاڈنکا		
ہر ہست وہی پورے ہو کوٹڑی اندر رہیں	دل اُنکے تیرے دریا جی اُنکے سندر رہیں	
بیشہ ہر منم نہت ہو اور چھوڑتے سندر رہیں	کتے ہر ہی انہس نہس عاشق تو سندر رہیں	

	کوٹھی کے نقارے پر خشکے کا لگا ڈھکا نت بھنگ پی اور عاشقِ دہرات بجا ڈھکا	
سب چھوڑ نشہ پیارے پیسے تو اگر بنی ہر باغ میں ہر جا میں آجاوے نظر بنی	کر جاوے وہیں پھری خاطر میں شہزادی یہی بھی نظیر ایڈیٹرز میں ہے شہزادی	
	کوٹھی کے نقارے پر خشکے کا لگا ڈھکا نت بھنگ پی اور عاشقِ دہرات بجا ڈھکا	
	پیسے کے بیان میں	
پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے	پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے	پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
	پیسے ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسے نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
پیسے نہ تو باغِ کنوئیں پھر کھائے ہوں عیش و طرب کے نکی وہ پھر کھائے ہوں	کھائے کو پوری اور پوسے پھر کھائے ہوں حلوہ کچوری مال پوسے پھر کھائے ہوں	
	پیسے ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسے نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
جوڑے چین بہار میں پیسے کے واسطے خوشبو کے پھول ہار میں پیسے کے واسطے	گنے مرصع کار میں پیسے کے واسطے سب نقش اور نگار میں پیسے کے واسطے	
	پیسے ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسے نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	

رواق ہا رہو تی ہر پیسے سے بھول	اور جو وہ چہرہ اڑاتی ہو خاک بھول
پسیا ہی ساری چیز ہے پسیا ہی مرد و سول	بہن پیسے آدمی ہو جہاں سے چاہے قبول
پسیا ہی رنگ روپ ہی پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چہرے کی مال ہے
پسیا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو	پسیا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور رات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو	بن پیسے یار و دھانے آدمی رات کو
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چہرے کی مال ہے
پیسے نے جس مکان میں بچایا ہو پناہ لال	پھنستے ہیں اُس مکان میں فرشتے کے پناہ
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش حال	پسیا پری کو لائے پرستان سے نکال
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چہرے کی مال ہے
شیخ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے	تیر و سان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدانین زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے	یان تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چہرے کی مال ہے
عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے	بنیاد ویر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دو رخ میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے	جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چہرے کی مال ہے

دنیا میں رشید رکھنا بھی نام ہے	پیا جمانکے بیچ وہ قائم مقام ہے
پیا ہی جسم جان ہو پیا ہی کام ہے	پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیا ہی رنگ روپ ہے پیا ہی مال ہے	
پیا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	
ایضا	
گر تجھ میں اسے پریر دیا مہر پا جاسے	یا راستی کا ملنا یا سر بسر دعا ہے
کرتو دہو جو تیرے ابد دل کو خوش لگا ہو	ہم جانتے نہیں ہیں کچھ نیک بد کہ کیا ہے
راضی ہیں ہم اسی میں جبین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہے اور دون بھی واہ واہے	
کچھ دلمین ہو تو دلکی آباویاں بھی کر لے	جو رستم کی اپنے آستادیاں بھی کر لے
بید رو ہے تو ظالم بید رویاں بھی کر لے	جلاو ہے تو کافر جلاویاں بھی کر لے
راضی ہیں ہم اسی میں جبین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہے اور دون بھی واہ واہے	
اب در پہ اپنے ہکور نہ دے یا انتظار دے	ہم اس طرح سے خوش ہیں رکھ یا ہر تابا دے
عاشق ہیں تر قلند رچا ہے جہاں ٹھکانا دے	یا عرش پر چڑھا دے یا خاک میں ملا دے
راضی ہیں ہم اسی میں جبین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہے اور دون بھی واہ واہے	
مگر مہر سے بنا دے تو خوب جاتے ہیں	اور چور سے ڈوبا دے تو خوب جاتے ہیں
ہم اس طرح بھی جھک کر مرنا دے جاتے ہیں	اور اس طرح بھی جھک کر مرنا دے جاتے ہیں

	<p>راضی ہیں ہم اسی میں جہین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ ہے</p>	
<p>یاں مطلوبہ کے ہمیر اور غیر پر کڑا کے ہم سب طرح خوشی ہیں بنتا ہوا اور اڑا کے</p>	<p>اکدن وہ تھا کہ ہم پر شے عیش کے دھڑا کے اب غیر پر کرم ہے اور ہمیں ہین جھڑا کے</p>	
	<p>راضی ہیں ہم اسی میں جہین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ ہے</p>	
<p>یاں کھینچ نکال کر ہے آٹرا ہمارے اب تو نظیر عاشق کہتے ہیں یوں پکارے</p>	<p>یاں دل سے اب خوشی ہو کر ہمارے ہمارے جیتا رکھے تو ہکو یا تن سے سرتارے</p>	
	<p>راضی ہیں ہم اسی میں جہین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ ہے</p>	
<p>تو پوچھو کہ کون کون سے افسانے ملتے ہیں وہ چاندنی میں جو ٹنک سیر کو نکلتے ہیں</p>	<p>چمن میں دن کو جو اگر قدم وہ چلتے ہیں خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر اچھلتے ہیں</p>	
<p>اور اپنے ہنسی سے ہر سہ گانے تاب کو دیکھ چرخ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ</p>	<p>تو سر کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں سحر کے نور چمکی کے آفتاب کو دیکھ</p>	<p>ہزار رشک سے شربت کے سچ و تاب کو دیکھ</p>
<p>یہ بزمِ تلو بہا - کب ہو ہم تو سچلتے ہیں</p>		
<p>سب بے چارے چاہتے والو شہ کا تھے پیر فردا بے دل سے ہیں یا شوقِ سحر گون</p>		<p>یہاں تلو بہا ہیں یہ سچ اور دھیرا دلیر رضی بے ظلم تو دیکھا ہے ہین ہم اکثر</p>

	یہ کافر اگلی بھی چھاتی پر مونگ دلتے ہیں	
نہیں ہے اتنی بھی طاقت جو اک دم کھول ہوا ہوں خشک مین یا نیک کہ حضرت مجنون		گلی مین یار کی ایو کہ کس طرح جاؤں دشمن مین خون سپہ باقی نہاب رگوں مین خون
	یہ مجھنے کہتے ہیں اور اچھے ہاتھ ملتے ہیں	
اٹھائے تھے بھی غم روز عشق کے گن گن کوئی تو گپڑی بھرتا ہے یار سے لیکن		ہمارے تم تو ہو ہر نگ ظاہر و باطن یہ التجا ہے ہمارے کہ خوش ہو آجکے دن
	میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہیں	
	ولہ جھوٹا	
اس کہ ہے اب بھی سب سہار کیا جھوٹا آمین ہی ہو فقیر بھار کیا جھوٹا		یہ نین چوسے ہر اک کے اُٹا ر کیا جھوٹا اس ہے بادشہ کے نظار کیا جھوٹا
	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا بابا یہ تن ہے دم کے گزار کیا جھوٹا	
آمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہیں آمین ہی دشمن آمین ہی پیے گانے ہیں		آمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہیں شاہ جھوٹا بھی اپنے اسی مین نمانے ہیں
	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا بابا یہ تن ہے دم کے گزار کیا جھوٹا	
آمین ہی شوخ محبت کے مارے ہیں شاہ جھوٹا بھی اپنے آمین بچارے ہیں		آمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہیں آمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہیں
	بابا یہ تن ہے دم کے گزار کیا جھوٹا	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا



اسمین ہی اہل دولت و نعم امیر ہیں	اسمین ہی رہتے سارے جہان کے فقیر ہیں
اسمین ہی شاہِ عالم و لای میں وزیر ہیں	اسمین ہی ہیں صغیر اسی میں کبیر ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹ پٹرا	
بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹ پٹرا	
اسمین ہی چوڑھک ہیں اسی میں بول ہیں	اسمین ہی رونی شکل اسی میں ٹھول ہیں
اسمین ہی بابے اور تقارے ڈھول ہیں	شاہ جھوٹ پٹرا بھی امین ہی کرتے کول ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹ پٹرا	
بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹ پٹرا	
اسمین ہی پارسا ہیں امین لونڈ ہیں	بیدرد بھی اسی میں ہیں اور درد منگ ہیں
امین ہی سب پرند امین چرند ہیں	شاہ جھوٹ پٹرا بھی لباسی ڈھبے میں بند ہیں
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹ پٹرا	
بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹ پٹرا	
اس جھوٹ پٹرے میں رہتے ہیں شاہ اور وزیر	اسمین وکیل بخشی و مقصدی اور امیر
اسمین ہی سب غریب ہیں امین ہی فقیر	شاہ جھوٹ پٹرا جو کہتے ہیں سچ ہے میانِ نظیر
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹ پٹرا	
بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹ پٹرا	
ایضا	
زیامین کوئی شاد کوئی دردناک ہے	یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے	نا پاک تن پلٹیں یا کہ پاک ہے

	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
لے عرشِ تابہ فرش چمکتا ہے جبکا نور روید ہی کہے ہو ہر اک قبر کے حضور		ہے آدمی کی ذات کا اسجا بڑا ظہور گذرے ہو انکی قبر پہ جب وحش اور طیور
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
اجسام پاک اُنکے اسی خاک میں رہے پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے		دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے رجین ہیں خوب جانینِ روح نکلے ہیں بڑے
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
حشت میں خجی عرش سے اونچی تھی بارگاہ اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ		وہ شخص تھے جو سات دلایت کے بادشاہ مرے ہئی نکلے تن ہوئے گلیوں کی خاک راہ
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
تن جیکے مثل پھول تھو اور تھو بھی رشک ماہ روتا ہوں جب تو میں یہی کہ کیکے لہین آہ		کس کس طرح کے ہو گئے محبوب بکلاہ جاتی ہے اُنکی قبر پر جدم مری نگاہ
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ نہ لگاے رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کنوین ہاے		وہ گورے گورے تن کہ جنھوں کی تھی لہین جا سودل سے تن کو خاک بنا کر سواڑاے
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
مقلس کا تن پڑا رہا مٹی اوپر پڑا دونوں کو خاک کھا گئی یا رو کو نہیں کیا		عمر و نکلے تن کو تانبے کے صندوق میں دھرا قائم یہاں یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن کیڑے کڈرے کھا گئے دونوں کے تن بدن	اور ایک یون پڑا رہا بیکس برہنہ تن دیکھا جو ہنے آہ تو جھ سے بھی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا	پھر خاک اُسکو ہونا ہے یار وجد اجدا زرسیم کوڑی لال زمرود و رآن سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
گر ٹھہ کوٹ توپ رکھکے تیغ و کمان و نیز ہونا ہے سب کو آہ راسی خاک میں خیر	باغ و چین محل و مکانات و لذت میری زبان پہ اتنی یہی بات ہے نظم
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
نخارہ نامہ	
کہ جس میں ہوا کو چھوڑ دیا نہت و سب بدیں چھوڑ دیا کیا بھیا بھینسا بیل شکر کیا گوشت پلا سہارا	تذوق اجل کا لوٹے ہے ویرات چاکل قرار کیا گیسوں جانوں موٹھ مٹ کر کیا آگ بھوانی و گارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا دھلیکا بنجارا	
گر تو ہی چو لکھتی بنجارا اور کھینچ بھی تیر ہی بھاری کیا شکر مصری قندگری کیا سایہ ٹھیکھاری	ای غافل تجھ سے بھی چڑھتا اک وڑیرا بویاری کیا داکھ منے سوٹھ مریج کیا کسیرنگ سپاری
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا دھلیکا بنجارا	
تو بدھیا لاوے بیل بھر جو پورب بچھ چا و گیا تذوق اجل کا رتے میں جب بھلا مارا گرا و گیا	یا سو وڑھاکر لا و گیا یا ٹوٹا گھٹا نا پاوے گا دھن دولت تاتی پوتا کیا اک منیر کا مٹا و گیا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا دھلیکا بنجارا	

بہر منزل میں اس ساتھ تھی چلتا تھا اور	نروام دم کا چھانڈا ہوا ہندوئی سپرو کھاٹا ہوا
جب نایک تن سے نکلیا جو ملکوں ملکوں میں تھا	پھر ہاتھ دے دیا تھا ہوا نہ صلا ہوا نہ مانڈا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
جب چلتے چلتے رستیں یوں تری ڈھلچاؤ گی	اک بدھیاتی تری مٹی پر پھگھاس نہ چوئے باؤ گی
کیسب جو تو نے لاوی ہو سب ہنسون بٹھاؤ گی	وہی پوتہ پتوئی بٹیا لیا گیا رن پاس آؤ گی
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
یہ کیسب بھری جو جاتا ہو کھیر پستان بگنی	اب کوئی گھڑی پل ساعت میں کھیت کی کھیتی
کیا تھا لٹوری چاندی کی کیا تیل کی ڈیاؤ گی	کیا برتن ہونے چاندی کی کیا مٹی ہٹیا جینی کی
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
یہ دھوم دھڑکا ساتھ کیوں تیرا چوکل گل	اٹک ساٹھ ہنجا و گیا موت ہو جان و جل
گھر بار اٹاری چو پاری کیا خاصہ تیرے گھر میں	کیا چلوں سے زفرش نے کیا لالہ لنگ رنگ گل
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
کچھ کام نہ آو گیا تیرے یہ لعل و زمر و زم زور	جب پونجی بات میں بھرم کی ہرنگی جان و پر
نوبت تھارے بان نشان و وحشت فوجیں نکھر	کیا سند نگاہ ملک مکان کیا چو کی گرتخت پھرت
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہوں گونوں میں اریکے	جب موکا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہن ہو پارکے
کیا ساز جزا دے زیور کیا گوٹے تھان کنارکے	کیا گھوڑے زین سرخی کیا ہاتھ پل عمارکے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا	
مغرور نہ تو تھواری و نہ پست بھول بھروسے ڈھالو	سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا ہنجا رہا

کیا ڈبے موتی ہیرے کیے کیا ڈھیر خزانوں کے	کیا بیچے تاج شجر کے کیا تختہ شال ووشالوں کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بخارا	
کیا کیا سخت مکان بنواتا جو کم تیرے تن کا ہوتا	تو اوٹے کوٹ اٹھاتا ہواں گور گھر میں نہ ہوتا
کیا رہی خندق زور ڈھبے کیا بچ کنگور امانولا	گھر وہ کوٹ رہ کھڑ توپ قلعد کیا شیشہ وارہ اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بخارا	
ہر آن نفع اور ٹوٹی ہین کیوں نہ تاپڑتا ہون بن	نارنگ قلم لہرین سوچ فراہم ساتھ گاتیرے کن
کیا لوٹری بازی دانی دو کیا بند پیلانیک چن	کیا مندر مسجد تالک انوان کیا کھیتی بارہی گن
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بخارا	
جب بگ بھرا کر چاک کو یہ بیل نہکا ہانکے گا	کوئی تاج عیسے گاتیر کوئی گون اور ملائیکا
ہو ڈھیر کیا اجکل مین تو خاک لحد کی بھانکیکا	جنگل میں پڑا نظیر اک تنکا آن نہ بھانکیکا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بخارا	
ایضا خمسہ	
ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر	سخن کی گھوڑے ہے قند و نبات کوٹھے پر
لکا ریب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر	رہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر
آؤ کیا بہار سے گزری ہے رات کوٹھے پر	
ادھر سے ساتی و مطرب بھی ہو گئے گچا	ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا	یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا
کسی کی آتری ہو جیسے برات کوٹھے پر	
حجاب دور ہو اور خیام کی ٹھہری	لکین نکلنے جو کچھ حشر تہین وین بھری

مکانِ جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی	بہت دوتے اسی بات کی تمنا تھی
ٹپے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کو ٹٹے پر	
تو چورنگے چڑھے اور منڈیر آپکڑی	جو عیش سکے رقبہ کے دل میں لگی
گرایا شور کیا گایاں دینِ دھوم مچی	اور وہ یار اومہر بنے لاشی باٹھی کی
عجب طرح کی ہوئی واردات کو ٹٹے پر	
ہمیں بلایا تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان	اکیلے بیٹھے ہو تم پشتِ بام پر اس آن
الکھیں ہم عیش کی تختی کو کسطحِ انجان	یہ بات پردے ہی پر مین لیجے بھان
قلمِ زمین کے اوپر اور دوات کو ٹٹے پر	
اور ایک بوسے کی قیمت پہ بچتے ہنگے	میان یہ ہاتھ پہ ہم دل جو اب لیے کھڑے
کند لاف کی شکاکے دل کو لے لیجے	جو لیجے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے
یہ جنسِ یون نہیں آنکی ہاتھ کو ٹٹے پر	
ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ	کہ صرچھے ہو ذرا منہ تو ہم کو دکھلاؤ
خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ	بھونٹے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہواؤ
ہمیں بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کو ٹٹے پر	
کنارہ بوس کی آپس میں پھر ہوئی تدبیر	ہو احوصلِ مستی بہ فضلِ ربِ قدیر
پٹ کے سچو اُس گلاب کے ساتھ نظر	ہوئی جو عیش تو کس کس کی بکریں بر
تمام ہو گئیں حل مشکلات کو ٹٹے پر	
ایضاً	
اور دوہین اک بدن پہ بڑی تب خبر ہوئی	جب یار نے اٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی

اُلفت لگی گل میں پڑتی تب خبر ہوئی	جب آنکھ اُس صنم سے لڑتی تب خبر ہوئی
غفلت کی گردل سے جھڑی تب خبر ہوئی	
جینک چڑھی جوانی بھی اور بان تھریا	اُلفت کسی سے پیدا محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اس میں پڑنا بیٹے کی خواہ خواہ	پہلے کے جام میں نہوا کچھ نشہ تو آہ
دلیر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی	
تھے جب تلک اوپر سے تو بھی بولے	اور جب سفید ہو کے ہوے برف کے ڈلے
یاروں سے جب تو بولے کہ لو یار دم چلے	لائے تھے ہم تو عمر نیا یاں لکھا دے
جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی	
اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید	دانتوں پر امین آن کے ٹچل پڑی شیرید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنہیں کی رسید	ڈاڑھیں لکھیں اکھڑے کو دندان چوکید
جلس میں چل چل یہ پڑی تب خبر ہوئی	
اُس پوچھے ہی منہ سے گئے کرتے پیرناہ	کا نوٹکے امین آن کے پردے ہوتاہ
گردن پیر امین لگائی کم ہو گئی نگاہ	بن دانست پئی اسی پہ جہاں کھین چلین تو آہ
جب لاگی آنسوؤں کی جھڑی تب خبر ہوئی	
ٹوہاتے تھے وان مزد بد تو تن کی مجلس را	پر گھر بنا رہے تھے دوا لیں اٹھا اٹھا
اُس میں قضا کا راج جو کھٹے پہ آچرٹھا	شدتہ سادہ قد قضا سو خم ہو کے جھک گیا
گرنے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی	
چھاتی پر چڑھ قضا نے لیا جب گلے لگاتو	پانی کا پیر تو آہ نہ اُتر گلے سے گھوٹ
اکھڑے بدن بھی جا لگئی گرگ سے چھوٹ چھوٹ	یہ نچا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

	جب چاہ لی گلے کی نڈی تب خبر ہوئی	
اور غلجی کے پونے کہ جلد سے پہلے کپڑے پر لکے عطر گاہن پہن پھول ہار		کا نہ ہے پر رکھ سکے ہاکی جب سے چلے مارا آہن سنا کے آپ بھی جلدی ہو تیار
	کلی سوار سی و موم پڑی تب خبر ہوئی	
کلمہ قیام پڑھتے چلے ساتھ کھین جب آئے اُس گھٹے میں نظیر اور ہارن		جب ہاکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون ہے وطن
	اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی	
	خمسہ بر غزل امیر خسرو	
خوش بختی ہو سہی رنار سے بگ درمی ای چہرہ زیبا ی تو رشک بتان آوری		کپ لڑو گل کر سکین عارض سے تیر ہو سہی محبوب تجھ سے سیکھ لیں تار و او دلبری
	ہر چند وصف میکنم و حسن زان زیبا تر سی	
دورات صورت کو ترش می فرستے ہر تک تا نقش بند و فلک نہ دید ستار تک		ہو شور و خیر سے حسن کا لیکر زینت چرخ تنگ دیکھتے ہو تیرے تین کتابی سبیک بیک
	حوری نام یا ملک فرزند آدم یا پری	
چھوڑے ہو وہ ایمان کو باندھے ہو وہ تار کو عالم پر نیامہ تو خلق جہاں پیدا ہے تو		تیرا رخ اسے رعنا صنم بھر کر نظر کیے ہو جو دور اس قدر عشق میں پیسے نہیں کہ کچھ لگے وہ
	ایں رنگس رعنا کے تو آور وہ رسم کافری	
بہزاد نامی ہو کہتے تو ہوتے وہ حیرت قرین صورت نہر زیبا سے چہرین و صورت خوشترین		ہو خلق و خوبی میں بھر ادا طور سے و تاثیر گر اس بریا کی راست کا کچھ نہیں ہو کج یقین



صورت بکش یا انجمن یا ترک کن صورت نگری	
ہم خلق میں بہرِ عیان نگینِ ادویا ہم گلگونِ قبا نازک بدنِ سوزِ نیت بہم	کی غور تو سچ ہے یہی جھکو محبت کی قسم
آفاقا گردیدہ ام مہربانِ وزیرہ ام	بسیار خوبانِ ویدہ ام لیکن تو چہرے دگیری
ایر و کانِ جادو نظر شیرینِ غورِ عشوہ زنا خسرو غیب است و گدا افتادہ و شہرِ شاما	آیا نظر جسِ لادنے سے جھسا شکرِ بر لقا اسنے وطن کو چھوڑ کر مثلِ نظیرِ مستلا
باشد کہ از بہرِ خدا سوے غریبانِ بگری	
خمسہ بر غزلِ مولانا سعدی رحمتہ اللہ علیہ	
اور دل کو لگے سیگلتا نکی دکھانے بر بود دم در چینے سرور و اسنے	کل ہم جو گئے باغ میں ٹک لطف اٹھانے اتنے میں کہوں کیا تجھے ای بارگاہانے
زربین کمرے سیرے موے میانے	
وہ حسن کہ نے حور نے پایا نہ پری نے خورشیدِ رخسارِ ماہ و شے زہرہ جبینے	وہ شمع کہ عالم میں نہ دیکھا ہو کسی نے کیا تجھ سے کہوں اسکی میں خوبی کے قریبے
یا قوت بے شکدے تنگ و ہانے	
دلدارِ دل آزارِ جفا کارِ دورِ روئے بیداو گرے کج کلے عہدہ جوئے	گلغامِ گل اندام و لارامِ نکوئے آہو صفتے کبک تنکے جہنمِ جوئے
شکر شکنے تیرے قد سے سخت کمانے	
قد شاخِ دل طوبے و رخ رشکِ ہشتی جادو نظرِ سی عشوہ گری حسنِ سرشتی	ایر و غیم طاقِ حرم و زلفِ کشتی تل نقشِ سویدہ ای دل اور خطا کشتی

	آسیب دے ریختے آفت جانے	
وہ زلف کہ سنبیل جسے بیتاب ہو کر دے	وہ منہ کہ ہر اک شوخ پر نیا د کو شد دے	گر جو رہی دیکھے تو اسے جان میں رکھ دے
	عجیبے نفیسے خضر ہے یوسف عمر دے	
	جسم مرتبہ تاجور سے شاہ جہانے	
غارتگر ہے برباد دے حاصل خلق	شمشیر نگہ تیر مرہ قاتل حلق	
تنگ شکر ہے چون شکرے دول خلق	مشہور جہان قتلہ جان قبل خلق	
	شوخی نیکینے چونک شور جہانے	
ہو ختم دو عالم کی اُسی شوخہ خوبی	کیا اُسی میں تعریف کہوں حسن ادائی	
بے زلف و رخ اعلیٰ لبا و شدہ سوئی	پہرشل نظیر اس بیت رعنا سے لگائی	
	آہ و غبارے و غبارے دو محانے	
	ایضاً	
ہر کام میں کہ وہاں میں ہر حال میں خوش ہیں	جو فقر میں پورے ہیں وہ حال میں خوش ہیں	
بے زر جو کیا تو اسی حال میں خوش ہیں	گر مال دیا یا رنے تو مال میں خوش ہیں	
	افلاس میں اوبار میں اقبال میں خوش ہیں	
	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں	
ما تھے پہ کامیں چین نہ ابرو میں کین خم	چہرے پہ ملامت نہ جگر میں اثر غم	
غم میں بھی وہی شام میں بھی وہی دم	شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم	
	ہر بات ہر اوقات ہر افعال میں خوش ہیں	
	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں	

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے	گھر بار چھڑا یا تو دہن چھوڑ کے بیٹھے
مرد را چہ بھراؤنگو دہن تھوڑ کے بیٹھے	گدڑی جڑا ہائی تو دہن باؤڑ کے بیٹھے
اگر دہن آفات میں جھال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
اگر آٹھے دیا غم تو اسی غم میں رہے خوش	جس طرح رکھا آٹھے اسی عالم میں رہے خوش
اگر شال آٹھے صافی تو اسی شال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
بھینے کا نشانہ نہ دہن نہ مرینکا فدا غم	ایکسان سے اٹھیں نہ زندگی موت کا عالم
واقع نہ برس سے نہ بھینے سے وہ اگر دم	نہ شہابی کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات کھڑی مہر دہن سال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
گر آٹھے اڑھا یا تو لیا اوڑھ دوشالا	کمل چرو یا تو دہی کا ندھے پہ بٹھالا
چا دھو آٹھے صافی تو دہی ہو گئی بالالا	بندھو آئی لنگوٹی تو دہن ہنس کے کمالا
پوشاک میں دستار میں رومال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
کچھ آنکھ طلب گھر کی نہ باہر سے اٹھیں کام	انکھ کی درخواست ہو نہ بستر سے اٹھیں کام
اگر آٹھے دل میں نہ مندر نہ اٹھیں کام	مطلب نہ مطالب نہ تو اگر سے اٹھیں کام
میدان میں باغ میں چو پائیں خوش ہیں	پوری ہیں ہی جو ہر حال میں خوش ہیں

اُنکے توجہ میں عجب عالم ہیں فطیر آہ	اب یہ تو دنیا میں ولی کم ہیں فطیر آہ
کیا جانے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں فطیر آہ	ہر وقت میں برکن میں قرم ہیں فطیر آہ
جس دُعا میں رکھا وہ اُسی دُعا میں بخش ہیں	
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں	
ایضاً	
سے آئینہ کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ	صورت میں اپنی قدرت پرور دیکھ
خال سیاہ اور خطا مشکبار دیکھ	زلف دراز طرہ عنبر بشار دیکھ
ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل	اور خال کیا ہیں تیرے سویرا رخ کے تل
زلف دراز قم ساسے رہے ہے دل	لاکھوں طرح کے رخ ہی میں ہم رہا بکھل
ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
مشک تار و مشک و متن بھی تھی میں ہا	یا قوت سرخ و لعن میں بھی تھی میں ہے
نسیرین و موتیا و سن بھی تھی میں ہے	انقصہ کیا کہوں میں چمن بھی تھی میں ہے
ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
سورج بھی کے گل کی گردن میں تاب ہو	تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب کا بھی تھی میں چاہ ہے	خسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

	ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر انہی سوا کسی پر نہ ہرگز تو دھیان کر		درہوے بھی دل لگا اپنا جان کر یہ سب سار ہے ہر تجھی مین تو آن کر
	ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
نرگس وہ کیا ہے جان تر چشم خوش گاہ گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کرتز چاہ		اور سر کیا ہے یہ ترا تیز و راز آہ حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ
	ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
گرد مین ترے قمری ڈبل کا دھیان ہے ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے		تو ہونٹہ تیرے قمری مین بلبل زبان ہے باغ و چین مین جتنے تو آن کی جان ہے
	ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
بیلہ گلاب سیوتی نسرین و نترن جتنے جہان مین پھولے ہر پھولونکے انجمن		داؤدی جو ہی لالہ ورا بیل نامن یہ سب تجھی مین پھول رہے ہر چن چن
	ہر خطہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
باغ و چین کے غچے و گل مین نہوا سیر قمری کی سن صغیر نہ بلبل کی سن صغیر		

اپنے تئیں تو دیکھ کر کیا ہوا اسے نظیر	ہن حرفت من حرف کے یعنی کہ اچھا
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اسے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہا دیکھ	
ولہ	
جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل لاتا ہے یاں سوناٹہ جو رشتہ ہے سوکیل	سب اپنے اپنے کام کی ہن کر رہے پھیل جو غم ٹپے سوا سکو تو اپنے ہی تن پھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت ان سے دل لگا شجرہ کلاہ پھینک اوڑا دے جھکا لگا	اچھن ہن سوتیاں انھیں آیات جگا آگے کھجور ناندہ نہ پیچھے کو رکھ چکا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
جب تو ہوا فقیر تو تا کسی سے کیا مطلب مجھ لا فقیر کو یا با کسی سے کیا	چھوڑا کٹم تو پھر رہا رشتہ کس سے کیا دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان کوئی ترازو فیق نہ ساقی نہ مہربان	تیری نہ یہ زمین ہے نہ تیرا آسمان اُسکے سوا کہ جب ہے ہوا تو فقیر بان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

اور تیا ہے دیکھو اپنے تو دھو اُس کیسے بات اور یہ جو تجھے کرتے ہیں ملل کے بھی بات	جس بار سے کہ ہوتے جیتے موع کاسات بار بار پڑ گیا دیکھ نہ کھا اٹھ آت کھات
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ میل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
یہ اقلین کہ ساتھ تر ہے آٹھ ہرین جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جاو کے شہرین	یہ اقلین زمینین ہیں مرجان تہرین جتنی مٹھائیاں ہیں مرجان زہرین
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ میل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
خو بان کے یہ چوچا نہ تھے پھلے ہیں بال یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال	بارا ہے تیرے واسطے صیاد نے یہ جال پھنسیو خدا کے واسطے اسیر نہ دیکھ بھال
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ میل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یا ر دیوے تو لے دہنی جو نہ دیوے تو دم مار	مانگے تو مانگ سہی کو تو نہ نقد کیا اور ہمار اُسکے سو اُسی سے نہ کھ اپنا کارویا ر
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ میل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
دنیا اسے نہ جان یہو ریا ہے قہر وار جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار	لاکھوں ہیں اس سے کوئی آکر نہ ہوا پار ملج یاں نہ ناؤ بہ تلی سنہ میرے پار
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل	یاں تو نہ بڑی نہ میل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان سب کچھ ترے تئیں ہے دھو کی ٹٹیاں	وٹیا نہ کہ اسے یہ طلسمات ہے میان شکلیں جو دیکھتا ہے یہ چادو کی ہرین بیان
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ ہیل پڑا اپنے سر پہ کیل	
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں باسیر ہو اسی سخن کے ہین قائل میں فیض	کیا فائدہ اگر تو ہو امام کا فقیر ایسا ہی تھا تو فقیر کو ناحق کیا اندیر
گر ہے فقیر تو تو نہ کہ یاں کسی سے میل یاں تو نہ بڑی نہ ہیل پڑا اپنے سر پہ کیل	
ایضاً	
وسے نہ کیا تھا درد و الم جدائی کا بڑا ہے مرگ سے ایک ایک مہدائی کا	جہاں عین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا و یا فلک نے عین بھی یہ سمجھائی کا
غضب ہے تر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہین اشک کے ہزار یہی کہ ہے وہ سینے سے سر دھیر کرہ	گھر ہی گھر میں اُسے تیرے پیکر کے دل سے آہ جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واہ
غضب ہے تر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
کہ تھے جو عیش و طرب سب سے بگڑے بھلا میں کس اب اس ظلم کی کروں فریاد	نہ کیونکہ مرے دل میں وا داں ریاد نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو کھل نہ دل شاد



	<p>غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
<p>کبھی تو یار سے آنے کی راہ نکلتا ہوں کبھی تو آہو شکیل میں جا بیٹھتا ہوں</p>	<p>گلی میں اسکی کبھی جا کے سرکیتا ہوں انکستی جان نہیں اور پراسکتا ہوں</p>	
	<p>غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
<p>پھرون ہوں دشت بیابان میں غمناک خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک</p>	<p>جلاتا آہ کے شعلے سے رخسار خاشاک یہ جیسے آن پڑے غم وہ کیا ہے پھر خاک</p>	
	<p>غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
<p>میری جو پیش قدمی تیرے ویرانے میں جو آشنا ہوں مگر بھگو دیکھ رہے ہیں</p>	<p>تو جان و دل ہر سے کیا کیا عذاب پہن سب اپنے حیف سے مل کے ہاتھ پہن</p>	
	<p>غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
<p>جو میکہ سے کی طرف کو کبھی کروں گزرا بیالہ چشم کا آنسو سے بھر کر اک سے خوار</p>	<p>تو دیکھ بھگو پریشان ہزاراں خستہ و خوار جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہہ کر</p>	
	<p>غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
<p>بھی چین کو جو گھبرا کے ہوں کل جاتا</p>	<p>تو دان بھی ہاے زرا دل نہیں ہے ٹھہراتا</p>	

عجب خرابی ہو کچھ ہاسے بن نہیں آتا	جہد کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہو کھاتا
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
مین ہنسکے کستا تھا دلمین جہت یہ پتہ غم وہ اُسکا در دیکھے ہاسے ایسے ہوا غم	ہو کوئی ہجر مین روتا تھا عاشق محروم بھی جو غصہ بھی اگر فراق کی یہ دھوم
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
کہ جس سبب سے تو پیر تارواں تیرا تو پیر کے آنکھ مین آنسو ہی وہ سہ کستا	ہو کوئی پوچھے ہے کیا شجیہ دگر پیر الیا ہیں اُسکو جس گھڑی تیا ہوں پناہ حال سنا
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
ہو دن پیسے ہو رات بھگا دکھاتی ہے کاچہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُٹھتی ہے	نہ بھوک لگتی ہے نہ نیند چنہ دکھاتی ہے نہ دل لگی نہ کوئی چیز بھگو بھاتی ہے
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
نہ یاد باغ کی سہ اور نہ شہین کی خبر نہ ہوش دل کا ہے نہ بھگوتن بدلتی	نہ سندھ ہے سیر کی بھگوتن آنکھن کی خبر نہ دھیان ہم کا اور کچھ نہ پیرن کی خبر
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	

جو مجھ پہ آن ٹپا دن سیاہ مت پوچھو	ہوا ہوں ہجر میں ایسا تباہ مت پوچھو
سوا کے مرگ نہیں اب بناہ مت پوچھو	جو ظلم مجھ پہ گزرتا ہے آہ مت پوچھو
جدائی ہاے محبت کی کیا تیری خوشی	کہ دل نہ بزم میں پہلے نہ خوش لگے پہ
نظیر ہجر کے اب غم میں روئیے تاکے	بہت بُرا ہی عیاشق کے حق میں کہ ہو
غضب ہے قمر ہے یار و ستم جدائی کا	خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا
جدائی ہاے محبت کی کیا تیری خوشی	کہ دل نہ بزم میں پہلے نہ خوش لگے پہ
نظیر ہجر کے اب غم میں روئیے تاکے	بہت بُرا ہی عیاشق کے حق میں کہ ہو
در بیان فراق	
جینے تلو لیکیا ہے یہ فلک اٹک لکھیں	جی ترستا ہی کہیں اور چشم پر ہم کہیں
پہ پہ جو گزرا چو وہ گزرا کسی پر ہم کہیں	نے تسلی ہے نہ دل کو چین ہو اگر ہم کہیں
چھوٹ جاوین غم کے ہا قنوں سے جو بچکے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور ہم کہیں
ہر گھڑی آنسو بہا تا دیدہ تو تبار سے	رات دن سر کو ٹپکنا ہر درو دیوار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے	ہے بُرا احوال اب تو ہر کے آزار سے
چھوٹ جاوین غم کے ہا قنوں سے جو بچکے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور ہم کہیں
تو کسی سے مہر و الفت نہ کسی پیار ہم	نے رفیق اپنا کوئی اور نہ کوئی غم ہم
دل اُدھر سینے میں تڑپے چھی اُدھر پیار ہم	کیا کہیں اب تو بہت مٹی ہمارے خار ہم

	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور تم کہیں	
گھرمین جی پہلے نہ باہر بچن مین دل لگے نے بہار وینم نہ صحر مین نہ مین دل لگے	انے خوش آوے سیرنے سرو مین دل لگے اتو تم سچ گلستان سے چمن مین دل لگے	
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور تم کہیں	
پر تہین اڑ کر تمھارے پاس جو آجائے چشم تراور وافع سینے کے کسے دکھلائیے	جی ہی جہین کب تلک خون جگر کو کھائیے دل سمجھتا ہی نہیں کیو مکر اسے سمجھائیے	
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور تم کہیں	
اسب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ ہر گھڑی مثلِ نظیر اس کے ہو حالتِ تباہ	ہر گھڑی مثلِ نظیر اس کے ہو حالتِ تباہ بن سکو اتو نظیر آتا نہیں ہرگز تباہ	ہر گھڑی مثلِ نظیر اس کے ہو حالتِ تباہ بن سکو اتو نظیر آتا نہیں ہرگز تباہ
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور تم کہیں	
	<b>در بیان سخاوتِ عشرت</b>	
نزد دار ہو تو ہرگز مت مار اپنے من کو بہتر جان چلین مین چل تو بھلی سن چلن کو	تن زیب تن کھون خد ترسانہ اپنے تن کو مہر شد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو	
	دل کی خوشی کے خاطر کچھ ڈال مال و حسن کو گر مرد ہے تو عاشق کو رسی نہ رکھ کفن کو	

جانبِ میکرونین سب در دو خم سے بکر محبوب و لیرون سے خوش ہو پٹ اپٹ کر	نجم کا گلابی سے کی پیاسے آرٹ پٹ کر پی و دودھ اور تبا شے میوہ ٹھکانی چکر
نیمین مین جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا پاپی خیل مری بن و اتاسخی کما جا	تاش اور باد سے مین کیا رگت مگا جا اکرم تو اپنا ڈنکا من ماتا بجا جا
دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو	دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو
صندوق بین جوڑ ہے اسکو بھی لگنو آؤ کوٹھے مکان جو لی سب کھو دکر کھلاؤ	سے کے بہا کے نالے طیلون کو کھ کھلاؤ کڑیون ملک جلاڈا نیڈون ملک اؤ
دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو	دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو
جو جو خیل کٹن زر چھوڑ کر مرے گا تیرا وہی ہے جو کچھ راہ خدا میں گیا	یا کھاسے گا جنوائی یا نالہ لے گا کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا
دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو	دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو
گر آ پڑ گیا چھپرہ جو حادثہ خلل کا آگے سے دھندلے ہو رہے تو اسے کھا	مالک پھراور کوئی ٹھہر گیا تیرے دل کا کر فکر اپنے دل میں کچھ آج کا نیکل کا
دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو	دلی خوشی کی خاطر حکیمڈال مال و صحن کو گرم دسے تو عاشق کوڑی تر کھ کفن کو

جسے یہ زردیانہ پیرہ ہی دھن بھی دگیا جیتا رہیگا جیتک کھانے کو ان بھی دگیا	مال و مکان جو ملی باغ و چین بھی دے گا مرجاو گیا تو وہ ہی تجھ کو کفن بھی دگیا
دلکی خوشی کی خاطر حکم ڈال مال دھن کو گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو	
جسے گڑے دیس ہیں کھالے اور کھالے اپنا کچھ اُسی کو حبیب کھالے اور کھالے	رکھو دھن اُسی کی دلمین کھالے اور کھالے اتو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھالے
دلکی خوشی کی خاطر حکم ڈال مال دھن کو گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو	
در تعریف طفلی	
کیا دان تھے یار وہ بھی تھے جیکہ بچہ بچا ہے چوٹی کوئی رکھا لے بد بھی کوئی بچا لے	نکلے غنی و فی لیکر مہرتی کبھی دو الے ہنسلی گلے میں اے منت کوئی بڑھا لے
موسے ہوں یا کہ دُبلے گورے ہوں یا کہ لے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بچہ بچا لے	
دلایں کسی ہرگز نہ شرم نے جیسا ہے پہنے پیرے تو کیا ہے نگے پیرے تو کیا ہے	آٹکا بھی کھل رہا ہے چچا بھی کھل رہا ہے پان بھی واہ واسہ اور وائ بھی واہ واسہ
کچھ کھالے اس طرح سے کچھ اُس طرح سے کھالے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بچہ بچا لے	
مرجاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا اُنکی بلا سے گھر میں ہو تیرا لگ کر نا	نے جانے کچھ بگڑنا نہ جانے کچھ سنو نا جس بات پر یہ چچا پیرو ہی گزرتا

	<p>مان اوڑھنی کو بابا بیگڑی کو بیچڑا لے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>گڑبیر مولیٰ گاجر سب منہ میں گھونٹتے ہیں گردن میں مٹا رہے ہیں گونہیں لوٹتے ہیں</p>		<p>جو کوئی چیز دیو سے مت ہاتھ اوڑھتے ہیں بابا کی مونچھ مانگی جوٹی کھسوتے ہیں</p>
	<p>کچھ ملگیا سو پی سے کچھ بنگیا تو کھالے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>ہیں باد شہ سے بہتر جب ملگیا کھلونا پر دانہ کچھ پلنگ کی نے چاہے کھلونا</p>		<p>جو انکو دوسو کھالین بھیکار ہو یا سلونا جس جا پہ نیند آئی پھر وان سے انکو ٹونا</p>
	<p>بھونپو کوئی بجائے پھر کی کوئی بچائے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>یہ عمر و سہ اسمان جو ہے سو بادشاہ اتو قیصر میری سبکو سی دعا ہے</p>		<p>یہ با لے پن کا یار و عالم عجیب بناسے اور سچ اگرچہ پوچھو تو بادشاہ بھی کیا ہے</p>
	<p>ستے پیچھے ہیں سبھونکے آس و مراد اسے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
	<h3>موسم رستان</h3>	
<p>اور ہنس میں سن پھٹتا ہوتا ہے بہار میں جاڑ کی پالا پھٹتا ہوتا ہے کہ بہار میں جاڑ کی</p>		<p>جب ماہ اگست کا ڈھلتا ہے بہار میں جاڑ کی دن چلدی چلدی چلتا ہوتا ہے کہ بہار میں جاڑ کی</p>
	<p>چٹاخم ٹھونکے چھٹتا ہوتا ہے کہ بہار میں جاڑ کی</p>	
<p>تھر تھر کا زور اکھاڑ ہو جیتی ہو سیلی بیتی</p>		<p>وال ٹھوکر مار کھینچا ہوا دریا ہوتی کشتی سی</p>

ہوشور چھوہو ہو ہو کا اور دھوم ہوئی کی کی	کلمہ پر کلمہ بگ بگ کر چلتی ہوئے مین چکی سی
ہر وانت چنے سے ڈلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہر ایک کا مین سر دی نے آیا نندو دیا ہو گیا	جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا کڑا دھڑکا
بیٹھی ہو سر دی رگ رگ مین در بن بھلتا ہو گیا	جھڑ بانہ دھواوٹ پڑتی ہو اور تیرسہ پیر چلے کر
ساتھ آیا دوا کا چلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ سے کی	
ہر جاڑ طر سے سر دی ہوا دھوم بھلا ہو گیا	اور مین نہیہ شبنم کا ہوتا مین جس کا عطر لگا
چھڑ کاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب لپٹک بھی ہو گیا	ہاتھ مین پیالہ شربت کا ہوا گے ہو فرش کھڑا
فرش بھی پنکھا بھلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
جب ایسی سر دی ہوا میرا تباہ دہڑکی بھاتین ہون	کچھ نرم گھونپنے محفل کے کچھ شیش کی لمبی باتین ہون
محبوب گلے سے لپٹا ہوا کوئی شکیلاتین ہون	کچھ پوسے ملتے جاتے ہون کچھ شیش کی لمبی باتین ہون
دل عیش طرب مین ملتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہو فرش بھیا غالیچو کا اور پردہ چھوٹے ہون اگر	اک گرم انگلی چلتی ہو اور شمع ہو روشن بھلا نہر
وہ دلبر شمع پری خچل ہے دھوم مچی کی گھر گھر	ریشم کی نرم زمالی پر سونا زوا داسے ہنسکھر
پہلو کے بیچ بھلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
ترکب نبی ہو مجلس کی ورکا فرنا چنے واسے ہون	منہ اس کے چاند کے ٹکڑے ہون تن لکڑی کا کھڑا
پیشا گیناز کی تگوتالی اور اوڑھے شال دوشلے ہون	کچھ ناچ لہر رنگ کی مٹھون ہون کچھ پیش مین ہون
پہا لہ پر پیالہ چلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہر ایک کان ہو خانو کا اور عیش کی بہ تیار سی ہو	عیش شیش ہیا ہو کر جہنم کی راکھی باری ہو
دل کچھ نظیر اس کی چھپ کو ہر آن دیا داری ہو	گھر کرے جو آنکھوں مین دھولت پیاری پیاری ہو



جہ سب ارمان بھٹکتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑ کی	
در بیان تماشا سے دنیا سے دون	
یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے	چو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نجانو کم اسے یار و بڑا تماشا ہے	جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
مرے یہ دیکھتا شے نہیں ہین ہوشن بجا	کسے بناؤ نہیں سیدھا کسی کمون اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا	عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
نہیں ہوز و خمبو نہیں وہ کشتی لڑتے ہین	جو زور و اے ہین وہ آپ سے پھڑپھڑ ہین
جھپٹ کے اندھے بڑے نیکے تئیں بکڑتے ہین	کھائے چھاتیاں کُڑے بھی سب کڑتے ہین
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
بنا کے نیار یا زری دکان بیٹھا ہے	جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے	زمین بھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
زبان ہے جسکی اشاریے وہ پکارے ہے	جو گوگھاسے وہ کھڑا فارسی بھارے ہے
کلاہ ہنس کی تو اکھڑا اُتارے ہے	اُچھل کے میڈ کی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جو ہین عجیب نسکے وہ بندے چیلے ہین	گینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہین
جو باز شکر سے پاڑ کھڑے دبیلے ہین	سگھر تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہین

	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں کی داڑھی سے اُنکی تو بات داہی ہے	جو داڑھی مندے ہیں اُنکی سدا گواہی ہے	سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں کی عقل نہیں وہ بڑے سیانے ہیں	جو عقل رکھتے ہیں وہ باؤ لے دیوانے ہیں	زمانے شوق سے مردوں کے ہنرے ہاتھ میں
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں کے کان نہیں دور کی وہ سنتے ہیں	جو کان والے ہیں ٹھیکے وہ کوڑھتے ہیں	دھوکے میں برستے ہیں اور ابر سے چھتے ہیں
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
خلیت و یو لپڈ آئراک سے لڑتے ہیں	جو آدمی ہیں وہ اُن کی پانوں پر تے ہیں	بلا میں لیتے ہیں اور بھوت جن جھگڑتے ہیں
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
کھلے ہیں اکھ کے پھول درگاہ جھڑتے ہیں	نبوے پلتے ہیں انکو آسم سڑتے ہیں	سختی کریم پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
عزیز جو تھے ہو سچیم میں سھوٹے حقیر	حقیر تھے سو ہو سب میں صاحبِ توقیر	عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	

در بیان غنیمت شمر دُنِ حُسن و جمال	
اسنے غنوار و سُن کوئی آن منسلے بولے	در دُنِد و نکال نکال رمان ہنس بولے
پھر کہان یہ دلیری یہ شان ہنس بولے	دُنِ غنیمت سہارے نادان ہنس بولے
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے	
آج تجھ کو جی نے دی ہو حُسنِ خوبی کی ہبار	چاہنے والو سچ کرے کچھ سلوک مہر و پیار
کو نہ ناچلی کا اور جو بن کا مت گن اعتبار	کاٹھ کی ہاتھ می نہیں پڑھتی ہی پیکار بار بار
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے	
ابو منہ گل ہے پیارے پھر و متورار لکھ ہے	آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سو کھسا کھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبھو کا آ خرش کو راکھ ہے	چار دن کی چاندنی ہے پھر نہ بھرا لکھ ہے
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے	
اس قدر مت کمر درجیاں پوچھن پر گمان	یہ نہیں رہتا سدا کا فر کسی کے پاس مان
جب گرے دانت اور پڑیں چہرہ کے اوچھریان	پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہان تھکھیلیاں
مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے	
ایسا کوئی حُسن والا آہ تو ہم کو بتا	جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیون خفا ہوتا ہے مجھے یاد رکھ لے لہریا	ہاتھ آتا ہے نہیں کا فر یہ جب جو بن گیا

	<p>مان لے کٹا مارا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>یا ہماری چاہتیرے ناز کو سہتی نہیں ناؤ کا خد کی پیارے یہ سدا بہتی نہیں</p>		<p>کیا ہمارا حال دل خوبی تری کتنی نہیں آہ کھیتی حسن کا فرکی ہری رہتی نہیں</p>
	<p>مان لے کٹا مارا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>اپنے غمخواروں سے کیا کیا کر گئے ہیں خوبان دیکھ چھپتا و گیا غافل حسن پرست کو کمان</p>		<p>کیسے کیسے خوب رویاں ہو گئے ہیں میری جان تو جو روٹھا روٹھا ہے رہتا ہے نامزدان</p>
	<p>مان لے کٹا مارا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>کل بھی کھل اکبار می ایجان کچھ بھی کھلتا نہیں دو دھ اور دل جب پھٹا پیار یہ پیر پھلتا نہیں</p>		<p>حسن کا عالم سنگر ہر گھڑی ملت نہیں مجھے تیرا دھنا ہر دم کا اب جھلتا نہیں</p>
	<p>مان لے کٹا مارا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>لیک کر نہ جھکا بھی خوبان یونہی کھپائیے پاؤں سے جی پچائیے دوہی چنے کی کھائیے</p>		<p>دل غریبوں کے جو پیارے تجھے اب دکھائیے بعد کو نہیں کو دیر سے جھکایاں ترسائیے</p>
	<p>مان لے کٹا مارا اے جان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>پیارے ہنس بول پیارے پی پی اے الفت کلام</p>		<p>اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام</p>

بھر کرمان یہ دلبری عیش کی باتیں ملے	کچھ نہ ہو گیا رہ گیا آخر شمس کا نام
مان لے کہ نامرا ایجان ہنس لے بول لے	حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے
تل کے لٹو	
جاڑ مین بھر خدا نے کھلوانے تل کے لٹو	ہر ایک خواہے مین دکھلا تل کے لٹو
کوچے گلی مین ہر جا بکوا کے تل کے لٹو	ہاگو بھی ہنگی دل سے خوش آئے تل کے لٹو
جیتے رہے تو یار و بھر کھائے تل کے لٹو	
سردی مین دولتوں نے ہر گرم چیر کھائیں	لوگوں ڈار چینی شکر مین لے ملائیں
ہم نے بھی گڑ مٹکا کر نبھوائے تل کے لٹو	اور نہ ڈال مصری گڑ مینڈیاں نہ لائیں
رکھ خواہے کو سر سپیکار یوں بکارا	بادام بھونا چا پو اور کر گرا چھو ہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہونین اجارا	جسکا کلیجہ یار و سردی ہووے مارا
نودام کے وہ مجھ سے لے جائے تل کے لٹو	
جاڑا تو اپنے دل مین تھا پہلوان جھجھاڑا	پرا ایک تل نے اُسکو رگت ہچا کھاڑا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آلتاڑا	ختم ٹوک و وہین جمنے جاڑے کو دھجھاڑا
تن پیر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لٹو	
کل یار سے جوانپنے ٹٹنے کے تئیں گئے ہم	کچھ پیرے اُسکی خاطر کھانیکو لیکے ہم
محبوب ہنسکے بول لایرت مین ہو رہے ہم	پیروں کو دیکھ و مین ایسے خوشی ہوئے ہم
تب خوش ہو اوہ اُسے جب پائے تل کے لٹو	

جاڑمین جسکو ہروم پیشاب ہے ستاتا	اٹھین تو جاڑا لپٹے سے موت بکلا جاتا
انکی در ابھی کوئی پوچھو حکیم سے جا	بتلائے کتنے نئے پیر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لٹو	
جاڑے میں اب جو یارو تیل گئے ہیں بھوکا	محبوب کے بھی تل سے انکے منہ ہیں دوئے
دل لے لیا ہار اتل شکرہ یو کے روئے	یہ بھی نظیر لٹو ایسے بنا لے توئے
سُن سُنکے جسکی لذت گھبرائے تل سے لٹو	
در بیان مکی و بدی دنیا	
ہے دنیا جکا نام میان ہوا و حل پتی ہے	جو منگوں کو نہیں مکی ہے اور ستون کو یہ سستی
یان ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آنکشتی ہی	گرمست کرے تو متی ہوا اور پست کرے تو پستی
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرتی ہے	اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سو داوست پرتی ہے
جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی رمان ملے	جو پان کھلا دے پان بچو روٹی ہے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان اُچھان کرے چھان ملے	جو حبیبیا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکا و آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرتی ہے	اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سو داوست پرتی ہے
جو اور کسی کی جان بخشے تو اُسکی بھی جان رکھے	جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی آن رکھے
جو یان کا رہنے والا ہی بیول میں اپنے جان رکھے	یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اِس نقشے کو بچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرتی ہے	اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سو داوست پرتی ہے

جو پارتا رے اور وکو اسکی بھی پارتی ہی	جو غرق کرے پھر اسکو بھی ڈکون ڈکون کرنی
شیشیر تیر بندوق ستان اور شیشیر تیر زنی ہے	یاں صیسی سی کرنی ہو کڑی اوی بھرنی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے	اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو اوپو دیا بول کرے تو اسکا بول بھی بالا ہو	اور وے ٹپکے تو اسکو بھی کوئی اوٹیکنے والا ہو
یہ ظلم و انصاف ظالم نے مظلوم کو بچ کر والا ہے	اُس ظالم کے بھی نو ہو کا پھر بتیاندنی لا ہو
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے	اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
جو ادریکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہو	اور کوئی غریبا در بچا رہ حق نلتی بیٹ جاتا ہو
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہو اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہو	جو جیسا جیسا کرتا ہو پھر دیا ویسا پاتا ہو
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے	اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
ہو کھٹکا اسکے ہاتھ لگا جو ادر کسی کو دے کھٹکا	اور غریب کھٹکا کھاتا ہو اور کسی کو دے کھٹکا
چیر کچھ مین جیرا چو او پٹکھن چو ہے پٹکا	کیا کیئے اور نظیر آئے ہے زور تما شا جھٹکا
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے	اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے
رہ کچھ کا کچھ	
کل راہ مین جاتے جو ملار کچھ کا بچا	لے آئے وہین ہم بھی اٹھا کچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا کچھ کا بچا	جو وقت بڑا کچھ ہوا ر کچھ کا بچا

	جب ہم بھی چلے ساتھ چلا رہیچہ کا بچا	
تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا سن کا جو سونٹا کانر سے یہ چڑھا جھوٹا اور ہاتھ میں پیالا	نوجوان کی گڑی سپہ کھڑکی تھی سسر پاپا بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا	
	آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا رہیچہ کا بچا	
تھا رہیچہ کے بچے پر وہ گنا جو سراسر کانٹوں میں دراڑ گھنٹہ پڑ پانوں کے اندر	ہاتھوں میں کڑے سونیکے پتے تھے جھمک وہ ڈور بھی شیم کی بنائی تھی جو پڑ پڑ	
	جس ڈور سے یارو تھا بندھا رہیچہ کا بچا	
تھے وہ جھلکتے تھے بڑے چہرے کرمچول اور انکے سوا کتنے بٹھائے تھے جو گنچول	مقیش کی لڑیوں کی بڑی ٹھہراور چول یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پاؤں کی بھول	
	گویا وہ یرسی تھا کہ نہ تھا رہیچہ کا بچا	
اک طرف کو تھیں کیڑوں اور کونکی کپارین کچھ ہاتھیوں کی فیتق اور اونٹوں کی کارین	اک طرف کو تھیں پیر و جانوں کی قطارین غل شور مزے بھیر ٹھٹھہ ابنوہ بہارین	
	جب پہننے کیا لال کے کھڑا رہیچہ کا بچا	
کہتا تھا کوئی تھے میان آؤ تلندر ہم اُسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے تلندر	وہ کیا ہوئے اگلے جو تھا رے تھے دھنڈر بان چھوڑ دیا بابا آنکھیں جھلک کے اندر	
	میسرین سے خدائے یہ دیا رہیچہ کا بچا	
مہرست میں اب اس بچے کو پہننے چڑھایا یہ لکھو بڑھ چلی کے تئیں گت پہنچایا	اُسے کے سواناچ بھی اسکو چڑھایا اس ڈھپے اُسے چوک کے جھکٹ میں بچایا	
	جو سبکی نگا ہو تئیں گھپا رہیچہ کا بچا	



پھر ناچکے وہ راگ بھی گایا تو وہاں آہ	پھر کھڑا تھا تو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کہے پیر و جان آہ	سب ہنس کے یہ کہتے تھے سیانہ میانہ
کیا تم نے دیا خوب نیا ریچھ کا بچپا	
اس ریچھ کے بچے مین تھا اس نلچ کا ایجاد	کرنا تھا کوئی قدرت خالق کے تئیں باد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خداتم کو رکھے شاد	اور کوئی یہ کہتا تھا رے واہ رے استاد
تو بھی جیسے اور تیرا سدا ریچھ کا بچپا	
جب پہنچے آٹھا ہاتھ کڑوں کو جو ہلایا	تم ٹھونک پہلوان کی طرح سامنے آیا
لیٹا وہ تو کشتی کا ہر آن دکھایا	وان بھٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو چھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچپا	
جب کشتی کی ٹھری تو دہن سر کو چھڑا	لاکارتے ہی اُسے بہن آن لٹا
کہہ بنے پھیلا اُسے کہ اُس نے پھیلا	اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا اکھڑا
اگو ہم بھی نہ ہمارے نہ ہٹا ریچھ کا بچپا	
یہ داؤن ہو چھینچھین جوشی مین ہوئی دیر	یوں پڑتے روپے پیسے کہ آندھی مین گویا
سب نقد ہو آکے سوالا کھ روپے ڈھیر	جو کہتا تھا ہر اک اسی طرح سے منہ پھیر
یار و تولڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچپا	
کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا	اسکے تھین استاد ہو واہ اہا ہا
یہ سحر کیا تھے تو ناگاہ اہا ہا	کیا کیسے غرض تو خوش اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچپا	
جس دن سے نظیر اپنے تو استاد ہی ہین	جاتے ہین جدھر کو ادھر ارشاد ہی ہین

سب کہتے ہیں وہ صاحب ایجاد ہی ہیں	کیا دیکھتے ہو تم کھڑے استاد ہی ہیں
کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچہ	
مسدس برابیات فارسی	
گاہے بخند لب شکر آمیز میکنی	گاہے پر عشوہ غمزہ خونریز میکنی
ہر ناز و دلفریب و دل آویز میکنی	القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی
دیدار مینامی و پرہیز مے کئے	
بازار خویش و آتش مائیز میکنے	
پہلے لگا کئے دکھو مے تو نے اپنی چاہ	جب مرچے ہم آہ توئی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوق کج کلام	ابھی یہ رسم تو نے نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمانی و پرہیز مے کئی	
بازار خویش و آتش مائیز مے کئی	
اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہر سوز	پھر چھپ گیا تو دل میں لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفٹ تیر روز	سوچا جو نہ خوب تو اے شمع دل فروز
دیدار مے نمانی و پرہیز مے کئے	
بازار خویش و آتش مائیز میکنی	
رو دین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر ازار	دلدار بن کے تو نے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بقرار ہیں اور تو خوشی جو بار	کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شمار
دیدار مے نمانی و پرہیز میکنی	
بازار خویش و آتش مائیز میکنی	

غرتے سے سپا جھانک کے چہرہ دکھا دیا	جب ہم نے کئی نگاہ تو لیا پردے میں چھپا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہمس کو مستلا	صد آفرین ہے اسے سر سے عیا رسہ لقا
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیسندز میکنی	
زلفوں کا اپنی ہلو دکھا تو نے شیخ و تاب	ڈالا جامہ و ملین تشق کا اضطراب
جب پھسکے ہم آہ تو جھٹکا دیا شباب	اب فطر تو نکاتیری غرض ہے ہی جواب
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیسندز میکنی	
مکرو فریب تو جو کرے سے بنا بنا	وہ سب فطیر جانے ہے اسے شوق دار
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بسلہ تھا	سعدی جی یہ شکرستان میں لکھ گیا
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیسندز میکنی	
خمسہ بر غزل سراج	
کھلی جبکہ چشم دل غریب وہ نہ رہا نہ رہی	ہوئی حیرت ایسی کچھ آن کر کہ نہ رہی بلکہ نہ رہی
پیش گوئی جان میں عجب نہ کہ جگر نہ بھاری رہی	نہر تخیل عشق سن نہ جنون نہ نہ پیری رہی
نہ تو رہا نہ تو میں نہ باجو رہی سو تیر رہی	
ہوئیں کیا ہی دل کو فراتین کوئی حیرت با رہی	نہ ہوا طلس نگہ نہ تلاش باد نہ زری
کوئی پہنوا کہ نہ پہنوا غزل اسکو جائز رہی	نہ جوئے نہ عطا کیا مجھے اب ایسا نہ رہی
نہ خود کی غیبت نہ رہی نہ تو کی تہ نہ رہی	

کدورت کتب عقل نیست علم شمع بعضی متفاطمین	که هر کس حجت و برکت حق سوس علم کایمال بقا
ایا جبکہ در رفته عشق میں تو پیر آگے یار کو پھر کیا	وہ عجب گھڑی تھی کہ سیکڑی لیا در نس تہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہ ہنر کی ہنر	
ترنہ پر پاتو جو وہ جھانک جہان کو طالع بیان ہوا	اگر آفتاب جمال تھا فہم دیکھو وہ بھی نمایاں ہوا
کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ فکر نہ نشان ہوا	تیرے ہوش حیرت حسن کا اثر اس قدر تو بیان ہوا
کہ نہ آئے تین جلا ہی شہری کی جاوہ گری رہا	
عجب اتفاق ہوئے دو دوسرے دل ہو عیش نکلیا	پڑی گئی غم کی قاتلین آگہ رنگ شمع جھلکیا
اوسدہ شعلہ زبان ہوئی وہاں کاشک و شعلہ نکلیا	جلی ہوئے تیرے آگہ کہ چہن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سوہری رہا	
گرچہ عشق انہما نہیں کرتے وہ فہم شمع نہ دیکھو	نہ کسی ڈرتے چھپے کہیں نہ کسی خوف سے دہو رہو
اسے کچھ ہی کی بغیر میں ہوا اتنے شعلہ شعلہ	تیرے در عشق میں شمع بیان دل نہ ہو آسرا کج کو
نہ خضر ہا نہ خدر رہا جو رہی تو بخیر رہی	
در انتباہ غافلان	
جہان سے جتنا کہشائے کبر و شہادتی غم ہوئے	ہزاروں عاشق جان باز اور لاکھوں صنم ہوئے
کنار و بوسل و عیش و طرب بھی وہ دم ہوئے	مگر جتنے یہ اپنی صفت کے ہیں یہ بدم ہوئے
نہ یہ چہل پلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرپے بہم ہوئے	
میان اکدن وہ آو گیا دتم ہوئے نہ ہم ہوئے	
تو ہمارا اسب سے بہت تیرا نہ کیا نام تیرا	اگرچہ پیش تو بہتر و گر نہ کم غنیمت ہے
ہمارا اوکھینا اور غلٹائی ہمارے شہوت ہے	مہر و سہا کہچہ نہیں دم کا غریزہ و غم ہے

نہ یہ چہلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
چمن میں چل کے بیٹھو اور راجی جان نکلاؤ گلے لپٹو ہمارے اور بہن بھائی کے بوسہ دو	پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی در تھک بھی پلو او اجل کا فکھڑی ہے سر پہ آ دلدار سے ہو
نہ یہ چہلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
ہمارے چہلچلے اور تھکے ہاض کلکون گھڑی بھر کیلئے ہم پاس کرو عیش قبولون	غرض تم وقت کے سیلی ہو پیاری اور غم خون کسی کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کتنا ہون
نہ یہ چہلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
اچھل لو کوہلو ہو جب تک یزدور نلیو نہیں ہمین لوساقتہ اور سیرین کرو پھو لکی کلینون	نقیمت سے وہی دم ب جو گزری گئی کلینون پھر گی پھر تو آخر تن کی اڑتی خاک کلینون
نہ یہ چہلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
جو آگے عاشق و معشوق تھے تلکے گل میں نہ قاتل میں نہ راجی اور نہ اُس قاتل کے سیل میں	اجل کی تیغ سے دونوں کے تلکے اور گئے پل میں لو بس آ دلبر تم بھی سی بجان اول میں
نہ یہ چہلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
اگر تھے ہائے دلکو دکھ و غم سے ترسایا غلا فہمی تھکاری یا کہ جسے تم کو سکھلایا	

گیا جب وقت کا فراموش سے پھر لکڑیا گیا	غرض جتنے تو اب بھی دھوئیں آگے جتنی بھجایا
نہ یہ چلیں نہ یہ دھوئیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
ہمارے اور تمہارے حق میں تو ہر ہی ہر کچھ بھی گئے سے اور کچھ کے پکین ساغر	کہو دیکھیں چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاگر یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر اچھڑے دلبر
نہ یہ چلیں نہ یہ دھوئیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مہر برستا ہو ادواؤ ناز و غمزے چو چلے کرنے ہوں ہو کر لو	پہن پوشاک نکلیں در ہاے ہر مہرین ہٹھو فلک کہ چلین دیتا ہر مہر جان پھر تو آخر کو
نہ یہ چلیں نہ یہ دھوئیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
ابھی ان افسانہ جتنی ہر اپر روانہ گئی گھاتین کے کھینچنے میں سب چھوٹیں جتوں اشاراتین	غیبت میں پناہ پیار کے اور چاہ کی لاتین کہاں کہیں دن نہ کیے اور کہاں یہ عیش کی راتین
نہ یہ چلیں نہ یہ دھوئیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
جہین ہے ہر قرار ملی دھوئیں ہر دم طحڑاری نویاب کیا کہے آگے غرض آخر بنا چاری	غیبت ہے ہمارے ہر دھوئیں گرم بازاری کہاں کہیں کہاں بھر تپم کہاں الفت کہاں یاری
نہ یہ چلیں نہ یہ دھوئیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	

کورسے برتن کی تعریف میں		
کورسے برتن میں کیاری گاشن کی	جس سے کھلتی ہے ہر کھلی تن کی	
یونہی پانی کی اُن میں جب کھنکی	کیا وہ پیار ہی خدا سے سن کی	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورسے برتن کی		
پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات	قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات	
کورسے برتن میں جبکہ آیا بات	پھر تو آب حیات بھی ہے مات	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورسے برتن کی		
وہ جو پانی کی کورسی گولی ہے	وہی آنے کی مول گولی ہے	
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے	کیا کون گولی گولی گولی ہے	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورسے برتن کی		
یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں	ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں	
سو نہ ہی سو نہ ہی ٹھنڈی باندھیں	دل نے پھولوں کی جھولیاں باندھیں	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورسے برتن کی		
کور اپنا ہی کا جو ہے شکا	اس کا جو بن کچھ اوہ ہی شکا	
نے کیا جان پاؤں کا شکا	دل گھڑے کی طرح سے دے شکا	

	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
دل لگا ہونے کچھ کھڑکھوٹا جس نے دیکھا اسی کا دل لوٹا		کورہی ٹھلیوں یہ دیکھ کر لوٹا گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
کورے کوزون کو دیکھ عالمین جیسے ڈوبے ہوں پھول شبنم میں		کورے کوزون کو دیکھ عالمین یوں وہ رستے ہیں آپ کے نمین
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
وہ جو کور اسفید مجھ پر ہے جس کی جاگیر ملک مجھ پر ہے		بیل بوٹے سے اس جھک پر ہے تاش کخواب یا مشجر ہے
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
موتی کی آب پانی پانی ہے دوستو یہ بھی بات مانی ہے		جس صراحی میں سرو پانی ہے زندگی کی یہی نشانی ہے
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
یا کیسے عزیز مرتے ہیں		جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں



جب کہ لاپھول پان دھرتے ہین	وہ بھی کوری ہی ٹھلیان بھرتے ہین
تازگی جی کی اور ترسی تن کی	واہ کیا بات کور سے برتن کی
خاک سے جبکہ اُنگو گھٹتے ہین	بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہین
کورون پر پھول ہار چھتے ہین	خور و غلمان دور و دُڑھتے ہین
تازگی جی کی اور ترسی تن کی	واہ کیا بات کور سے برتن کی
کورون پر جو نظیر جو بن ہے	جو رہے مین کمان وہ کھین کھن ہے
جس گھڑ و نیچے کور اباسن ہے	وہ گھڑ و نیچے نہیں ہے گلشن ہے
تازگی جی کی اور ترسی تن کی	واہ کیا بات کور سے برتن کی
پودے اور گڑھ نیکہ کی لڑائی	
اک پودے کا حال عجب سننے میں آیا	تھا گھوٹلا اک پیر اور پُرس سے تپا
اور پودنی اور نیچون کو تھا اُس میں چھایا	قدین تو وہ تھا پودنا جھوٹا سا کہا
پردل مین وہ گڑھ نیکہ سے ٹھہرا تھا سوا	
کوئے کو سمجھتا تھا وہ اک گھٹی کا بچا	اور چیل کو گنت تھا وہ نا چیز تنکا
بچلے کو بچا کوئے کا اور بری کو بھونکا	لگھڑی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا اری چل جا
بنے تیرے گھڑ کو سہ چٹکی مین اڑایا	
اک روز وہ مار سہ لگا کینے پھلکے	جس پیر پہ ہم بیٹھے ہین باتا ہمارے

سارے یسٹن پودے سے یوں کہا ہنسکر	کیا بات تم ایسے ہی بھاری و تنادری
ہر پٹر کو ہے بوجھ بھاری نے ہلایا	
رہتا تھا وہ جس پٹیر سے وہ پٹیر تھا برتا	آگے کہیں اس وقت میں اکا رنی اڑتا
خوش آیا آنکھیں دن جو نہر گھاس کا چرنا	ٹھہرایا آنکھوں نے اُسی جگل میں اُترنا
رہنے لگے وہ بھی آنکھیں صحران جو وہ بھایا	
دان پودنی اور رنی میں بنایا پوٹھرا	دن کو وہ گئے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا
اور زات کو رہنے لگی وہ رنی کئے جا	خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیر جگر
دونوں نے غرض خوب محبت کو بڑھایا	
اک روز وہ رنی کہیں چرتی ہوئی تھی	اور آتے ہی اُس پٹیر سے پٹیر اپنی کھانی
وہ پٹیر پودنی سے دھوم مچائی	ہو جاو گی اس بات سے مرد و خن لڑائی
اس تیرے کھانے نے بہت ہلکوا ستایا	
ارنی یہ ہنسی سننے اور ارنے سے کھاجا	ارنا بھی ہنسا اور کہا چاہی پھر تو کھجا آ
اور آئی کھانے کو تو یوں پودنا بولا	بد ذات یہ تیری نہیں تقصیر میں سمجھا
شاید تیرے ارنے نے تجھے جتے یہ سکھایا	
کل اسکی ستر پاد گیا ارنا تر ابد خو	جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دلجو
آیا جہان سوتا تھا وہ ارنا پڑ خوش ہو	دھر ٹپک گیا کان میں بانہہ اپنے پردن کو
پھر بھر گیا اور برسے میں خون کو کھڑا یا	
ارنا لگا لگے اسنے کو سر شور عجب کر	ارنی گری اُس پودنی کے پانوں پر چکر
جب پودنی نے اسے ترس حال بچا کر	جلدی سے کھالا اسے آواز سا کر

ارنے کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا	
ارنی بھی گئی بھاگ کے ساتھ ارنے کے گھر ارنا تو نظیر اپنے آدم خوت سے بھاگا	بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا اُس بھاگنے میں دونوں نے پیچھے کو نہ پھرا
ایان گھوڑے میں پوتا بچھو لانا نہ سمایا	
کوے اور ہرن کے بچے کے بیان میں	
بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن دیکھا جو ایک کوے نے وہ خوشنما ہرن	اک شستہ میں مٹا ہے کہ اک خوب بھارن پھر تاتھا جو کڑی کا دکھا تا مزا ہرن
لوگو نہایت اُسکے وہ اچھا لگا ہرن	
وہ میں ہرن بھی کوے کی الفت میں آگیا کوے اجدھر جہدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا	اور باتیں کر کے کوے نے اُسکو لگایا کوے ہرن میں ٹھہری جو گہری محبت آ
پھر تاتھا اُسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن	
بولا ہزار جان سے میں تمہارے ہون نشان اور دل میں یہ کہ کیجیے بطور سے شکار	اک گیدڑ اُس ہرن کے کئے آکے نابکار چھٹکے بھی اپنا جان غلام اور دوستدار
اُسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن	
گواہ ہرن سے کہنے لگا کہ شہر و شہر اک دن دفا سے تھکویہ پکڑ گیا فتنہ گر	گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جہد گیا آدم سینٹ مکران سے کراں سے تو حذر
شکار یہ بات کوے کی چپ ہو رہا ہرن	
کوے کو رو تا دیکھ یہ بولا وہ چر دغا تم کھاؤ اُسکو چل کے تو ہو شاد دل مرا	دن دوسرے ہرن سے گیدڑ پھر آگیا سین تاج دیکھا آبا ہون کیا کیفیت اک ہرا

	سننے ہی اُسکے ساتھ اچھلتا چلا ہرن	
وان پہلے دیکھ آیا تھا اک دو ہرن کچا جال جاتے ہی وان ہرن نے دیا منہ کو اُسین وال		جب کھیت پر سے گئے گیا اُسکو بنگال سے ہو چا جب ہرن کے تکیں تیا پر شغال
	منہ ڈالتے ہی جالمین و وان پھنس گیا ہرن	
گیدڑ کو دیکھ گالی ہرن سے کہا کہ ہان کو سے کی بات سننے ہی ہمت کو بازہ وان		وان پھر پھڑکے تو ابھی ہرن آیا ناگمان چلنے پست اسہین تو رنہ تو ہو دیکھا نا تو ان
	جیسے کہ گر پڑا تھا وہین پھر اُٹھا ہرن	
تو اچا ر مار تو سینک اب جو جانے ہٹ جاوے جو اسکے گتے ہی گیدڑ کا بیٹ بھٹ		گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ یا اک ٹھہری تو ایسی لگا پاٹون کی جھپٹ
	بہتے ہی پھر تو سینک ہلائے لگا ہرن	
صیا دوان ہوا تھا کسی کام کو روان کو اچا ر لیت جا دم بند کر کے ہان		گیدڑ نے خوب کونے کو دینے کا بیان اسہین شکاری آکے ہوا دوسرے عیان
	دم بند کر کے اپنا وہین گر پڑا ہرن	
صیا داس ہرن کو پڑا دیکھ اُس گھڑی کو اچا ر ابھاگ ارے وقت سے ہی		گیدڑ نے اُسکو دیکھ کے اک جا بھاری افسوس کر کے دام کی رسی وہ کھول دی
	سننے ہی وان سے جو گھڑی بھر کر اُڑا ہرن	
جلد سی دھڑکے پھرک وہ سینہ چاک بھاگا ہرن وہین لگا گیدڑ کے آگے تاک		صیا دے جو دیکھا ہرن اُٹھ چلا بھاگ سوٹے کو پھینک راجو پھرتی سوٹے تاک
	سراسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن	

گیدڑ نے اُس بہن کا بوجھ تھانہ لایا ہوا تھا	ہائی اُسی نے اپنی بدی کی وہیں سنا
تھانہ لایا تو شیر میں سے نظر میں کیا	پہنچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
کو بے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا بہن	
ایضا	
کی وصل میں دلیر نے عنایات تو پھر کیا	یا ظلم سے وہی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ نہ پایا یا رست کی بات تو پھر کیا	اگر عدیش سے حشر تین کٹی رات تو پھر کیا
اور غم میں بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا	
مجنوں کی طرح ولی کو لکھنے لگا یا	بچپن کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلیر نے بھی یسلی کی طرح گو کہ بھایا	جب آنی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
قصوں میں رہے حرف و حکایات تو پھر کیا	
جس شوخ پر ناز کی دل سے ہوئی چاہ	ہر روزے اس کے رہے عیش کے ہمارے
ہنسنا بھی ہوا باتیں بھی اچھٹی نہیں چاہ	بہر روزہ سن دکنار اور چھٹا اُس کے سوا آہ
گروہ بھی میر ہوا اہمات تو پھر کیا	
تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب تزلزل	آخر کو جو دیکھا تو بے خاک مین کیسان
جن آگھوں کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان	دو دن اگر ان آگھوں نے دنیا میں مچان
کی ناز ادا کن کی اشیا رات تو پھر کیا	
دنیا میں اگر نہ کو ملا سخت سلیمان	تا بے رہے سب جن و پری دم و غل
جب تیر ہوا ہو گئی وہ پدنی سی جان	پہلے لگئی اک آن میں سب سے تیر شان
لے شرق سے تا غیب لگا بات تو پھر کیا	

دولت میں اگر ہم ہو واراوسکندر	اور سات ولایت پر کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر	اسب و شتر و نیل و خر و نوبت و شکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا	
سے پی کے اگر ہو گئے ہم ست شرابی	ہو تون سے جدا کی نہ بھی نے کی کلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی	جب آئی اجل پھر وہیں لاکھ بھاگتے ملی
زند و مین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا	
عالم ہوے ہم لاکھ اگر تشریف ازلی سے	گو گو کو بچا شیکے بھو تو گئے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ جلا زور اجل سے	دیوان کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
بخیر کیا عالم جتات تو پھر کیا	
پڑھ علم ریاضی جو بچم ہوے دھومی	پیشانی منہ وز ہرہ و برہیں کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی	اس عمر دور و زہ میں اگر ہو کے بھومی
سب چھان لیئے ارض و سموات تو پھر کیا	
گر بچنے اطبا ہو طبابت کی قسم کی	چیز اور سوا طب کے سہرا خاتم کی کم کی
جب تنگ اوپر مر گئے آڈال دی کلی	اک دم میں ہوا ہو گئے سب نظری و علی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا	
گر اک پہ ہوا مضرب و جاگیر کا مفتی	اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا گھٹا
کیا فرق ہوا دونوں میں جب زمانہ چھرا	انے کوئی دن بھیہ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا دور و پھر آخرات تو پھر کیا	
دیامین لگا نفاس دور دیش سے تاشاہ	سب زر کے طلب کار ہیں ماہی تاشاہ

دولت ہی کا ملتا ہے بڑی چیزِ نظیرِ آہ	مڑتا ہے کوئی مال یہ پڑھو ٹھٹھ ہے کوئی چاہ
بالفرض ہوئی اس سے ملاقات تو میر کیا	
آدمی نامہ	
دنیا میں پاؤں ہے سو ہے وہ بھی آدمی	اور غفلت گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار ہے نواسے سو ہے وہ بھی آدمی	نصرت جو کھارہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
لکڑے چارہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
ابداً قطبِ غوث ولی آدمی ہوئے	منکر بھی آدمی ہو اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے	اتنی کہ اپنے زورِ ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
فرعون نے کیا تھا جو دعویِٰ خدا کی کا	شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
غزوہ بھی خدا ہی کہانا تھا بر ملا	یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہ نہیں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی ناس ہے اور آدمی ہی نور	یاں آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
حکال آدمی کا حسن و قبح میں ہے بیان ظہور	شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکڑی
اور ہادی رہتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے بیانِ میان	بیتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور فائزین	اور آدمی ہی انکی چورتے ہیں چو تیان
جو اکلوتاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی یہ جان کو وارے ہو آدمی	اور آدمی یہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہو آدمی	چلا کے آدمی کو پکارے ہو آدمی
اور نکلے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو کے مال	اور آدمی ہی مارے ہو پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہو اور آدمی بن جال	ستیا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ	قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بھاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ	دوڑے ہیں آدمی ہی تو شعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار	اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی حار
حقہ صراحی چوتیان دوڑے بغل میں مار	کاندھے پر رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کنار
اور اس میں جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
پیچھے ہیں آدمی ہی دکانین لگا لگا	اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ ٹونچا
کہتا ہو کوئی کو کوئی کتا ہے لارے لا	کس کس طرح کی جبین ہیں چیزیں بنانا
اور مولے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی قمر سے لٹتے ہیں بگور گھور	اور آدمی ہی دیکھ اُتھین بھاگتے ہیں دور
چاکرِ ظلام آدمی اور آدمی مزور	یاں تک کہ آدمی ہی اُٹھاتے ہیں حاضر
اور جنے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
جیلے جھیرے دائرے سارنگیان بجا	گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح ہاجا
رہی بھی آدمی ہی بچاتے ہیں گت لگا	اور آدمی ہی ناسپے ہیں اور دیکھ پھڑکا



جوانمید دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یان آدمی ہی لعل و جواہر ہیں بے ہوا	اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُٹا ہے جون تو	گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا
بد شکل بد نما ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
اک آدمی ہیں جنکے کچھ زرق برق ہیں	روپے کے اُنکے پاٹوں ہیں ہونیکے فرق ہیں
جھکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں	کھواب تاش شال و شالوین غرق ہیں
اور حقیر و نلکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
اک ایسے ہیں کہ جنکے بچھے ہر شے پانگ	پھلوں کی سچ اُنچے چکتی ہے تازہ رنگ
تو ہیں بچھاتی سے مشوق شوخ و تنگ	سو سوطح سے عیش کرتے ہیں نگ و تنگ
اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
مرتے ہیں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار	نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کاندھے پر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار	سب آدمی ہی کرتے ہیں مرد کیے کار و بار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
اشراف اور کینے سے لے شاہ تلوزیر	یہ آدمی ہی کرتے ہیں سب کار و پذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی یہ	اچھا بھی آدمی ہی کہا تا ہوا و نظیر
اور سب میں جو بر ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
ایضاً	
وکیہ تک غافل چین کو کلف شانی پھر کہاں	یہ بہا و عیش یہ شور جوانی پھر کہاں
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہاں	عیش کر تو بائینِ آدل شادمانی پھر کہاں

	شاردانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہاں	
کچھ مڑے کچھ پھوٹ خطا ان گنہ گار کی ذات سے	یہ جو بانگے کلیدن ملتے ہیں موسو گھات سے	ایک دم ہرگز جہالت بہ تو انکے سات سے
	آب جنت تو بہت ہو گا یہ پانی پھر کہاں	
انکی تلخی میں نہراؤں میں بھری شیریںیاں	یہ جو کڑوے ہو کے ہلکے اب جھڑکتے ہیں	اٹھ سکے جب تک اٹھا ایدل تو انکی شہنیاں
	پریشانی گالیان خوبان کی کھانا پھر کہاں	
کرے انکی خدمت میں ہر دم دل جان بھیاں	رہ و بہن اسے دل سے بچو پشیمان	جو تجھے دیوین سوئے اور غنیمت سکھان
	ان پر زیادوں کے چھلوانکی نشانی پھر کہاں	
اور بیان کر آگے انکے ہوں تجھ پر شکلات	ہو سکے جطور سب دوستوں کی وادتا	جس گھڑی آئی تھنا کوئی نہ پھر پوچھکا بات
	مہربان جب اٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہاں	
عیش و عشرت میں اڑانے زندگی کی بھیاں	اب جو آغاز جوانی کی بہار میں ہیں میان	نشر پیکر کوئی دم کرے تو سیر بوستان
	دم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کہاں	
کھا نگاہ سہرہ سا کی ناو کو کج دل ہر تیر	ہو کے ہر دم خیر و یوں کی محبت میں آبر	وصفت ایسا نکاح جو کہ ناسہ تو کرے لہذا
	یہ غزل پر پختہ یہ شعر خوانی پھر کہاں	

روٹیوں کی تعریف میں	
چوب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں	چوکر نہیں بدن میں سہاتی ہیں روٹیاں
آنکھیں پریرغون سے لڑاتی ہیں روٹیاں	سینے اور پیٹ میں ہاتھ چلاتی ہیں روٹیاں
جتنے مہرے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی سے جس کا ناک تاک پیٹ ہوا	کرنا پھرے ہے کیا وہ اچھل کو دھا بھا
دیوار بھانڈ کر کوئی کوٹھا اچھل گیا	ٹھٹھا انسی شراب منہ ساقی اس سدا
اسو سوطح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں	
جس جا پہ ہانڈی چولھا تو اور تنور ہے	خالق کی قدر تو نکا اسی جالھور ہے
چوٹے کے آگے آنی جو جلاتی جھنور ہے	جتنے ہیں نور سب میں ہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہیں روٹیاں	
آوے تو ستون کا جس جازبان پر نام	یا علی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
وان سرخچہ کا کیچے ٹوٹا اور سلام	اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہیں مقام
سہلے انھیں مکاتون میں آتی ہیں روٹیاں	
ان روٹیوں کو نور سے سبیل ہیں پور پور	آٹا نہیں ہے چھلنی سے چھین چھین کرے پور
پڑا ہر ایک اسکا ہر برنی و موٹی جو	ہرگز کسی طرح نہ بچھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بچھاتی ہیں روٹیاں	
پوچھا کسی نے یہ کسی کا مل فقیر ہے	یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاسہ کے
وہ شکر لایا با خدا تمھکو خیر ہے	ہم تو نہ بچا نہ بچھیں نہ سویر بچ ہیں جاننے
یا ہامین تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں	

پھر پوچھا اُس نے کہ یہ سہ دل کا نور کیا	اُس کے مشاہدین سے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا اُس کے تیرا کیا ہے شعور کیا	کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہیں کشف سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی جب آئی پیٹ میں سو تیکھل گئے	گلزار بھوے آنکھوں میں ادیش تل گئے
وہ ترنوا سنے پیٹ میں جب آئے ڈھل گئے	چوہہ طبق کے جتنے تھے سب بھیکھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی نہ پیٹ میں ہو تو کچھ جتن نہو	سیلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلی خدا سے لگن نہ ہو	سیج ہو کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہیں روٹیاں	
اب آگے جبکہ مال پوسے بھر کے تھا اپن	پورے بھگت اُنھیں ہو صاحبِ کلال اپن
اور جبکہ آگے روغنی اور شیر مال اپن	عارف دہی اپن اور وہی صاحبِ کمال اپن
ایک پکا ہی اب جھمکین آتی ہیں روٹیاں	
کپڑے کسی کچی لال ہیں روٹی کے واسطے	لبے کسی کے بال ہیں روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہیں روٹی کے واسطے	سب کشف اور کمال ہیں روٹی کے واسطے
جتنے ہیں روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی سے تلچے یا وہ تو اعد و کھا دکھا	اسوار ناچے گھوڑے کو کا وہ کلا لگا
گھنگرہ کو باندھے پیک بھی پڑتا تو بچا	اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سوطرے کے ناچ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی کے ناچ تو ہیں ہی خلوت میں پڑے	کچھ بھانڈ بھلتے نہیں پھر تے ہیں ناچتے

یہ رنڈ بیان جو ناچے ہیں گھونگٹ کوٹھوپٹ	گھونگٹ نہ جانو دوستو تم زنیہا راسے
اس پر دے مین یہ اپنے کمانی ہین روٹیان	
دنیا مین اب بدی نہ کہین اور نکوئی ہے	یا دشمنی دو دوستی یا تشدد خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے	سب کوئی ہے اُسی کا جس ہاتھ ڈوئی ہے
ان کو نفرِ غلام بناتی ہین روٹیان	
روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر	روکھی ہی روٹی حق مین ہمارے شوہر
یا پہلی ہووے موٹی خمیری ہو یا پسیر	گیہون جو راجہ کی جیسی ہو نظر
ہلکو تو سب طرح کی خوش آتی ہین روٹیان	
تر بوز کی تعریف مین	
کیون نہو سبز مرد کے برابر تر بوز	کرتا ہے خشک کھچہ کے تین تر بوز
دلی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تر بوز	جس طرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تر بوز
اب تو بازار مین سبکتے ہین سراسر تر بوز	
کتنے ہین کھاتے نرا کت تراشیل مین مہر	تا کہ سینہ ہو خشک سردی مین ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پتے ہین کٹورے ہم ہم	کتنے بچوں کو کٹکتے ہین خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہین کفایت سے منگا کر تر بوز	
ٹپٹے اور سرد ہین اتنے کہ ذرا نام یہ	ہو ٹھہر چکے ہین جدا دانت ہین کر کو بجے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے مین نے	لایا کو غنیمت نہ مٹھائی مین دیکھے نکلے
کوئی اولاکوئی مصری کوئی شکر تر بوز	
جیسے کل یار نے منگوا یا جو دے کر پیلا	اسکے مانگے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

دیکھتیوری کو چڑھا ہو کے غضب شین میں	کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اٹھا کر یہ مرا سر تر بوز	
جب کہا میں نے میان یہ تو نہیں ہے کچھ	اور کچھ ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو تھا
اسکے سننے ہی غضب ہو کے وہ لال انکارا	لاٹھی پاٹی جو نہ پاٹی تو پھر آخر چھینچلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اٹھا کر سر تر بوز	
کیوں میان ہو جو تم کرتے ہو گلڑی کھیرا	کو سنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے ہیرا
تم کو توڑ گیا شائے کا قیدیوں سے مرا	جھوٹی سمجھیں یہ مکر سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقدر تر بوز	
پیار سے جب ہے وہ تر بوز بھی منگو اتا	چھلکا اُسکا جھجھ ٹوپی کی طرح دے ہے پنھا
اور یہ کہتا ہے کہ بھینکا تو چکھاؤن کا مزا	کیا کہوں یارو میں اُس طوطے کے ڈر کا مارا
دو رو دن رکھے ہوئے پھر تا ہوں سر تر بوز	
ایک بیدار و تگر ہے وہ کافر خونخوار	قتل کرتا ہے عزیز و نکلے تین لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی میں جو ہوا آ کے گزار	اس طرح سڑکے شہیدوں کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تر بوز کے اوپر تر بوز	
تھی جنہیں آگے ترے تندرے ہو تو پڑا	آرزو ہی میں وہ بمر کے ہو خاک سیاہ
اُن شہیدوں کی بھی کچھ جھک و خیر ہے واقف	بوسے لینے کی تمن میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اسپہ بکے ہن بکر تر بوز	
رات اُس شوخ سے بیچ یہ سیلی میں کہا	بھیلی بکڑی کسے کہتے ہیں بتاؤ تو بھلا
اس سیلی کے تین سگے بڑے چچ بچ	جب نہ سمجھا تو کہا ہمارے اب تو ہی بچا

	مٹکے جب مین نے کہا احرار سے دلیر تر ہو تو	
وہ تو ٹھنڈا ہووے میرا جگر سے ٹھنڈا بھانک بھون کی بھری ہے وہ وہ جہان سے		اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہو ردنا کس طور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا
	تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنس کر تربوز	
	خمسہ بر غنزل اصغر	
وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا یا قوت مین الماس مین مرجان مین آیا		انیم مین کہین وہ بر غلطان مین آیا جب حسن ازل پردہ امکان مین آیا
	بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا	
بوہو کے ہر اک پھول کی تپ مین با ہے تنہا نہ ہارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے		موتی مین ہوا آب ستار و مین مینا ہے نزدیک ہے وہ سب جہاں اس سے بھرا ہے
	جب چشم کھلی دکھی تو پہچان مین آیا	
کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان سٹکے ہی بات پکارین ہیں ہر اک آن		کیا باغ چمن خیتہ کیا زیر خیا بان گل بھی ہی سنبل وہی نرگس وہی بجان
	اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا	
کیا ارض و سماح و ملک دیو پری جتا ہر رات ہی بات ہی ذکر ہے ہر چین		کیا وحشی و طائر مین اکرم کوئی اس بن اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
	مذکور ہی آیت قرآن مین آیا	
ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے		یا روج بن اس خاک کے پتے مین ہے حرم سے ملائکت اُسے سجدہ کیا ہے

	جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا	
اور حال کنین کرتا ہے لافندہ سے وہ چھٹاگ مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ		اگر کہین دینا سہا دینے میں لگا آگ جو اسکے شناسان ہیں یہی کہتے ہیں کلاگ
	ہر راگ میں بولا وہ ہر اک تان میں آیا	
کیا سو سنی کیا کشتی کیا ابھڑا شہر سبے رنگ کے رنگوں کو دریا کی صفیر		کیا چپٹی کیا پستی کیا اخضر و اخمر اب مثل نظیر اس چین و ہر کے اندر
	سوطر کے عالم کے خیابان میں آیا	
	ولہ	
	در بیان شب برات	
چلیک چپاتی حلوت سے ہم بھاری شب برات مرد و نکی روح کی سبہ رنگاری شب برات		کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات زند و نکی سہ زبان کی مزیداری شب برات
	لگتی ہو سب کے دل کو غرض پیاری شب برات	
گڑا کا ہوا سہ چٹک وہ آنستہ اور سہ برات اور سہ چٹکے حلوت سے چپاتی کو لکڑی برات		شکر کا جھکے حلوت اور تو پور سے ہیں شکر نہ گڑ کا جھکے وہ پیر کٹ لکڑی برات
	انکی نہ آدمی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات	
تند و مکے حلوت سے روغنی نانین گڑ سہ زندہ بھی راہ تکتے ہیں مرد و بھی گڑ سہ		دنیا کی دولتوں میں جو زردار ہیں ٹپ ہر چچا نہ خیران پیرتے ہیں نوکر کئی ٹپ
	ان جو ہو نکی رکھتی سہ طیار می شمشیرات	
ادنا غریب کے تعین یہ بھی محال سہ		ٹھکاریاں جیاتی حلوت کی تو یہ میں چل سہ



کالے سے گڑ کی لٹی کر بھی کی مثال ہے	پانی کا ہانڈی گیسو نکلی وٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا پسنداری شبِ برات	
اور غصہ نکلی ہے یہ تنہا کی فاتحہ	دریا پہ جا کے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بٹیا رنگی تنور پہ نانا کی فاتحہ	حلوائی کی دکان پہ واد کی فاتحہ
یاں تک تو آنیہ لاتی ہے ناجار سی شبِ برات	
وارث میں جیکے جیتے وہ مڑے بھی کن کر	حلویہ چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں بیٹا بھر
چھکا کوئی نہیں سہو وہ پھرتے ہیں دیر	اور رنکے لگتے پھرتے ہیں کو لوں گھر گھر
آنلی سے کھار سی آون سے بھی کھار سی شبِ برات	
ملا جو دینے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں	حلوا کمین کمین وہ چپاتی اڑاتے ہیں
مغس کوئی بدلاوے نوشہ کو چھپاتے ہیں	شکر کا حلوا سنتے ہی بس دھڑے جاتے ہیں
کہتے ہو یہ دل میں ابا ہار سی شبِ برات	
چوڑے سے لٹو تو بڑے ہر دم بنا کے جو	حاکم کا پیادہ کتا ہے یوں آتش تلخ ہو
کپڑے پرین بچا کے جو چاہو سو چھوڑو	چھپرہ لادو گے تو دلاوے گی صبح کو
تم سے چوڑے میں گندھار سی شبِ برات	
پھر نے ہیں عشق باز جو بڑے کی گھات میں	ٹوٹا ہی لے کے دیتے ہیں لٹکے کے ہاتھ میں
ہتالیا آگے چوڑے ہیں لٹکے جو رات میں	کیا زکریاں سی چھوڑے ہیں تنہا کی بات میں
کرتی ہے کام اُنکے ست یوں چار سی شبِ برات	
بھڑو بھار سب کے ہیں پا کیا زیار	گلکار سی چھوڑے ہیں جہان محبوب گلزار
کہتے ہیں: آنکو دیکھ کے آنکھوں میں کس کیا	کیا چاہیے میان تمہیں ہمت پھول اور تار

	تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات	
ٹوٹے ہوئی گل گین اور ہونے آتے ہیں	لوگوں کے باندھو گل گین لڑتے جاتے ہیں	کھنکھراہے دم میں کہیں خچ کھاتے ہیں زیرٹ زیرٹ پیانے کہیں غل جاتے ہیں
	کرتے ہیں پھر تو ایسی دھوان دھار شب برات	
اوپر سے اور ہوائی کی آکر ٹڑی چھری	ہاتھوں سے لپٹے شور مچا کر قلم ٹڑی	آکر کسی کے سر پہ چھچھو نہر لگی کڑی ہوگی گلے کا ہار پٹانے کی ہر ٹڑی
	کرتی ہے پھر تو ایسی ستنگاری شب برات	
چھاتی کسی کی جل گئی باہنچیں گین	موجھیں کسی کی چھک گین پلک پلک گین	چہرہ کسی کا جل گیا آنکھیں بھل گین ٹانکھیں بچیں کسی کی تو راہیں بھل گین
	رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات	
کوئی دشمنوں سے دکا نکالے اپنے سر	یارب تو سبکی کیجئے برس برس کی شیر	کوئی دوست کو دل میں سمجھتا ہوا اپنے سر کستا ہوا نظر بھی آتش کی دیکھو سر
	بے طرح گبر رہی ہے نموداری شب برات	
	بیان خواب دیکھنے میں	
صحن چمن میں ابر کی آکر لگی چھری	کل بے خبر چورات کو سویا میں چن ٹڑی	یارو ذرا سنو عجیب سیر ہے بڑی بیکر شراب عدیش کی ہر دم کڑی کڑی
	اُس خواب میں مجھے اک عمارت نظر ٹڑی	
دل میں پری سکے باغ کا جھکوا لگتا ہوا	دیکھوں تو اُس کا سپہ در و درت سر اگلا	اُئی نظر جو جھکوا وہ نا در محل سرا جب اُس مکان کے پاس میں ڈرتا ہوا گیا

	آیا جو دل میں دیکھیے چل کر کوئی گھڑی	
ہر پنجاب میں جبکہ اس چمن زرفشان میں	چمکے مکان جو اُسکے در سے آن آن میں	عالمِ سر سے پروغبین اور سائبان میں
	سوئی کی کان سپکے بھی پھرتی ہے پڑی	
گلشنِ کہین ہوشیہ حراجی کہین ہجرام	فرشِ طلا کہین کہین کیسٹِ حُرّت کا کام	تھی تھری زمین تو سترے تمام یلم
	گو یا کہ انیٹ انیٹ جو اہر کی ہے پڑی	
دیکھی ہو میں نے ہاے یہ کافری مہ لقا	اور نظر گئی جو مری سر سے تابا	سوربت وہ تہر جاندا سا لکڑا وہ بے با
	نقشہ وہ جسکے پاؤں پہ لوستے پڑی	
نورِ نیرا بر دجان کی قابل ہر گنگاہ	مرگان وہ بر چھپوں کو لیے تل ہی پہا	منہر سخی انگلیوں کے کچے خون بے گناہ
	پڑ جائے جس سے دل میں فرشتوں کے ہر پڑی	
زلیطین وہ مشکِ ناب سی چہرہ وہ چاند سا	جگنو رہا گئے میں ستارہ سا جگمگا	گیتے کا وہ صفت یا کہ بدن کی کہوں صفا
	گو یا شفق میں آن کے بجلی چمک پڑی	
رکھے تھی اُس گھڑی تو یہ عالم وہ مجہین	شاید کہ اس طرح کی نہوگی پری کہین	بہر سچ آنکھ میری لکھوں نے وان جو بہین
	دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش میں جا پڑی	

کیا کیا کہو نہیں شوخ کے عالم بناؤ کا	تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تاباں
اُس دم نہ دیکھی تھی اُسکی غضب آن کی ہوا	کا کھڑی ہوئی تھی عجیب سے بن بنا
اک ہا تھمیں تھا آئینہ اک ہا تھمیں چٹری	
دیکھی جو سینے وان یہ طلسمات کی ہوا	عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہاریں کہو نہیں کیا	چمکا جو وہ مکان مری آنکھوں میں نور
حیرت سے عقل آن کے چکر میں جا پڑی	
ایسا مکان تو پہنچ نہ دیکھا تھا نے سنا	دیوانہ ہو میں چاروں طرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھوں کوٹھے کے اوپر نظر اٹھا	استے میں اک طرف سے جو پردہ سا اٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھوں میں اُسکھڑی	
اگر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگمان وہ شوخ	لیتی تھی ہر نگاہ میں عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلی گئی تھی کچھ آنکھوں میں وہ شوخ	کرتی تھی سیر چاروں طرف کی جو وان شوخ
استے میں پھرتی اُسکی نظر جھپٹا پڑی	
اُسکی نگہ کے آنے کا میں کیا کروں بیان	بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگمان	میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے دن
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی	
بارے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا جواب	آفت کی آنکے دونوں طرف سے کھینچ لیا
استے میں دیکھو دیکھو کے وہ رشک ماہتاب	اکبار کا کھیل کے ہندسی اور اثر شتاب
کافروہ میرے پاس ہی آکر ہوئی کھڑی	
کنے لگی کہ تو متے بلایا ہے کیون مجھے	دے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یوں مجھے

چاہت میں اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جو نکلے	ہنر کر لپٹ گئے سے لگی کہن یوں مجھے
آ اس محل میں جل کے کرین عیش بھڑی	
اس گلبدن جبکہ ملی بھکوا آ کے داد	مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہوا یاد	میری تو اس پر ہی سے ہی عین تھی مراد
سنستے ہی دلی گھلگلی ہر ایک پھل پھری	
پالا پڑا جو بھکوا اس آب حیات سے	جان آگئی بدین مرے اسکی بات سے
آخر کو لے پڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے	دو چار جام بھکوا پلا اپنے بات سے
سوناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی	
آئیے اس کے گھلگیا دل کا مرے چمن	عیش و طرب کے ہمیں پڑنے لگی بھرن
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ ترن	گل سا ملا وہ بھکوا گیا گدگد ابدن
رگ رگ میں میری چھٹ گئی عشرت کی پھری	
کے کرنل میں اسکو لگا یا جوہن گلے	سو عشرتوں کے دل پہ مرے کھل گئے درے
حاضر ہوئے جب آن کے رعیش اور مرے	سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے
لٹنے لگی بہار مزون کی دھڑی دھڑی	
ایر متوجہ جوش حسن اور حسن اور خون	ناز واداکی ہونے لگی آ کے دھڑ پھون
اُن عشرتوں میں آہ نصیبو نکو کیا کہون	چاہا میں اس پر ہی سے جو کچھ اور کچھ کہون
اتنے میں ہا سے یا ر مری آنکھ کھل پڑی	
یہ حاشہ جو مجھ پہ پڑا آ کے یک بیک	آنکھوں سے میری آنکھوں کی آنسو ٹپٹیک
نیند اڑ گئی قرار گیا جل لئی پلک	جاگا کیا فطیر میں پھر آہ صبح تک

	کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اس شوخ سے لڑی
در بیان انعام ہائے خدا کے زمین و آسمان عز اسمہ	
اور درو اپنے دل کا سیکو تو مت سنائے مشہور یہ مثل ہے کہ یوں کیا میں چھپے ہائے	اور دل میں تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے مانگے جس جگہ ہاتھ سے تو پیٹ بھر کھائے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
مالک طیک حتیٰ تو انا قدیم ہے یعنی اسی کا نام غفور رحیم ہے	قادر قدر خالق و حاکم حکیم ہے وہی ذات اسی کی کریم ہے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
رزاق کار ساز مددگار دوستدار جاری اسی کے ہاتھ سے ہیں سب کاروبار	ستار ذوالجلال خداوند کرم دار انسان دیو جن و پری قیل و موردار
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
پر سب نیاز مندوں کا سپر ہی ناز ہے جنی ہے خلق سب کا وہی کایا ساز ہے	کننے کے تین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے چنے ہیں بندے سب کا وہ بندہ نیاز ہے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
نئے پائون پڑ کسی کے تو ایدل نہ جوڑ ہاتھ	اہل جہان ہیں چنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ

دو ہاتھ دالے جتنے ہیں ان سب سے موثر ہاتھ	اس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب کو ٹوڑ دیا
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
اُس کے سوا کسی کے گئے گرتو جائے گا	اس آبر و کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہی تو خالی پھر نیگا	بن حکم اُس کے یار تو اک جو نہ پائے گا
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
نہ سیم و لعل دُر کو تو باری اُسی مانگ	صندوق مال و دھن کی پاری اُسی مانگ
بٹیا بھی مانگتا ہے تو جا رہے اُسی مانگ	کوڑی بھی لگتی ہے تو پیار ہی اُسی مانگ
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
گروہ دلا یا چاہے تو دشمن بھی الوداع	اور جو نہ سے تو دوست بھی پھر اپنا ہنہ چھوڑے
بن حکم اُس کے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے	گر چلو پانی مانگو تو ہر گز نہ کوئی پلائے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
زر و درجہ کو سمجھا ہے تو سیٹھ سا ہو کار	یہ سب اسی سے مانگین ہیں وراثت بازار
ہرگز کسی سامنے سر نہ ہاتھ کو پیار	پوری تر ہے اُسی کے وہ بے سے پڑی بار
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زروار مالدار کے مرت پھر تو اس پام	محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہوجی اُداس
مان باپ یار دوست جگر سگ ہو ہراس	ہر دم اسی کریم کی رکھ اپنے دل میں اس
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے	
عہدہ ہین جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر	اللہ ہی ہے غنی میان ہین اور سب فقیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کبار پر	جو مانگتا ہے اس سے ہی مانگو میانِ ظہر
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے	
در بیان مکائد اہل دنیا	
کیا کیا فریب کیے دنیا کی فطرتوں کا	مکرو و عاؤ و زوی ہے کام اکثر و کا
جب دوست ملے کوٹھن سب مشفقون کا	پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجے دوست کا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	
یان ٹک بگھا چو کی اور مال دوستوں کا	
گروں کو ہی اچکا تو چور رات میں ہے	ٹٹ گھٹ کی کچھ نہ چھو ہر بات بات میں ہے
اُسکی بغل میں گپتی تھ اسکے ہاتھ میں ہے	وہ اسکی فکر میں ہے یہ اُسکی گھمات میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	
یان ٹک بگھا چو کی اور مال دوستوں کا	
عیار اور چھپو پرانت اسنے کار میں ہے	اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہے
تو افسوس مکان پر فکر سہار میں ہے	پیادہ خرب اسچا پھر کس شمار میں ہے



	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا تینار ہانہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا		اس راہ میں چو آیا سوار کیلے گھوڑا سویا سر میں جا کے تو چور سے جمعہ چھوڑا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگو بھکا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
کپڑے بٹل میں مارے اور لے لیا دھالا ہوتے ہی غافل اُسکو پھانسی میں کھینچا لالا		انا دان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ وانا ملا تو اُسین گھول لا و مصثورہ کالا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
پھر جیت گھر میں لاوے ہو کو انہی پترا کترے سے جیب چڑھکر باغی یہ جیب کترا		پتیرے روپے اشرفی یا سیم زر کا پترا سیا نہ بھی چوک نکھاے یہ فن ہے وہ دترا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
کوٹے نے وقت پا کر چڑیا کا پر گھسیٹا جو جیکے ہاتھ آ یا آنے ہی دھر گھسیٹا		پتیرے یا سیم دیکھ غافل کپڑا دھر گھسیٹا جیاون نے مار پیچے کوٹے کا گھر گھسیٹا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
اور عید چاہے دانہ کھا کر کرے کھانا		سیا و چاہتا ہے جو عید کا گھڑا را

تباہ و برباد تو اس کا دانا وہ کھا سٹا	اور کچھ بھی چال چو کا تو وہ برین چال مارا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	یان تک بنگا ہچو کی اور مال دوستون کا
ٹھکلا ہے شیر گھر سے گینڈا کا گوشت کھانے	گینڈا کی دھن لگا دے خوشبو کھانے
کیا کیا کرے ہیں باہم مکر و وفا ہانے	یان وہ بچا نظیر اک جیسو رکھا خدانے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	یان تک بنگا ہچو کی اور مال دوستون کا
خمسہ بر غزل قدرت	
آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع ابابوس ہے	جو پسند آسا جگر اس آگ کا فانوس ہے
اور پتہ غم کی طیش چہرے اوچھوس ہے	کسی نیلگی یہ برق شعلہ فانوس ہے
جو شر اس سے اٹھا سوجلوہ طائوس ہے	
بزم میں تیری صنم جہدم پہ چشم تر گئے	مر گئے پھر جی اٹھے تڑپا کئے دھوکہ بھر گئے
دیکھ تیرے عشق میں کیا کیا ہوا اے گھر گئے	جبر و تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے	
ہفتشیں احوال اپنا کوئی کیا تجھے کہے	آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوا ہے
خونچو وہ دل میں بخواب خیال اٹھنے لگے	کل ہوں طرح سے ترغیب دیتی تھی تجھے
کیا ہی ملک روم ہے اور سرزمین روس ہے	
جانیے جہان تو کس عشرت سے کیجیے زندگی	شال گل کے نہرت و نہرت سے کیجیے زندگی
گر مسیر ہو تو کس عشرت سے کیجیے زندگی	سب طر سے راحت و حشمت سے کیجیے زندگی

	اس طرف آواز طبل اوو و صد اسے کوں ہے	
یہ خیال خام اپنے دل میں بانڈھے تھے پھر	کھل رہے تھے عیش و عشرت کے طبعیت پرور	جسید زبان و دل سے باہم سخن ہو گئے
	چل دکھاؤں تو جو حرص و آرزو کا مجوس ہے	
یہ جانے چلیگی سیکھتا نکلی طرف	یا کتنا آب یا خرم بیا بان کی طرف	نروہ صحرایگی نے باغ و بہار کی طرف
	جس جگہ جان تمنا ہو طرح مایوس ہے	
میں جوان ہو چکا تو اسکا فیرو کیلئے خاک کے	کوئی بے سایہ امین سا کہ کسی پر کیا کرے	اتنے میں عبرت کیڑ کر رہا تو میرا خون سے
	یہ سکندر رہے یہ دارا ہے یہ یکساں ہے	
یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت آقا میں دتی تھی خراج	یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے آواز ملتا ہے	یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا راج
	کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے	
کرو یا ہو عشق کے غم نے تو بے طاقت ہے	اس مضم کی بے طرح لپٹی ہے آفت ہے	بس یہ کہتا ہے فقیر اب نہ کہ حکمت ہے
	عارضے سے تیرے تو حیران جا لینوس ہے	
	ولہ	
	شہر آشوب	
از سب تو کچھ سخن کا مرے کار و بار بند	رہتی ہو طبع سوچ میں لیل و نہار بند	

دریا سخن کی فکر کا سبب بنی چار بند	ہو کسطح نہ منہ میں زبان بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہوروز گار بند	
سب روز گاری نے یہ دکھائی ہو مفسی	گوٹھے کی چھت نہیں ہو یہ چھائی ہو مفسی
دیوار دور سے بچ سائی ہے مفسی	ہر گھر میں اس طرح سے پھرائی ہو مفسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہو جون اکیا رہ بند	
کتریاں جو سال کی تھیں بیکر تو اگلے سال	ناچار قرض دام سے چھپرے ہن ڈال
بھونس اور ٹھٹھیرے اس کے ہن کے کچھڑ	اس کچھڑے پھوس ہے یہ اُن چھڑوں کھال
اگو یا کہ اُنکے بھول گئے ہن چار بند	
دنیا میں اب قدیم سے سہر کا بندوبست	اور سب زری میں ہر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست	خس جو مفسی میں کرے گھر کا بندوبست
کڑکے تار کا ہے وہ نا استوار بند	
کپڑا نہ ٹھہری بچ نہ تھیلی میں زر رہا	خطرہ نہ چور کا نہ اُسچکے کا ڈر رہا
رہنے کو بن کو اٹھ کا پھوٹا کھنڈ رہا	کھنکھار جاگتے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند	
اب آگرے میں جتنے ہن سب لوگ ہن تباہ	آتا نظر کسی کا نہیں ایک دم تباہ
مانگو غریزہ ایسے برے وقت سے تباہ	وہ لوگ ایک کوڑکے محتاج اب ہن آم
کسب و ہنر کے یاد ہن جنکو ہزار بند	
صاف بنیے جو ہری اور بیٹھ سا ہو کار	وہ تھے بھٹے سپکو نہ تو کھاتے ہیں اب کھانا
بازار میں اڑے ہن پڑی خاک شہار	بیٹھے ہن یوں دوکانوں اپنی وکانڈا

	جیسے کہ چور شیخے ہون قیدی قطار بند	
سودا گروں کو سود نہ ہو پارسی کو فلاح دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح		بزاز کو ہے نفع نہ پساری کو فلاح دکھیا کو فائدہ نہ پسناری کو فلاح
	یاں تک ہوا ہے آن کے گو گونگا کا رنبد	
مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پر سب یاں کے شکار کوٹے چو تن لو ہار تو پیٹے ہے سر سنار		اور جتنے پیشہ دار ہیں روہین زار زار کچھ ایک دو کے کام کار و نانہین چار
	چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کار و بار بند	
زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب بک گئے زر دار اٹھ گئے ہیں تو بنیے سرک گئے		اور رہی قوام بھی یکسر شک گئے چلنے سے کام تار کشوں کے بھی شک گئے
	کیا ہال تپکے کھینچے جو ہو جاوے تار بند	
بٹھیے بساطی راہ میں تپکے ہی چلتے ہیں دھینے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھینے ہیں		جالتے ہیں نان بانی تو بچ بھونچے جلتے ہیں روئے ہیں وہ جو شروع دورانی تپتے ہیں
	اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازار بند	
گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے روی قلم دوکان میں نہ لکڑے ہٹاٹ کے		مطلق اُسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ سے یاں تک کہ اپنی چٹنی کے لکھنے کے واسطے
	کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے اُدھار بند	
لوٹے ہیں گرد و پیش جو قراق راہ مار کو تو ال روئین خاک اڑا تے ہیں کھیل مار		ہو پارسی آتے جاتے نہیں ڈرے نہ مار ملاحو نکا بھی کام نہیں چلتا میرے مار
	ناوین ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند	

ہر دم کمان گرونگے اوپر بیچ و تاب ہیں مرے شبیہ ساز مصوّر کباب ہیں	صحافت اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں نقاشِ ان بھون سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند	
حجام پر بھی یان تین ہے فلسفی زور کاپے ہے سر بھاگتے ہوئے اُسکی پور	ایسا کمان جو سان پہ ہوا سترو نکاشور کیا بات ایک بال کٹے یا تر شاہ کور
یان تک ہے اُسترے دھرتی کی دھار بند	
لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے آوین اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے	محبوب ہیں جو غنچہ دہن گلزار سے کوئی نہ دیکھے اُنکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلون کے ہو گئے آپس میں کار بند	
کوئی پکارتا ہے پڑا بھی یا خرا کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھی یا خدا	اب تو ہمارا کام تھا کما بھیج یا خدا لے جان اب ہمارے تو یا بھیج یا خدا
کیون روزی یوہین کی مرے پروردگار بند	
محنت سے ہاتھ پاؤں کے کوڑی نہ ہاتھ دیکھو جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہاں	بیکار کب تلک کوئی قرض ادا کرے اتنا ہے ایسے حال پر دناہین تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نکرے کار و بار بند	
آمد نہ خادموں کے تین مقیرون کے بیچ عابز ہیں پڑھنے والے بھی ہمدردوں کے بیچ	ابھن بھی سر چپے ہیں سینہ نہ رو گئے بیچ حیران ہیں بیزادی بھی بچے گھر کے بیچ
تذرو نیاز ہو گئی سب ایک بار بند	
اس شکر فقیر بیکاری جو بیت تباہ	جس گھر سے جا سوال وہ کرنے ہر جا خواہ

بھوکے ہیں کچھ بھی شیو با با خدا کی راہ	وان سے صدایہ آتی ہے پھر مانگو تپا
کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہوشیار بند	
کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ و تحریب	روز کیلئے آج ہاتھ سے عاجز ہیں بے غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جیہ آشام عنقریب	اٹھتے ہیں سب دوکان کے کھڑے یا نصب
قسمت ہاری ہو گئی بے اختیار بند	
قسمت سے چار پیسے جھین ہاتھ آتے ہیں	البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں	یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں
سوتے ہیں کروڑ کو اک آہ مار بند	
کیونکر بھلا نہ مانگیے اس وقت سے پناہ	محتاج ہو جو پھرنے لگی در بدر سپاہ
یان تک امیر زادے سپاہی ہو ستباہ	جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑے شکار بند	
سے جن سپاہیوں کے بند وقار و رنجان	کر دیکھا اسکے نام پہ چلہ کا نہ نشان
بند کیے بند نارتو پتیل کے ہیں کمان	ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہاں
رستی کے آئین باندھے ہیں پیادے سوار بند	
چو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گروڑ میں	یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھرتا
پیکر جو بکتا آوے تو کیا خاک کے سے لہرین	وہ پیش قبض تک کی پٹری روٹی میں
پھر اسکا کون مول لے وہ کھجے دار بند	
جتنے سپاہی یان تھے نہ جانے کدھر گئے	و کھن کے تین نکل گئے یا بیشتر گئے
ہمھیار بیچ ہو سکے کد اکھبر بکھر گئے	جب گھوڑے بھالے والے بھی یوں بکھر گئے

	پھر کون پوچھ اُنکو جواب ہے کٹار بند	
پہرتے ہیں نوکری کو جو بیکر سالدار	گھوڑ وٹکی ہے لگام نہ اوٹو کی ہے ہمار	کپڑا نہ لٹا مال نہ پر تل نہ بوجھ بھار
	جنگل میں جیسے دیتے ہیں لا کر اُتار بند	
ایسا سپاہ مرو کا دشمن زمانہ ہے	روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے	تتخو اہ نے طلب ہے نہ مینا نہ کھانا ہے
	درز و خراب پھر نیلے جب نقار بند	
جتنے ہیں آج آگرے مین کار خاجات	سب پر پڑی ہے آج کے روزی کی شکلات	کس کس کے دُکھ کی روئیے اور کیسی بات
	ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند	
ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہیں	وہ گھر نہیں کہ روزی کی نابودگی نہیں	ہرگز کسی کے حال میں بہبودگی نہیں
	کوڑ کی آکے ایسی ہوئی رہ گزاری بند	
ہیں باغ جتنے یان کے سوائے پڑی ہیں خوار	کاتے کا نام اُنہیں نہیں پھول و کنار	سو کھے ہوئے کھڑے ہیں درختانِ میوہ دار
	ایسی خزان کے ہاتھوں ہوئی ہے بہار بند	
دیکھ کوئی چین تو پڑا ہے اُجاڑ سا	غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبز ہر ابھار	آواز قمریوں کی نہ بیل کی ہے صدا
	چادر پڑی ہے خشک تو ہے آفتاب بند	



بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ	ٹوٹی ہو پلیمان ہن تو ٹوٹی شہرِ نیاہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا بناہ	وہ باغ کس طرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خاربند	
کیون یار واس مکانین یہ کیسی جلی ہوا	بھٹسی ہوش کسی کا نہیں بجا
جو ہے سوا س ہوا میں سے دیدہ اور ہوا	سو دا ہوا مزاج نہ مانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھول دے اب اس کے چار بند	
ہو میری حق سے اب یہ دعا شام اور صبح	گر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر	اس ٹوٹے شہر پہ بھی اتنی تو فضل کر
کھلجی وین ایک یار تو سب کا رو بار بند	
عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے	اٹلا کہو دہیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے	شاعر کہو فطیر کہو آگرے کا ہے
اسوا سٹے یہ اُس نے لکھے پانچ چار بند	
<b>شہر اکبر آباد کی تعریف میں</b>	
شہرِ مکان میں اب جو ملا ہے مجھے مکان	کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کروں بیان
دیکھی ہیں آگرہ میں بہت ہننے خوبیاں	ہر وقت اس میں شاد رہے ہیں جہان تہاں
رکھو اتنی اُسکو تو آباد جا و دان	
ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری	شہرِ مندہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ شک ملاحت سے بھری	بیلی کی جھک کرنے سکے جسکی ہمسری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف ہوشان	

بازار وہ کہ چہ چینِ دل سے ہوشار	باغات پربہار عمارت پر نگار
گلبنِ کمین ہن آپ کو گلزار پربہار	محبوب و لفریب گل اندام و گلزار
کو چہ کمین ہن اپنے ہمین صحنِ گلستان	
دیکھو جدھر آمد گلِ عشرت ہن کھل و سدا	آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کے
اشجارِ باغ و شہر وہ سر سبز لہلہ	ایہ صحر کو تھمے ہن تو اُدھر کو چہ چہ
سبز وں کو چنکے دیکھ کے حیران ہوا آسمان	
دیکھو تو پھر نبات سے کچھ ہن نہاوتے بات	ہر فصل میں وہ ہوتے ہن پاکیزہ و بجا
قدر و شکر بھی دل کو نہاوتے ہن در رات	شہرِ انہی آٹھ پیر لگا کے رہے سہ گھات
رہتے ہن ہمیں کے وصف میں ہر دم شکر و شان	
لاکھوں بہارین رکھتی ہوا کیا کیا کمال	بھر حرم کو دیکھو تو جیسے چین کی نہر
آسیرِ جہنم رکھتے ہن یوں سا کمال شہر	کوئی نہاوتے اور کوئی نہاوتے و صفا و شہر
شمشاد مسرور ہوتے ہن جون نہرِ عیان	
تو بھر صفوِ بچ لگے پیر نے قلم	گریبان کے پیر نے کا کروں صوف میں قلم
سو سو چین بھرے ہوئے شہنشاہ کے مہم	پیرے ہن اس روش کی بہاروں کو ہم
جاتے ہن پر نظر و ہن دریا کے درمیان	
لہریں نشاط و عیش کی آٹھنی میں	اہلِ شتا جو کرتے ہن سو سوطر شتا
ساحل پہ جوشِ خلق سے ملتی نہیں ہوا	ماتا نہیں کنار کچھ عشرت کے بحر کا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحرِ بیکران	
ہوتے ہن ایسے کتنے ہی غویں آواز	یار و عجب طرح کا یہ دھپ ہے مقام

ہر طور دل رہے ہو خوش و طبع شاد کام	میری نظیر دل ہے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بعد امن اور امان	
کنکڑے اور پتنگ کی تعریف میں	
یاں جن و نون میں ہوتا ہوا پتنگ کا	ٹھہرے ہے ہر مکان میں بنا پتنگ کا
ہوتا ہے کثر توں سنگا پتنگ کا	کرتا ہے شاد دل کو اڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہو بن میں شور مچانا پتنگ کا	
اڑنا دوبار کا ہے وہ شوخی کی نگاہ	دیکھ تو باز جبرے کو ہوا سلی دل چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُجا بھی نگاہ	بحری کسے بھی دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دیکھنا پتنگ کا	
ہر خطہ اس بہار سے اڑتا ہے لہرا	بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل کے اڑنکی بھی صفت اہم نہیں کیا	گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہیں بڑا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا	
اڑنا انگوٹے کا ہے ایسا کچھ اچھبند	گوشے سے جسکو دیکھتے آوے رنگوٹ بند
اور چاند تار کی بھی چمک چاند سے چند	اڑنا ہارٹے کا بھی ہے اس قدر بلند
اُکھڑے تو بھر فلک پہ ہو یا تا پتنگ کا	
تکے کے اڑن میں بھی وہ خوبی ہر آشکار	مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بقرار
بچے کے مول کا بھی ونا ہے خوش نگار	وہیر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اس قدر ہے جتا تا پتنگ کا	
اڑنا گھر پرے کا بھی مین کیا کروں بیان	دیکھیں درخت پر جسے چڑھ کر گھر بیان

اور ہے دودھاریہ کی بھی کچھ اور آن	حیران ہو جس سے تیج نگاہ پر سی خان
بھیر کس طرح نہ دل ہو وانا پتنگ کا	
اڑتا ہے اس طریق سے وہ بچوانگ	ہوتا ہے جیسے گوہرِ دل دیکھ کر شام
خربوزیہ کی کانپ کا جھکنا یہ لالہ دار	اور مندر سی پان کی بھی کچھ اس طرح کی ہمار
گویا ہوا میں گل ہے کھلا نا پتنگ کا	
بننا بھی اپنی دیتا ہو جیوت خودی کھول	نکلے ہین واہ واہ کے ہر اک بان سے بول
اور ہے دو کوئی کی بھی اک اک الاول	اڑتا کھل رہے میں بھی شیراز یوں کا غول
جدھر ہے تو کب جھوک نکلتا پتنگ کا	
چیکے بھی وصف کرنے میں چپکار بخون کیا	شہر مندہ ہو کو ہر چہ جس سے دانما
غالب ہو گھڑی اڑنے پہ گمزی کا مرتبا	چوکتے چھلین ہوں اڑے جبکہ چو کھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا	
اڑتے ہین اس جھوم سے کنکوے چچکے	کو اکیر نیسے گویا تو بے ہین اڑ رہے
چھوٹی بھی تھک لسی کہ رخ سے نقطہ اڑے	چھجاو ہی مندرھاؤن میں کچھ اس قدر بڑے
لازم ہے گر کہ میں افسین نا نا پتنگ کا	
پتلی کر کو موڑے ہین جیوت کج کلاہ	باہین دراز کرتے ہین چھپ خواہ خواہ
یشکل دیکھ کر کوئی کہتا ہے واہ واہ	ایک سطر لڑے گی بھلا کا ہے کو نگاہ
دل میں تو کھپ رہا ہو لڑا نا پتنگ کا	
لاتا ہے بھیر بھار کے نکل جوانی دان	کہتا ہے کوئی اُن سے خیر دار ہو بیان
انہی بیچ پڑنے کو ہین زسے اتنی بھکیان	گھر کے کٹے اسکے نہ پھیتے وہ میر بیان

اچھا نہیں ہے مفت کٹنا تپنگ کا	
رہ رہ اسی طرح سے نراب سے جو میل کو پھر ایک رگڑا دیکھے بھی اسکو کاٹ دو	گر بیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھو پہلے تو ان قدم کے تئیں اور میان رکھو
ہیگا اسی مین فتح کا پانا تپنگ کا	
وود و ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے جب اس طرح کی سیر بھلا آنکر پڑے	کٹتا ہے جو تپنگ تو پھر لوٹے اُسے کا غدہ فراسا ملتا ہے یا ٹکڑے کا پکے
پھر سوچئے تو کیا ہے ٹھکانا تپنگ کا	
ہوتے ہیں دیکھ شاد جسے خرداویں خواب کج دیکھنے کے لیے کیامیانِ نظیر	اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلنیر کیونکر نہ دل تپنگ کی ہو ڈور میں سیر
ہے یہ بھی ایک طرف بہانا تپنگ کا	
<b>کبوتر بازی</b>	
اور شوق کے طائر سے ہیں انباز کبوتر دست سے جو سمجھدیں ہمیں ہمارا کبوتر	ہیں عالم باز میں جو ممتاز کبوتر بھاتے ہیں بہت، ہکو یہ طائر کبوتر
پھر ہے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر	
صورت میں پر یار تو سیرت میں تہرین پر داز میں ہر شہر عتقاے نظر ہیں	حیوان ہیں گو پر عجب انداز کے پر ہیں آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں
کیا گو لے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر	
چنڈ ول کن لال بے ابلقے طوطے طائر ہیں غرض بازی شغال کے جتنے	کیا بابل و قمری و چپے پڑی و پڑے کیا طوطی و مینا و بے تیر و شکرے

	کی غور تو ہن سب سے سرفراز کبوتر	
ہین بصری اور کابی بغیر ازی نہاد	چو یا چندن و سبز مکی شستہ واکر تارونکی وہ انداز نہین بام فلک پر	طاؤسی کل پوٹے نیلے گلی تھپتھر
	جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کبوتر	
لحقہ ہین ادھر اپنی کساوٹ کو کھاتے	جتنے ہین ادھر سمیری اپنی جاتے پریوں کے پرے و کھیکے ہین چرخ میں آتے	ہین جو گئے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
	جب حلقہ زنان کرتے ہین پرواز کبوتر	
کھیری و پیٹ و چپ و تقی و مکھرے	زرچہ وہ گل نکھ اور مال نکھ اووی و زرد پھرتے ہین ٹھکڑا ل سناتے ہین خوشی سے	کچھ کا برے تیرے مسی و توسی و پیکے
	کیا کیا وہ غم غم غم کے خوش آواز کبوتر	
سیانی اور گھاگھری تہنولی پان لال	کچھ اگرتی اور سڑی اور غنیری و خال پھر سبیلے اور کاسنی ٹوٹن بھی سبکیاں	بھورے مکھی تانیرے پیر بھی خوش احوال
	اکھوے ہین گرہ دل کی گرہ باز کبوتر	
لوکر کے جدھر کے تھین پی کو ہلاوین	کچھ ہوئے غرض پھر وہ اسمی کو جابین چھوڑا نکھو فیض اپنا دل بکس لگاوین	گئی کو نہ پھر کاوین تو پھر نہ کو نہ آوین
	اپنے تو لڑکین سے ہین دمساز کبوتر	
	<b>ہولی کی بہار میں</b>	
جیہا گرن تک چھلکتے ہون تب دیکھ بہار میں ہولی کی	اور دن کے شور مچاتے ہون تب دیکھ بہار میں ہولی کی ساغری کے چھلکتے ہون تب دیکھ بہار میں ہولی کی	پریوں کے رنگ مچتے ہون تب دیکھ بہار میں ہولی کی

	محبوبِ نظر میں چھپتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی	
کچھ دیکھ گئے تانہیں ہولی کے کچھ ناز وادائی وٹھنگا کچھ	کچھ دیکھ گئے تانہیں ہولی کے کچھ ناز وادائی وٹھنگا کچھ	ہو تلخ رنگیلی بریوں کا پیچھے ہوں گا ورنہ کچھ وان چوٹے دیکھ بہارون کو اور کانہیں آنکھ کچھ
	کچھ گنگر و تال چھپتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی	
وہ سب سامان مینا ہو اور باغ کھلا ہو خوبون کا	وہ سب سامان مینا ہو اور باغ کھلا ہو خوبون کا	سامان چھپا کر تانہیں ہولی کے کچھ ناز وادائی وٹھنگا کچھ ہر آن شہر میں ڈھلتی ہوں اور کچھ ہورنگ وٹھنگا کچھ
	کچھ کچھ ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی	
ہر آن کچھ ہری گت بھرتے ہو کچھ کچھ کچھ کچھ	ہر آن کچھ ہری گت بھرتے ہو کچھ کچھ کچھ کچھ	اور ایک طرف دل لگی ہو چھوٹ ہو ٹیوٹے لڑکے کچھ ناز وادائی وٹھنگا کچھ ہولی کے کچھ
	کچھ کچھ ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی	
اس کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ	اس کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ	یہ دھوم مچی ہو ہولی کی ورنہ کچھ کچھ کچھ مچو شہر میں تلخ مزا اور کیا سلفا لکڑی ہو
	جب یہ عیش مہکتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی	
	درِ مذمت دنیا سے دون	
یان مال کیسا میٹھا ہے اور چہرہ کیسی گھٹی ہے	یان مال کیسا میٹھا ہے اور چہرہ کیسی گھٹی ہے	سیچہ عجب ہے دنیا کی ور کیا جنت کبھی ہے کچھ کہتا ہے کچھ جنت ہے کچھ پانی مٹی ہے
	غل شو رہیو لا آگ ہو اور کچھ پانی مٹی ہے	
	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ہے	
کوئی کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ	کوئی کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ	کوئی تاج تیرے سر پر ہے کچھ کچھ کچھ کچھ

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاں تھا	جب دیکھا خوب تو آخر کوئے شہر سے ہونے لگا تھا
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی بھول کے بیٹھے مسد پر کوئی رگڑ پنی دوتا	کوئی ہوسے اپنا گھبے لوار سیر ہو دھوکے کو دوتا
کوئی لڑتا ہر کوئی مڑتا ہر کوئی جھگڑتے ہی لڑتے	جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک دینا دوتا
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
رہاں تجوی عامل ہے اور فاضل تلماسیا ناچ	کوئی عاقل کامل ہے دنیا کوئی مست پڑا دوتا
تعمودِ عیلتا فالِ فسون اور جاؤ نہ لانا ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کو سب جیکڑ بھانا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی لوستے کو بچے کلید نہیں تیار کسی کا ڈیرا ہے	کوئی باغ گنواں نہ ہوتا تھا وہ اور دیکھ کر ہی گھبرا ہے
نتِ قضیہ جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ میرا ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کوئے تیرا ہے نہ میرا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے
کوئی ٹوپی ٹوپ بتاتا ہے کوئی بازو پھرتا ہے	کوئی صاف ہر سہہ بھرتا ہے نہ کپڑا نہ پاجامہ ہے
کچھ اب گزرتی ورکاڑھی کی تہ قصہ ہر دکا ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کو ناگ پڑھی ہے نا جابا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے



<p>اب کس کا رنگ بدل گئے اور کار و بیکار کیے بدرستہ تماشے دیکھ کر نظیر اب جائیے جائیے</p>	<p>اکدم کی پٹیل لگی چوہا بنوہ مزار پر جا کیے کچھ بات نہین بن آئی ہے چپ چاپ سہیلی کیا کیے</p>
<p>غل شور بولا آگ ہوا اور کھیر پانی مٹی ہے ہم دیکھ چکے اس دُنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے</p>	<p>خوشامد کے بیان میں</p>
<p>دل خوشامد سے ہر گنہگار رضی ہے بھائی عزیز ندیم بھی خوش باپ چچا رضی ہے</p>	<p>آدمی جن و پرہی بھوت، بلاراضی ہے شاد سرور غنی شاہ و گدا راضی ہے</p>
<p>اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجئے اولیا انبیاء اور رب کی خوشامد کیجئے</p>	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>
<p>چار دن جب کو خوشامد سے کیا جھکے سلام بڑے عاقل بڑے دانا تے نکالا ہے یہ دام</p>	<p>وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام میں کام خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام</p>
<p>یہاں سے چور سے جسکی طرف تھا چور آہ غور سے ہنسنے جو اس بات کو دیکھا واللہ</p>	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>
<p>وہیں خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھ نہ بچا کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ</p>	<p>یہاں سے چور سے جسکی طرف تھا چور آہ غور سے ہنسنے جو اس بات کو دیکھا واللہ</p>

	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
عیش کرتے ہیں وہی جکا خوشامد کلہنچ کیا ہی تاثیر کی اس نے پائی ہر رواج	جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج	
	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
غیر کیا اپنے ہی گھر بچ یہ سکھ دیتی ہے انانی داوی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے		ذہب دیکھا تو خوشامد کی بڑبڑتی ہے مان خوشامد کے سبب چھاتی گالی تھی ہے
	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
ساس بولی کہین مت جا ترے صد جاؤں سالی کہتی ہے کہ بھتی تیرے صد جاؤں		بی بی کہتی ہو میان آترے صد جاؤں خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صد جاؤں
	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
اُسوٹھتے پھرتے ہیں الفت خریدار سے اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پار سے		آپڑا ہے جو خوشامد سے ہر وکار سے آشنا تھے ہیں اور چاہے ہیں سب پار سے
	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
تان بائی و کبا بی کی خوشامد کیجے		روکھی اوپر و غنی آبی کی خوشامد کیجے

ساتی و جام شرابی کی خوشامد کیجے	پار سارند خرابی کی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خداراضی ہے	حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خداراضی ہے
مردوزن مفل و جوان خرد و کلان پر فقیر	جتنے عالم میں ہیں محتاج و گرا شاہ و وزیر
سکے دل ہوتے ہیں چن چن خوشامد کی آہیر	تو بھی واٹھڑ بڑی بات یہ کہتا ہے فقیر
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خداراضی ہے	حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خداراضی ہے
تاج گنج کے رونے کی تعریف میں	تاج گنج کے رونے کی تعریف میں
یا روج تاج گنج یہاں آشکار ہے	مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
شہر میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے	روصدہ جو اُس مکان میں دریا کنار ہے
نقشہ میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے	نقشہ میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے
روصدہ میں پہیوں تو مکان خوب بیان	پراس مکان کی خوبیاں کیا کیا کروں بیان
نقشہ میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے	ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے پلور کی بھی چمک شر سار ہے	جس سے پلور کی بھی چمک شر سار ہے
آپ بڑے اسکاز و بانی سے چمک رہا ہے	گرد آسکے گزریاں بھی چمکتی ہوئی ہیں پند
وہ نکلس جو ہے گہر سے چمک رہا ہے	ایسا ہلال اُس میں سدا رہا ہے پسند
سہا پائے پیکے تھر یہ مہر نو شہار ہے	سہا پائے پیکے تھر یہ مہر نو شہار ہے
نقشہ میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے	وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہیں خوش اساس
نقشہ میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے	اُتی ہے ہر طرف سے کلیمین کی باس

	ہوتا ہے شاد اُس میں جو کر تا گذار ہے	
ہین بچین مکان کے وہ دو مقررین جو یان	گرد آن کے ایک جالی مجرے درفشان	سنگین گل جو آسمین بنائے ہین نشان
	جو نقش آسمین ہے وہ جو اہر نگار ہے	
دیوار و تبر ہین سنگ میں نازک گنگا پر	آئینے بھی لگے ہین محلی ہوتا بدر	دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرف کار
	چار و ن سے طرفہ اوج کی خوبی دو چار ہے	
پہلو میں ایک برج جسے کہتے ہین اُسے	آتے نظر ہین اُس سے مکان دور و در	مسجد ہے ایسی جی صفت کس سے ہو سکے
	دروازہ کلان بھی بلند استوار ہے	
جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکش سوا	آتی ہے جہین گلشن فردوس کی ہوا	پرسونیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
	کیا کیا روشن روشن پہ ہجوم بہار ہے	
سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نستران	گو گو کرے ہین قریان ہو کر شکر شکن	رائیل سیوتی سے بھرے ہین چین چین
	فوارے چھٹ رہے ہین روان جو بہار ہے	
وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر	بنوایا ہے انھوں نے لکاسیم وزیر کشیر	جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہو دلدیر
	اسلی صفت تو مشترک روزگار ہے	

## در حمد الہی

آلہی تو غفار ہے اور رحیم	آلہی تو فیاض ہے اور کریم
مقدس معلیٰ منزلہ عظیم	مقدس معلیٰ منزلہ عظیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم	تری ذات والا ہے یکتا قدیم
کے ہیں جہان میں وہ نقش و نگار	ترے حسنِ قدرت نے یا کردگار
تیرے ہیں دیکھ کر بار بار	پہنچتی نہیں عقل اُنھیں ذرہ دوار
ہیں جتنے جہان میں وہ فیض	ہیں جتنے جہان میں وہ فیض
نجوم اُنہیں کیا درخشان کیے	زمین پر سداوت گردان کیے
عیان بھرے دُر و مرجان کیے	نباتات بچہ نمایان کیے
حجر سے جواہر بھی اور زر و سیم	حجر سے جواہر بھی اور زر و سیم
عنا دل بھی اور قمری و کبک سار	شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار
طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار	بر و برگ و نخل و شجر شاخسار
ردان کی صبا ہر طرف اور سیم	ردان کی صبا ہر طرف اور سیم
جو کچھ ہوا ہے تو جاوے کہا	بیان کب ہو خلقت کی انواع کا
شرف ان بھی نہیں اُنھیں کود	خصوصاً نبی آدم خوش لقا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم	یہ اسلام و ایمان و دین قدیم
عبادت اطاعت نکو مروت	عطا کی انھیں دولت معرفت
تمیز و سخن خلق خوش مکرمت	حیا حسن و الفت ادب مصلحت
فراوان دیے اور ناز و نعیم	فراوان دیے اور ناز و نعیم

تراشکر احسان ہو کس سے ادا کیے اور الطاف بے انتہا	ہمیں مہرے تو نے پیدا کیا نظیر اس سو کیا کے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم	
منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	
تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ	سرگرو مسلمین ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دین متین ہو یا محمد مصطفیٰ	قبلہ اہل یقین ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آسمان تینے شب معراج کو روشن کیا رنگ و بو جنت کے گلشن کی ٹبر عائی بر ملا	عرش و کرسی کو قدم اپنے سے نوحی ضیا جس جگہ دہم ملا نک کو نہیں ملتی ہو جا
وان کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفیٰ	
ہے تمھاری پشت پر مہر نوت کا نشان موجزے جو ہیں تمھارے انکا کب ہو بیان	او تمھارا وصف ہے طہ و سین ہیں عیان اکشہرا عجلز جو ہے اس کے تم با عز و شان
صاحب تاج و تکیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
مکو ختم الانبیاء حق بھی جیسا بنا کے کس بنی کو یہ دراج ہیں تمھارے سے ملے	اور سدا روح الامیں آوے اوٹبہ وحی لے ہے نبوت کا جو اقدس پیکر ہیں اس مجھ سے
گو ہر کیتا تمھیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
ہیں جو یہ دونوں جہان کی آفرینش کے چمن باعث خلق انکے ہو تم یا حبیب اللہ من	جہمیں کیا کیا کچھ عیان ہیں منہ خلق و جن اور اک مطلع چرخوں میں ہیں سے جسکے چمن
سو سدا ست، کئے ترین ہو یا محمد مصطفیٰ	

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفیٰ	تم ہی خیر آخرین ہو یا محمد مصطفیٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفیٰ	وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفیٰ
نزدتستان دین ہو یا محمد مصطفیٰ	
احمد مختار ہو تم یا شبہ ہر دوسرا	سچہ قمارے حکم کے تابع قدر علی و رضا
خالقین خواہش ہے تم جبر امر کی کھوبنا	دیر اک بل در میان آگے نہیں مکن ذرا
جس گٹری چاہو وہین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کے نقش قدم سے جو شرف ہو زمین	دیکھتا ہے اسکی رفعت رات دن عرش پرین
راز تو خاقت کے ٹکڑے ہی کھلے ہیں شاہ دین	اور جو کچھ کہہ ہیں اسرار رب العالمین
سب کے تم برحق امین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کا فضل و کرم کو نین میں مشہور ہے	اور تمھیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملے کا بھی دتور ہے	کیا ہو لیکن دل سے امید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفیٰ	
مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا	سرور ہر دوسرا اور شافع روز خرا
ہے تمھاری ذات والا شیع لطف و عطا	کیا نظیر اک اور بھی سب کی بد کا آہرا
یاں بھی تم و ان بھی تمھیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ	
منید انم کہ این مردم کیانند	چو یاران رفتہ و خود بگذرانند
یولایش آن کہ این عالم برانند	بغیگن خیمہ تا محل برانند
کہ ہر امان آن عالم روانند	
میان اس جا بجز ذات خداوند	نہ بھائی ہے کوئی اپنا فرزند

نہو دنیا کے رشتوں میں تو پا بسند	نرل و فرزند یارہ خواہشیں و پیوند
برادر خواندگان کا رواند	
جہان تک یہ تماشے ہیں مقابل	ارے نادان یہ سب ہیں نقشِ باطل
اگر دانا ہے تو اسے مرو عاقل	بنا یدِ جستن اندر سجتے دل
کہ بے ایشان بائے تابا نند	
تکبر میں نکر عمر اپنی برباد	چاومت اپنے ہاتھوں و او بیاد
تجہ کیا آہ یہ تکتے نہیں یاد	نہ اداں خاک بود ست آدمی زاد
بہ آخر چون بندیشی ہا نند	
تو نگر کیا غنی کیا شاہ درویش	امیر و تخت کیا محتاج درویش
سبھوں کو ایک دن چلنا ہے درویش	پس آن بہتر کہ اول آخر خویش
بندیشند و قدر خود بداند	
سراسر کام میں دنیا کے گندے	غور و کبر میں مت اپنا تن دے
زور تو دیکھ اسے خالق کے بندے	زمین چارے بندہ خود را خلق و چندے
ہنوز از کبر سر بر آسمانند	
گیا اگر نہیں گورستان میں دل سرد	پڑی اُٹھی تھی وان ہر تہ پر گرد
جو دیکھا ہے با چشم و رخ زرد	کیے بر تر تہ خریا دے کر د
کہ اینہا یاد شاہان جہانند	
یہ وہ ہیں جنکے تن تھے گور کے گورے	مرصع جام و زرین آئینہ ورے
ہر سے تھے سلطنت کے اس کے نور سے	ہر سے تھے سلطنت کے اس کے نور سے



	بہ بین تا یادشہ یا پاسبانند	
کہان وہ تاج و تخت و ملک و دولت بگفتا تختہ بر کنہ دن چہ حاجت		کہان ہے آنکی وہ شانِ جلالت یہ سنکر مجھ سے وہ صاحبِ کرامت
	کہ میداغم کہ مشق استخوانند	
نظمیر اس بزم سے چلنا ہے اکہن نصیحت دار و سبخت و لیکن		گھڑی کی عسمر ہو یا لاکھ کا سن جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن
	نہ دار و خانہ سعدی ستانند	
خمسہ بر غزل حافظ رحمتہ اللہ علیہ		
کہان وہ مے وہ جام خمر و انہ سحر گاہا نہ مخمور و شبانہ		کہان وہ گیقبادی کا رخانہ کہون کیا تجھ سے اے یار یگانہ
	اگر قسم بادہ با چنگ و بیچانہ	
تو سو بھی اور ہی عالم کی آتش نہاد مقل را رہ تو شہ از مے		پڑا جب گوش مین وہ نالائے نے ہوئی مستی وہ مدہوشی جو دریے
	بہ ملک عاقبت کردم روانہ	
کہ سر اپنا رہا مجھ کو نہ پایاد نگارے مے فرو شمع عشوہ داد		کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد تو مجھ کو کر کے اور اک جام ادا
	کہ امین گشتم از مسکر زمانہ	
تو رکھ کر سر قدم پر اُسکے ہر دم یدہ کشتی مے تا خوش براقم		ہو واجب مین نہایت شاد و خرم کہا مین نے اُسے اے ساتی جسم

ورین وریا سے ناپید اکثرانہ	
کیا ہے گریجھے منزل سے محرم	تو رستے میں نچوڑاے خضر عالم
کہنا جب میں نے یہ نکتہ تو اسدم	ز ساقی کمان ابر و شنید م
کہ اے تیر ملامت را نشانہ	
یہ رہ بار یک ہے اور تو ہرگز	گمان اس عزم کے ہرگز تکررہ
گمان و وہم کی جاگہ نہیں یہ	برو این دام بر مرغ و گر نہ
کہ عبقرا بلند ست آشیانہ	
اگر ہے تجھ کو اس رہ سے سروکار	تو ہو سب ماسوا سے تارک آبیار
نہ رکھیو بخودی کی کچھ خبر وار	نہ بندی زان میان طوق کمر دار
اگر خود را بہ بینی در میانہ	
وہی عاشق وہی معشوق و لجوست	وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست	شراب و ساقی و شاہ و ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ	
فطیر اب چون تو شیدا نیست حافظ	تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریا کو نہ صحرا نیست حافظ	وجود ما مقالیست حافظ
کہ تحقیق فنون ست و فسانہ	
خمسہ ثانی	
مقا جواز بسکہ میں عصیانیں خرابا لودہ	طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
اہل تقویٰ کا سمجھ دانہ و آب آلودہ	دوش رفتم بدر سیکدہ خواب آلودہ

خزقہ تر دامن و سجاده شراب آلودہ	
لیکھا شوق جو ان سب کو اٹھا دوش و دوش دیکھ کر محکوم ٹپا خواب میں غفلت کے خوش جاتے ہی در پہ گرا بیٹھنا کنگے مد ہوش آمد افسوس کنناں مغلیہ بادہ فروش	
گفت بیدار شوا سے رہر و خواب آلودہ	
جب میں جاگا تو کھانا اُس بشیرین مخنی دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے تو بان کی مٹی یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی ورہو آب شیرین دہنا چند کئے	
جو ہر روح بہ یا قوت نہ آب آلودہ	
اسے ہوتا ک یہ ہے میکہ قدس مقام تو بھی وہ ہے جو بیاں ہے تو ہے بیاں مقام بہیچہ مستان ازل کرتے ہیں یاں تہنم شست و شو کے کن انگہ خرابات خرام	
انامکر دوزخ تو این دیر خراب آلودہ	
گر تجھے عشق حقیقی نے پہچک دی توفیق ایک ادنیٰ سایہ اُس عشق کا نکتہ توفیق تو تو میکہ آن کے یاں ہل طریقت کا طریق آشنا یاں بر عشق درین بحر عمیق	
غرق گشتند و نہ گشتند باب آلودہ	
یہ تو ہے معدن انوار بترین صدق و صفا ایک صافی شود از چاہ طہیست بر آ نہ وہ دریا نہیں تو حسین کوئے آشنا مگر تو چاہے کہ یہاں آوے تو ہر غرق بیا	
اگر صناعی نہ بد آب تر آب آلودہ	
چہ تو ہمہ سہ ہیں فطرت عشق میں نہاں ہر روش کچھ جو حافظ سے آیا یا رستہ ہر دوش ہر دوش غل عجیب طرح کا کس نکتہ ہوا گو ہر گوش گفت حافظ برو این نکتہ بیاں فروش	
آہ ازین لطف با نوا عتاب آلودہ	

خمسہ بر غزل خود	
تھا وصل کا جھوٹا دل میں دو بالا کیونکر نہ ہے اشک سے ایشک کا نالا	ویسا ہی فلک نے یہ خلل تھرکا ڈالا پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اسے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا	
افقے کو مرے سامنے ہرگز نہ بچھاؤ یہ جھوٹا نہیں تم اسے مانو کہ نہ مانو	اثبات جو کرنا ہے تو اس بات کو بچھاؤ شیرین کے در اوپر یہ جوے شیرین جانو
افراد کے لوہو کا چمکتا ہے پیالا	
بھڑکے عمر کبھی ہسم سے ہوا تھا نہ جدوہ جیتا ہے خدا جانے ویسا گیارو رو	کال اُس کے تین لگیں اک شوخ بھابھو کیا جائے کس حال میں ہو وگیا عزیزو
دل آج مرا سلمہ اللہ تے لے	
سہ گرجہ لگن ہی میں بھی شوخ وہ شور کیا کیا میں کروں اسکی اب عیار کیا نہ کرو	پر دم میں کیسے نہیں آتا ہے بہ مقدور بوسے کی طلب کی تو کانا ز سے چل ورو
اور دل کو کہا لے تو وہن ہنس کے کہا لے	
دل سے اٹھا جان تجھے میں جو چاہا اب نزع میں ہوں تیرے تغافل سے اہا ہا	جو ظلم و تم تو نے کیا میں نے اٹھایا رک رک کے ترے پھر میں ارشک سے سجا
مرا تھوں مری اب کوئی جینے کی دوالا	
اُس شوخ کو یار کوئی یہ جاسکے سناؤ کچھ باقی نہیں مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ	یعنی مجھ اس پھر کے زندان سے چھڑاؤ مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر بچھاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک کڑکا جالا	

کل ہو جو گلیا اس صفت مرگان سے مقابل	بسل ساتھ تپا تھا سر شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھ کو یقین ہو گیا کامل	شاید کہ موارات کو سینے میں مرادل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرو نہ نالا	
نے زہر پہ مرے پاس جو اُس شوخ کو کھین	نے زور کہ دھکا کے آسے پاس بلا کھین
کچھ بن نہیں آتا ہے کیے جا کے سناؤں	اگر بس ہو مرا تو میں کسی چور سے کہوں
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اٹھالال	
دنیا میں جو کرتا ہے کسی کوئی اب چاہ	سب ناز اٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کو خواہ
خوبان کے مزاج کو ابھی تو نہیں آگاہ	وہ آپ سے روٹھا نہ میں ٹٹے کا ٹیڑا
کیا دیکھے ہے چل پاؤں پڑا اور اُس کو منالا	
<b>در بیان فنا</b>	
پڑے علم کے اُس دنیا میں گرا کر ملی اور اک ہو	اور لا اکنا میں اوٹوں پر بیٹھی کے راک ہو
موقوف پڑے منقول پڑے نہ ہنوں میں چالاک ہو	یا نہ علم کے دریا میں اُن دریا کے پیر اک ہو
سب جیتے جی کے جھکے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	
جب موت سے اگر کام پڑا سب تھکے تھکے پاک ہو	
شہر حکیم اور بید ہو یا نہ جھکے علم طاہر کا	والان کتابور سے کا اور خوں سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھونسل و زورا	اگر نہ لاکھ مجھ سے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جیتے جی کے جھکے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	
جب موت سے اگر کام پڑا سب تھکے تھکے پاک ہو	
یا سست شری رند ہو باز اترام قدور ہو	یا پی بکیر و شاد ہو یا چلو میں سرور ہو

جبر کے پیالے دو نوٹے آساعت پر موقوف ہو	یاں جبر تیسرے دو نوٹے آساعت پر موقوف ہو
سختی جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب قفسے پاک ہو
اس دنیا کی دھن دھن میں گنشاہ سلیمان چلے	یا ٹھہرے میر وزیر اعظم باراجہ بکر آہ چلے
منہ دیکھ اہل کے لشکر کاتب لکیر گھر کی راہ چلے	نے ہاتھی گھوڑے سنگ لگے تخت چتر ترہ چلے
سختی جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب قفسے پاک ہو
یا حاکم یا محکوم ہو یا قاتل یا معقول ہو	یا خادم یا مخدوم ہو یا جاہل یا بھول ہو
زور وار ہو سردار ہو مرد ہو مقبول ہو	کچھ اور نہ لکھا آخر کو سب اسی میں بھول ہو
سختی جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب قفسے پاک ہو
گرو بخیر ملی نہ ہر ہو یا بخشش میں تریاک ہو	یا نخل ہو پر پیونکے یا خالی یا تونک ہو
یا عمر گذاری عشرت میں یا سوئم سے غناک ہو	یا بھل بھول بھی کھا کاشن یا کھینکھا خاک ہو
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب قفسے پاک ہو
در بیان موت	
دنیا کے سچ یار و سب نیت کامزاسے	جیتونکے واسطے ہی یہ ٹھٹھا سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاک کیا ہے	نے باپ سے نہ بیٹا نہ یار آشتا ہے
ڈرتی ہے روح یار و اور جی کی پناہ ہے	نیکا نام نہت لوم نہا می بلا ہے

جیتونکے دل کو ہر دم کیا عیش پیے رہے ہیں	گلزارِ ناچ سیرین ساقی صراحی مٹ رہے ہیں
جب مر گئے تو ہرگز مرنے کوئی شکر ہے	اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کنوین ہے
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مریکا نامِ مست لو مرنے کی ہر سی بلا ہے	
ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے	جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقشِ رہ گزر کے	پوچھا نہ پھر کسی یہ تھے میانِ کدھر کے
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مریکا نامِ مست لو مرنے کی ہر سی بلا ہے	
مریکا بعد کوئی اُلفت نہ پھر جتاوے	نئے بیٹا پاس لے وے سے بھائی مٹھ لگاؤ
جو دیکھ لے صورتِ دہشت بھاگ جاؤ	اس مرگ کی جفا میں کیا کیا نہیں بناؤ
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مریکا نامِ مست لو مرنے کی ہر سی بلا ہے	
پتہ تھے دودھ شربت اور چاہتے تھے میوہ	مر گئے ہی پھر کچھ اُن کا سکر رہا نہ بھینوا
سچے شمیم ہو گئے بی بی کہانی بیوہ	اس مرگ نے اکھاڑا کس کس میں کالیوہ
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مریکا نامِ مست لو مرنے کی ہر سی بلا ہے	
جب روحِ تنہا کلی آنا نہیں دیا آج پھر	کاسے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بہار پھر
ہاتھی پر چڑھنے یا چڑھنے پر چڑھنے کا	جیہٹ گئے تو لوگوں کو یہ دہشتیں کہاں پھر
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مریکا نامِ مست لو مرنے کی ہر سی بلا ہے	

گھر ہو بشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت	اسبابِ عشرتوں کے محبوب خوبصورت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہ ہو کہ حسرت	کیا سخت پس پسی ہے کیا سخت ہے مصیبت
ڈرتی ہو روح یار و اور جی بھی کا پتا ہے	مریکا نام مت کو مرنا بڑی بلا ہے
کھانے کو اُنکے نعمت سو سو طرح کی تھی	اور وہ نپا دین لڑو کیونکر کئی چھاتی
کوڑکی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں چھاتی	لیکن نظیر سب کچھ بیوت سے چھڑاتی
ڈرتی ہو روح یار و اور جی بھی کا پتا ہے	مریکا نام مت کو مرنا بڑی بلا ہے
درِ رازداری محبوب	
سُن لے اے شمعِ گلبدن نادان	تجھ کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران
اس طرح بھر کے منہ چبا کر پان	غیرے تو ہنسانہ کر ہر آن
اس میں ہو گا ہمارے جی کا زیان	
اب بھی ظالم ہمارے بات کو مان	
گلبدن تالیاں بجا دیں گے	خنجہ لبِ منہ بنا چڑھا دیں گے
کتنے آنکھوں میں مسکرا دیں گے	کتنے آئینہ لا دکھا دیں گے
کیسا چھیرے نیگے ہر گھڑی ایجان	
اب بھی ظالم ہمارے بات کو مان	
تو جو خو باغین خواہ ہو وے گا	اپنی سب دلیری ڈبو وے گا
ہاتھ پھر سر پر رکھ کے رو وے گا	بات سب مُفت اپنی کھو وے گا



	کچھ نہ پھر بن سیکے گا اے نادان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
کل تو وان ایک گوراسا لڑکا ہم تو جانیں وہ صاف تھا جھوٹا	اسنے یارو نہیں کچھ وہ کہتا تھا یا خدا جانے تھا وہی سچا
	تو تو اسطور کا نہیں انسان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
ہنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا مین کہا ہاتھ سینے پر پھیلا	وہ تو کچھ اور اور ہی چرسکا اُسے سودا ہے ہار لا ڈالا
	جانے اب اُس کا دین اور ایمان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
ہنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے بولنا صاحبِ تمہیں تو سودا ہے	کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے وان تو جھگڑا ہی سارا پرچھا ہے
	کیا تمہارے ہیں بند اب تک کان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
ہنے پھر بات کھود کر پوچھی بولنا وہ تم تو سنتے ہو کم جی	کیا کسی نے لگا لیا چھاتی اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی
	جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے	کتنے موتی کھڑے پروتے تھے

کتنے سُن سُن کے ہوش کھوتے تھے	ہم اسی دن کو یار و دوست تھے
آخر اٹھتے تو یہ نئے طوفان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب	کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ ب
آہ اب ہکو اس سے کیا مطلب	سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب
شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
تو جو راتوں کو اُسین جاتا ہے	جہین پھولا نہیں سماتا ہے
تقصے مار کھلکھلاتا ہے	ہکو اب پھر یہ ہول آتا ہے
کہین ویسے ہی پھر رہو بہتان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
آج جانا کہین جو ہے ٹھانا	دیکھو ان کے ساتھ مت جانا
آفت اس حُسن پر تو مت لانا	انکے زہار و مہین مت آنا
اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا	پر دیا جب فشا و غا سے پلا
تجھے غافل نشے میں جب پایا	پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا
رحم کر اپنے حال پر اسے جان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	

آگے وہ بات یاد ہے پیارے	اگر چہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
یہ وہ طوفان تو گھٹے اُن کے	ہم تو ایسا تک ہیں اُس شرمندے
بلکہ تھکوا بھی خوب ہوں سب دھیان	
اب بھی ظالم ہجاری بات کو مان	
کیون شکر یہ کیسی بات ہوئی	اُسے جو کچھ کہی سو تو تے سہی
نوبت اب یاں تک تو آپو نیچی	اب نقارے ہی بجے ہیں باقی
دیکھ عاشق فطیر کو پہچان	
اب بھی ظالم ہجاری بات کو مان	
در تعریف پیچتن پاک	
ہے دلمین میرے یاد جو بارہ امام کی	اور آرزو ہے ساقی کو شر کے جام کی
یہ بیت عجک وور ہے ہر صبح و شام کی	تسبیح ہزار دانہ ہے اور اٹکے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پیچتن کے نام کی	
اول تو دل ہو صاف دھڑم تہ تاباک	سوم کھاؤں و نو جانیں نہ سے پاک
چوتھے عدد کا غیب ہو جاو سینہ چاک	اور پانچویں میں ڈالوں خجاف کے سپہ چاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پیچتن کے نام کی	
تن ہے سو پاک صاف معطر ہو شعل و لول	ہو روح شاد و دل نہو میرا کبھو ملول
دونوں جانیں خوش ہوں از رضت رسول	روزہ نماز و روز و وظائف ہوں ببول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پیچتن کے نام کی	
بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید	ٹل جاوین دیو چھپنے لگیں منکر شدید

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکھ میں	اجیتا ہوں توشاہ جو مجاؤں توشید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
نعرہ کروں جو حیدری الجاؤں پہاڑ	قراؤں چشمہ سار پلین ڈرتے بونے جھاڑ
اگر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل ناڑ	اگر کیڑا اُسکی پھینکے واڑھی کو دوں لکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
اے دوستو عجب ہے بنا بختن کا نام	جسکے طفیل تھے براتے ہیں ب کے کام
جو ہیں سو ہیں ہی ختم الخیر والسلام	اور میں جو ہوں فیض توکتا ہوں صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
در اظہار نعمت ہاے خدا	
یہ نعمتیں عیان ہیں جو عالم کے واسطے	ہنگی یہ سب میان اسی آدم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ شکم کے واسطے	ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیاں نبی ہیں یہ آدم کے واسطے	
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	
محبوب گلزار پر نیراد سُرخ قام	مطرب خراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز واد اوچو چلے دولت کی دھوم مدام	ہستی نشیطا و عشرت و عیش و طرب نام
سب خوبیاں نبی ہیں یہ آدم کے واسطے	
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	
اسبابِ عشرت تو نے کہیں جہان تہان	گلدارانِ پاندانِ عطر دارانِ زلفشان
حقہ بھر چکے ہیں اور نیچے پھوپھان	مشک و گلابِ عطر و چین باغ و بہان

	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>یا قوت لعل بنی و نیم فلک مثال زر سیم فوج حشمت و اطاک گنج و مال</p>		<p>جتنے جواہرات ہین سرخ و سفید لعل فیروزہ موگاموتی و کچھراج خوشخصا</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>باو دم پیتے داکھ چھو ہارے دکھو پرے نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے</p>		<p>سیکھو ہین جتنے خشک تر اس باغ میں لگے خر بوڑے آم جامن و لیون چکوترے</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>سب سکھ میں ہین پر ایکٹ اک دکھ میں آہ جن جکاتنے نام میا اب میان نظیر</p>		<p>دنیا میں جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش و لذیر</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
	<p>دہ بیان تلاش زہر</p>	
<p>جتنے ہین سیکے دل میں بھڑکی گا ہو آہ زہر ہکو بھی کچھ تلاش نہیں اب سو آہ زہر</p>		<p>دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلا ہے زہر اس نکھونہیں دلمین جانیں سنے میں جا زہر</p>
	<p>جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ہے زہر ہر اک یہی پکار ہے دن رات آہ زہر</p>	

کتنے تو زکر نقش طلسمات کہتے ہیں	اور کتنے زکر کوشف و کرامات کہتے ہیں
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہیں	کتنے اس کو قاضی الحاجات کہتے ہیں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زرا	ہر اک یہی پکارے ہے دُرات ہا سے زرا
آپ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے	وہ بوند کیا ہے چشمہ آب حیات ہے
دنیا میں غیش میں بھی عشرت کے ساتھ ہے	زرا وہ ہے جس دو تون جہان میں نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زرا	ہر اک یہی پکارے ہے دُرات ہا سے زرا
زرا کھان میں گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے	شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار میں لگا ہے تو وان بھی بہار ہے	گر خاک میں گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زرا	ہر اک یہی پکارے ہے دُرات ہا سے زرا
زند کے دیے سے پیر اور ستا و نرم ہو	زر کے سببے و تمن ناشا و نرم ہو
جو ضوع سنگدل سے پریزا و نرم ہو	زرا وہ ہے جسکو دیکھ کے فولا و نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زرا	ہر اک یہی پکارے ہے دُرات ہا سے زرا
کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلاتون	میں اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون	یہ بھی دلیس کہ میں ہی اسکو چھین لون
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زرا	ہر اک یہی پکارے ہے دُرات ہا سے زرا

جا لوگ رو مشام میں زر کو کہاتے ہیں	ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہیں
دکھن زر کے واسطے سب یا نکو آتے ہیں	اور بیان کے زر کے واسطے کھن کو جاہلین
جو ہے سوہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکار ہے دُنرات ہا سے زر
سونیکی جد ولین کوتاہیوں پیغام ہیں	وہ جد ولین وہ رنگت سونیکے کام ہیں
جنگے ورق ورق ہی ستر سے تمام ہیں	سب میں زیادہ انکی قیمت ہیں نام ہیں
جو ہے سوہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکار ہے دُنرات ہا سے زر
اب جنگے گھر میں ڈھیر ہے سونیکے دام کے	ہر اک امیدوار ہیں اُن کے غلام کے
ملنے پاتوں چوے ہیں نیکے غلام کے	کیا رتے ہیں طلا سے علیہ السلام کے
جو ہے سوہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکار ہے دُنرات ہا سے زر
کتنوں کو ولین دھن سے کہ زر ہی کاسیے	کچھ کھائے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کہتا ہے کوئی ہا سے گمان زر کو پاسیے	کیا کیجئے زر کھائیے اور مر ہی جالیے
جو ہے سوہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکار ہے دُنرات ہا سے زر
سونہا اگر چہ زر ہے یا سرخ خام ہے	لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
سب میں زیادہ حُسن کی الفت کا دام ہے	زر وہ ہے جس کا حُسن بھلی دنی غلام ہے
جو ہے سوہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکار ہے دُنرات ہا سے زر

ہوتی ہیں زر کے واسطے ہر جا چٹھائیاں بند و قین اور بہن کہیں تو بہن لگا ئیاں	کٹتے ہیں ہاتھ پاتوں گلے اور کلا ئیاں گل زر کی ہو رہی ہیں جہان میں لڑائیاں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر ہر اک یہی پکار ہے ہے دذرات ہائے زر	
جتنی جہان میں خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر سب ہنگیہ زر کے جال میں جی جان اسیر	پیر و مرید فلس و محتاج اور فقیر کیا کیا انہوں خوبیاں زر کی میانِ نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر ہر اک یہی پکار ہے ہے دذرات ہائے زر	
در بیانِ شکوہ گزار ہی محبوب	
اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کروں بیتہ بہن اشکِ شام و صبح گاہ کیا کروں	تن سوکھ کر ہوا ہے مرا گاہ کیا کروں ملتا نہیں ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کروں
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اُمید کیا کروں	
جسدِ اُس کو نہ چھٹا ہے مرا نصیب ہوں جاگنی میں تو بھی نہیں جاگتا نصیب	دل بھر کے ایک دن نہوا دیکھنا نصیب کنجِ یونہی میں آن پڑا اب میں یا نصیب
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اُمید کیا کروں	
ایہ صبر تو چھوٹا قتل کر رہا ہے وہ نیک نام اب یا رکھنا توں کہ رکھوں لیل کو قسام	او وہ گمراہ کو آ رہے ہیں اجل کے چھ پیام اُس کشمکش میں اب کہو کیا کیا کر دین کا م



	فرصتِ توسانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
اور جو اجل کو روکوں تو مانے ہو وہ اس دو گھر میں آہ میں کیا کیا کروں بھلا		گریار کی خوشی نکروں تو وہ ہو خفا عرصہ بھارِ زندگی کا سو گھر بونہ آگ کا
	فرصتِ توسانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جوں جاب اتنی سی زندگی میں بھی کیا کیا ہوں غلب		گرا پئی زندگی کا کرتا ہوں جین جاب کیونکر پیچھے نہ ختم ہے مرے آنسوؤں کا آب
	فرصتِ توسانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
تو عاشقوں کے بیچ کہا تا ہوں وفا ان کلون کے بیچ کروں آہ اب میں کیا		جو جی چھپا کے اب نہ ہوں یار کی حفا اور جی کو دیکھتا ہوں تو اکدن کی ہزوا
	فرصتِ توسانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
تو لوگ طعنہ دیتے ہیں نہیں کھربہ گھر اس بکسی میں آہ نہ کیوں ٹپکوں اپنا سر		کرتا مٹھ دھوکے بیٹھ رہوں اب بھی بکھر اور یار سے کہوں تو وہ کرتا نہیں نظر
	فرصتِ توسانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
نے دیکھو میرے صبر نہ دلدارِ زنجہ لگا ہے		نے آہ کا مکان ہے نہ زنجہ کی بے جا ہے

اُس آسمان پہلے کو ہوں شاہ اب میں ہا	گر ایک غم پرے تو اُسے جی مر اٹھا
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں	
تو دور بھاتا ہے مجھے جان کر حقیر کیا بے طرحے غم میں پھنسا ہوں میں	جا ہوں کھجکھو عشق میں اپنے کروں اسیر نے مجھ کو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں	
خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام	
علی کا وصف کچھ کنسا سادتا اسکو کہتے ہیں علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں	علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں علی کی مح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں
علی کی حُب میں مر جانا شادت اسکو کہتے ہیں	
اُسی کو لانا تھی ہر دم کہا اشد اکبر نے اُسی کو دیکھی کہا اُس شاہ بر تر نے	اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید نور نے اُسی کو لٹک لٹکی کہا جان پمیر نے
خدا و مصطفیٰ سے ہم قرابت اسکو کہتے ہیں	
جو انکا اک شتر اسکو دلائے سیکڑوں کہ اُس کا گھر عجز اور اُس کے ہمسایوں کا گھر باہر	کیا مولانا میرے گرسلی اک سوال تا کر اگر کچھ زری خواہش کی تو بیشہ اس قدر گوہر
کریم و اہل ہمت میں خاوت اسکو کہتے ہیں	
وہ میں قامت کے گھنے کے نیچے چیراں جاوے مرامو لہار اک بندہ میں تپا تپا ہی وکھلاوے	میرا لہو نہیں گردش میں پڑنے ناز اوے صفین حور و کھلاں جن انس کی لاوے

	بوت کے جو مالک ہیں امامت اسکو کہتے ہیں	
اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا	کر ورون کا فزون سے جالڑا وہ اکبر کا	چہرہ علم میں کوہ کے دیوؤں کو جمارا
	بہادر بے بدل بکتا شجاعت اسکو کہتے ہیں	
کہا اُس شاہ نے روز قیامت میں جو کوں گا	دہان حیات میں اپنے محبوب کو جو پاؤں گا	کھڑا ہو عرش کے آگے بیٹھو کو تختیوں کا
	علی کے دوستوں سُن لو شفاعت اسکو کہتے ہیں	
نور علی آوے وہ دن چشما کو دستا بھین	تو چہرہ کے تھے سے اُنکو بھی وان دیکھیں	اور اب دنیا میں آنکھوں کو تخت کا نشان دیکھیں
	قسم ایمان کی ہم عینِ راحت اسکو کہتے ہیں	
	اور منقبتِ امیر المومنین حضرت علی کریمؑ و جہد	
نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھوں	روح روان جسم سمیہ کو کیا لکھوں	وریاے معرفت کے شناور کو کیا لکھوں
	حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں	
گر نور اُسکا دیکھ کہوں شمس اور قمر	وہ اُسکا دترہ نور کا وہ اُسکا فیض بر	سارے تو جو ستارے ہیں اُس نقشِ بیاں پر
	حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں	
گر فی المثل میں اُسکو کہوں رضوانِ رحمان	جہلمتی ہیں بارِ بخت سے جنت کی ڈالیاں	اور جو بھلا میں خوبیِ رضوان سے نشان

حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
اور جو کمون کہ چشمہ آبِ حیات ہے	یا خضر ہے تو یہ کوئی کتنے کی بات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے	اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا	کو سے کوئی کہ لعل و گہرین یہ بے بہا
سنو وہ تو صد تہ ہو کے رہا خاک میں گڑا	اور یہ بھی ہوتا رسد آبِ مین رہا
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
شاہِ تری جو مچ بنا تا ہے اب نظیر	تیرے سوا کسی کا کہا تا ہے ب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگا تا ہے جب نظیر	صلوٰۃ پڑھ کے یہ ہی بنا تا ہے ب نظیر
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
درِ مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدرِ شہر	
ہین و وجہ ان کے سلطان حضرت سلیم چشتی	عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سرفرازِ مسلمان حضرت سلیم چشتی	مقبولِ خاصِ نیردان حضرت سلیم چشتی
اسرارِ ملکِ عرفان حضرت سلیم چشتی	
برقِ اسد کی رونقِ عرشِ بریں تارے	گلزارِ دینِ گلبنِ اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہیں سب بچارے	تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمہارے
عالم ہے باغ و بہستان حضرت سلیم چشتی	
شاہو کنگے بادشاہ ہو یا تاج بالوا ہو	اور تیلے صفا ہوا و کعبہ ضیا ہو
خلاقیت کے رہنما ہو دنیا کے مقتدا ہو	تم صاحبِ سخا ہو محبوبِ کبریا ہو

ہے تم سے زیب امکان حضرت سلیم چشتی	
شاہ و گدا ہیں تابع سب تیری ملکیت کے شاہنشاہ تو بخشے خالق کی سلطنت کے	لائی تھیں ہوشا ہا اس قدر و شرف شاہنشاہ تو بخشے خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میرا سامان حضرت سلیم چشتی	
ہے نام پاک تیرا مشہور و بین میں ہیں خلق کی تمہارے خوشبو گل چین میں	کرتی ہیں یادِ تھکویہ جانیں ہیں چین میں خدمت میں ہیں تھکویہ جانیں ہیں چین میں
جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی	
کعبہ سمجھ کے اپنا مشتاق تیرے در کو وصاف تیرے ہوں پاتے ہیں سیم و زر کو	کرتے ہیں آ زیارتِ دل سے جھکا کر پڑھتے ہیں مدح تیری گلشن میں ہر بحر کو
ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی	
ہے سلطنتِ جہان کی سب تیرے زیرِ فرمان خوانِ کرم پہ تیرے سے خلقِ ساری مہمان	چاکر ہیں تیرے در کے فقیر و غافل ہیں حکم میں تمہارے جن و پرمی و انسان
وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی	
تم سب ہو منظم اور سب ہو مکرم اور خوبیاں جہان کی تمہارے ہیں مکرم	خلقت ہوئی تمہاری سب نور سے مجسم ابیر کرم سے تیرے دائم ہے سیر و خرم
عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی	
دشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہر کے منزل پہ آ کے پونچے سالک تمہاری کے	محتاج ہیں تمہارے اک لطف کی نگہ کے خاکِ قدم تمہاری اور چشمِ مہر و بہ کے
ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی	

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے	روشن پہنچے ہر پہ سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر سدا بقیین کے	ذرا نہ بین تفاوت تم آسمان ہو دین کے
ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی	
عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے	حسرت ہے دوستوں کو حضرت تمہارے کو
یہ چاہتا ہوں اب میں سودا گری رزق سے	رکھو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجدِ ہر احسان حضرت سلیم چشتی	
وہ بیانِ عرس حضرت سلیم چشتی	
ہے یہ مجمعِ نگوں سہرشتی کا	ذکر کیا یا ان گنہ کی زشتی کا
بھر ہے عارفوں کی کشتی کا	خمر ہے حرفِ سہرشتی کا
رشتک ہے گلشنِ بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	
باغِ جنت ہے آج یہ درگاہ	پھول پھولے ہیں فیض کے دلوں کا
دیکھو رضوان بہارِ یان کی واہ	دل میں کہتا ہے دمِ دم واہ
رشتک ہے گلشنِ بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	
یہ تجلی نہ سلیم وزرے ہے	ابرِ رحمت کا نورِ برے ہے
خُور و غلمان کی رُوحِ تیرے ہے	اور اشارہ یہی نظر سے ہے
رشتک ہے گلشنِ بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	

صحن در کا ہے باغ اور بُستان	اور ہین زردار سب گل وریخان
جی مین سب پھول پھول ہوشادان	یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن
ریشک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال	گھر مکان ہے گلون سے مال مال
حُسن راگ اور مشائخوئے حال	بھیر غل شور اور یہ قال مقال
ریشک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
کھل رہا ہے مہین جو فیض بھرا	جھڑنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا	سب پکارے ہین یون اہا ہا ہا
ریشک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
کتنے درگہ مین فیض اُٹھاتے ہین	کتنے جھرنے مین جا شامتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین	کتنے خوش ہو یہی سناستے ہین
ریشک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
عُرس درگاہ کے جو دکھی واہ	اور ہی گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلوئی طرح چمک کر آہ	سب یہی کہہ رہے ہین کر کے نگاہ
ریشک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا

سبز و سرخ و سفید و زرد بہم دیکھو شیریں ہو سکتے ہیں ہر دم	سہ بہم و دور دور کا عالم سب خوشی ہو کے جو گل شبنم
رنگ سہ گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
بادشاہ و گدا و میر و وزیر پرسجو کلی زبان یہ یہ تقریر	بہتر انوہ خالق کی ملک شیر مفل و پیر و جوان غریب و فقیر
رنگ سہ گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
غنج لب گلبدن بھی پھرتے ہیں دلربا دل شکن بھی پھرتے ہیں	کتنے دان سیتن بھی پھرتے ہیں شوخی گل پیر ہن بھی پھرتے ہیں
رنگ سہ گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
کتنے دل اپنا مفت کھوئے ہیں کتنے موتی کھڑے ہوئے ہیں	کتنے نظرون سے زخمی ہوئے ہیں کتنے اُلفت کے غم ہوئے ہیں
رنگ سہ گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
عارف الحق میان علی احمد سب چکارے ہیں خلقِ بچہ و بزرگ	جانشین ہیں جو صاحبِ سند انکی خوبیِ نظیر ہے سب احسن
عُرس حضرت سلیم چشتی کا	رنگ سہ گلشن بہشتی کا



در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	
رکھ اپنے دلیں سے آدم کے بن کلمہ محمد کا	اور اپنی انگلیوں اور پیر بھی کن کلمہ محمد کا
پڑھے ہیں سب پر علی و در دیو و جن کلمہ محمد کا	مسلمان ہو تو بت بھول ایک کن کلمہ محمد کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا در	یہی کلمہ لکھا ہے عرش و در گرجی ماتھے پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں کچ پھول کھل کر	یہ سب کلموں بہتر ہے یہ کلمہ دکن ہر تر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا رمان بنو کو	اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ اپنا
اسے حورو ملک غلمان پڑھتے ہیں	وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پیدا کر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمے کی برکت سے تو یان بھی بستا	اگر یا نہ تو جاو گیا تو پھر وان بھی سلا
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہو	اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کے نور سے خورشید کیلا تا کو دانی	اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن ہے پشانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں نوالی	اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں فلک رضیوں پانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمہ سے اسے دل نہیں کسما ہر روشن	سود خود شیدائی عرش گرجی لامکان روشن
اسی کلمہ سے جنت کے باغ اور باغبان روشن	غزنو جنت تو کیا اسے تو زمین نوحان روشن
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	

چلیکا چھوڑ کر توجھ بھڑی یہ عالم فانی	پڑ گیا قبر کے جا کر اندھ مرین ہو زندگی
نکیر و نکار کر جب کرے تجھے تجھ پہ طغیانی	یہی کلمہ کرے گا وان تر نہی کل کی سانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمہ نے عزرائیل کی محبت کو نبالا ہے	اسی کلمہ نے تنگی کو بھد کی کھول ڈالا ہے
پڑ گیا قبر کا تجھ پر میان وہ دن جو کالا ہے	یہی کلمہ تراوان بھی اندھیرے کا اجلا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
صف محشر میں جب دہشت کا تجھ پر اترے گا	یہی کلمہ تراؤں جا رفیق اور یار ترے گا
گناہوں کا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھارا ترے گا	اسی کلمہ کی دولت سے میان تو پار ترے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
ہمساں جب پل صراط اور تو اپنا پیچھے گا	تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤں کھائے گا
لگے گا جب تو دلاں گے تو کلمہ چائے گا	یہی یاد رکھ کرے گی یہی جھکے سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
سوانیرے کے اوپر چمکے ہوگا آفتاب یا	ہر اکسری کی تابش سے پھر نکاحی گھرایا
پڑ گیا جب ترے سن پر بھی شعلہ آسکا گرایا	یہی کلمہ چھتر بند کر گیا تجھ پہ وان سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
لینے لگے جب ہاں سبک عل نیر کے پتھر پر	جو لگے ہیں پڑنے آتشین گرز آگے پتھر پر
تجھے تو لینے جسم اُس ترار کے ٹکے پر	یہی کلمہ میان وان بھی ترے ہو گیا پتھر پر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
جو پور میں میان آنکی تو ہو گی گرم بازی	کئی ہے جس کی آنکی وان ہو گی گرم بازی

تراپتا بھی جب کرنے لگا جان بسکساری	یہی کلمہ بناو گیا ترے لیے کو دان بھاری
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
پڑ گیا العطش کا شور آسیدائینِ حب اگر	پھر گئے پانی پانی کرتے مارے پیاس کثر
ترے بھی جب دین بے سو گئے تالور بان کسیر	یہی کلمہ تجھے پانی پلا دیا میان بھر
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھا دیا	محمد کی شفاعت سے بھی بھٹک و غشو او گیا
بہشتی کر کے حلقہ نور کا تجھ کو نیا دیا	بڑی عزت بڑی حرمت جنت میں لیا دیا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ تجھے دانِ جام کوثر کا پلا دیا	یہی کلمہ تجھے گلزارِ حُبت کے دکھا دیا
یہی کلمہ ترا منہ چاند منہ روشن بنا دیا	یہی کلمہ ترے ہر وقت دانِ پر کا م دیا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا پتہ چلا	اسی کلمہ سے تیری روح ہو گی عرش کا نا
اسی کلمہ سے ہم سب گناہ کا رو کا پتہ کارا	اسی کلمہ سے ہو گا دین اور دنیا میں تارا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
میانِ اسب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاصیت ہے	یہ صدقے سے رسولِ مہدی کی اہمیت ہے
اسی بیانِ انصافِ عزتِ اسی دانِ شفاعت ہے	یہی سب دوسو نیکے واسطے افضلِ عبادت ہے
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
چلی آتی ہے اب تو ہر کہین بازار کی راگھی	سنہری سنہری شیم زرد اور گلنا ز کی راگھی

راگھی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راہی	سلو نو متعین نگین آس دلدار کی راہی
نہ سوئے ایک گل کو یا جس گلزار کی راہی	
عیان ہے اب تو راہی جمی جمی گلشن بھی	جھکتا ہوا ہوتا ہے جھلکتا ہوا رشیم بھی
تماشا ہوا ہوا ہوا غنیمت ہے یہ عالم بھی	اٹھانا ہاتھ پیار سے واہ وا نکا دیکھ لین بھی
تمھاری موتیوں کی اور زریکے تار کی راہی	
بچی ہے ہر طرف کیا کیا سلو نو کی بہار اب تو	ہر اک گرو پھر ہے راہی کی نہ ہے ہاتھ چین بھی
ہوس جو دلیں گزری ہو کیوں کیا آہ تیر کو	یہی تاج چین کن با معن آج تو یارو
مین اپنے ہاتھ سے پیار کیے باندھوں پیار کی راہی	
ہوئی ہے زینت اور خوبان کو تو راہی	بولیں اب جان اور کچھ راہی گل پھول
دوانی بلبلین ہوں دیکھ گل غینے لگین تنکے	تمھارے ہاتھ نے مہندی انگشتوں ناخن
گلستان کی چین کی بات کی گلزار کی راہی	
ادا سے ہاتھ اٹھتے ہیں گل راہی چین	کلیجے دھینے والوں نے کیا کیا آہ اچھلتے ہیں
کمان نازک پیو پیو در کمان یہ رنگت ہیں	چین میں شاخ پر کب اس طرح کے پھول کھلتے ہیں
جو کچھ خوبی میں ہے اس خوش گل شمسار کی راہی	
پھر میں ہیں راہیان باندھیں ہر دم کمار	تو انکی راہیوں کو دیکھ ایجان چاؤ کے مارے
پس زناں اور شفقہ لگا تھے اوپر پارے	قسط آیا ہے با معن بنے راہی باندھنے پیارے
نہ بدھا لو اس سے تم ہنس کر اب بس تھوار کی راہی	
	محسوس ہوئی
قاتل جو میرا ڈر دھکے کھنچے شال آیا	کھا کھا کے پان نکال کر پھول لال آیا

اگویا نکل شفق سے بدر کمال آیا	جب مُنہ میں وہ پریر و ملکہ گلال آیا
اک دم تو دیکھ اُسکو ہوئی کو حال آیا	
عیشِ طرحا سامانِ شہِ آج سب گھر کے	اب تو نہیں بچ کوئی دنیا میں ہر سر کے
ازیاہ تا باہی بند ہین بے زر اُسکے	کل وقت شام سو بچ گئے کو مُنہ پر اُسکے
رہکے شفق کے سر پر پشت گلال آیا	
خالص کسین تازی کی زعفرانِ بنگا کر	مشک و گلاب میں بھی ملکر اُسے ہلکا کر
شیشے میں بھر کے نکلا چپکے لگا چپکا کر	مدت سے آرزو تھی اک دم اُنہی کا کر
اک دن جنم پہ جا کر مین رنگ ڈال آیا	
اربابِ بزمِ بھر تو وہ شاہ اپنے لیکر	سب ہنشینِ حسب و نحوہ اپنے لیکر
چالاک چست کا فر گراہ اپنے لیکر	دس بیس گلر خون کو ہر گراہ اپنے لیکر
یوہن بھگوانے بھگوانے خوش جمال آیا	
عشرت کا اُسکے مڑی تھا اسبابِ مہیا	بہتا تھا حسن کا بھی اُجھا یہ ایک دریا
ہاتھو نہیں دلبر و نکے سا نو کسی کے شیشا	مکرو نہیں چھو نہیں سیون گلال با زوہا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و بچال آیا	
عیار گی سے پہلے اپنے تین چھپا کر	چاہا کہ مین بھی نکلون اُنہیں چھپا کر
دوڑے گئے یہ کہہ کر جاتا ہے دم چپا کر	اتنے مین گھیر چھپا کر اور شور مچا کر
اسدم کمر تک رنگ و گلال آیا	
یہ چیل تو گویا اپنی قسمت سچ رہی تھی	یہ اکبر و کے پر و حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سماں تھا ایسی شادی ہی چاہی تھی	اُسوقت میر سر پر اکٹو مہیج رہی تھی

	اس دھوم میں بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا	
لازم نہ تھی یہ حرکت اسے خوش فہم مجھکو کرتے ہیں اب ملامت خود کو کچھ مجھکو	اظہر ہے سب کے ہیں مل کر شر مجھکو لاحول پڑ سکے شیطان بولا نظیر مجھکو	
	اب ہو لی کھیلنے کا پورا اکال آیا	
	مخمس	
چمن میں آج نسیم بہار آ پہونچی صد آقمری و صوت ہزار آ پہونچی	نورِ نکت گل بے شمار آ پہونچی جنونکے فوج کی دلہن بچار آ پہونچی	
	ہزار شکر کہ فصل بہار آ پہونچی	
گئی نسیم کے ہاتھوں منگلے بادِ مہوم تمام چمن چمن میں عجیب بھی ہے دھوم	گھٹا میں ابر بہاری کی شکل ہی میں ادھر گلوتکے اوپر بلبلین کرین ہیں مجھ	
	ادھر سے مست صفت گلزار آ پہونچی	
چمن کی سیر کو آئے ہیں ملے باؤشان سکاتے ہیں نشے کے دلا سب مان	ہوا سے بادہ کشی کا بھی خوب سامان ہوئی ہے گرم چمن بچ منچو نکی دکان	
	ان شراب و شیشہ و ساغر کی یار آ پہونچی	
کھلے سے چاروں طرف زور و شور گلزار خبر نہی ہے کہ آتا ہے وہ گل بچار	چلے ہے سرد و سیا اور نسیم سیر بار کئی مصیبت روزِ فراق سب اک بار	
	کہ اب قریب شب وصل یار آ پہونچی	
کوئی ہے وصفت کرے گل کی چداری کا نہیں یہ بد وقت مری جان و اضطرابی کا	کسی کو ذریعہ بلبلی کی بے تزاری کا نہیں یہ بد وقت مری جان و اضطرابی کا	

	خوشی ہو اب کہ حد انتظار پہونچی	
	خمسہ بر غزل خود	
قمر نجل ہو انوکھی تھلک نہ دیکھ سکا گہر بھی لکے سچن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا	شہرے رنگ کی گندین لکٹ دیکھ سکا ترے جمال کی سورج جھلک دیکھ سکا	
	کھلی نقاب رہی چب تلک نہ دیکھ سکا	
ترے الم میں نہو دخل سومورت کو ملاپ تجھ سے کہاں آب گل کی صورت کو	نہ ہسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو	
	بشر تو کیا ہے مریجان ملک نہ دیکھ سکا	
عم فراق میں جیتے سے ہم جو آگتا سنے تو دان بھی درے ہمارے ہونا اڑو لے	ندان یار کے کوچے میں جا کے کام آئے گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے	
	ہرین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا	
ہوا ہون شوکد کے کاٹھامین پھیریں رو کمال ضعف کا اپنے کو نہیں کیا یارو	نہ بال اور کمر اب مرے مقابل ہو یہ ناتوان ہوں کہ آیا جو یار ملنے کو	
	تو صورت اسکی اٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا	
ٹپا ہے آہ مجھ جیتے شوخ سے پالا لگا لگا کے نگا ہو نکاتیر اور بھالا	نہ جی کو چین ہو اور نہ دل شکھ پالا گھڑی تو دلو پر ویا گھڑی جگر پھیدا	
	ابھی خوشی مجھے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا	
ابھی تو آہ شومین شرب سے باقی ہمارے یار کہ ظالم یہ چین مشتاقی	بہوئی عیش کی یان ہو رہی بیباکی لگا گھٹانے جواب سے کو دمدم شامی	

	ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا	
کبھی دھڑکے قاصد ترانہ زہر ہو تو آہ بھر کے یہ کہو تو اس پریر سے	دیکھا کہ راہ میں جاتے کہیں وہ تجھے ملے نظر تجھے نہ ہوتا کبھی جدا پیار سے	
	مگر یہ عشق حد سے فلک نہ دیکھ سکا	
ولہ در بیان بے ثباتی مراتبِ دنیا		
گر باوشہ ہو کر غلِ رنگون ہوا تو کیا ہوا غلِ شورِ ملکِ مالِ کا کوسون ہوا تو کیا ہوا	دو دن کا نہ رنگا بجا بھون بھون ہوا تو کیا ہوا یا ہونِ فقیرِ آزاد کے رنگون ہوا تو کیا ہوا	
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاں بھی ملا نہ تھی ملا آگے نقارہ اور نشان پچھے کو فوج کا پرہا	بٹھا اگر ہو چکا اوپر یا بالکی میں جا چکا دیکھا تو پیرِ کائنات میں ہاتھی نہ گھڑائے نہ دھکا	
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور شکر کم سب تھے یا یکسی کی درد سے بجال تھے بیتاب تھے	ساقی صراحی بکھینچ جامِ شرابِ بے سبب تھے یا اضطرابِ حال سے وہ صورتِ سیاح تھے	
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
یا ایک دن وہ دھوم مچ گئی تھا جب اس کا یا ایک دن دیکھا اسے تنہا پڑا پھر تار ہو	ہر دم پکارے تھا نقیب گسٹے طبر ہو چکا بس کیا خوشی کیا ناخوشی کیا سبب ہو چکا	
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
یا تین گنا ہمارا دولت کے دسترخوان پر یا بازو جھولی ہمیں کئی ملک و کئی خطہ و منظر	جیسے مٹھائی باغ سے جلو اسے تر شیر و شکر ہو گرہ پھرنے لگا کٹر وون کی خاطر دربار	
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	



گر اک مصیبت میں رہا اور دوسرا شادی	وان عشق عشرت کے منہ یان ناؤ فریاد
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیدار ہے	کچھ رہ نہیں جاتا میان آخر کو سب برباد

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وں ہوا تو کیا ہوا	
جو عشرتیں اگر طین تو بھی وہ گرجا نامیان	جو درد و کھڑا اگر ٹپیں تو بھی وہ پھر جانامیان
یان کھڑن یا دکھن غرض یان گزرتا نامیان	یان چارون کی زندگی آخر کو مر جاتا نامیان

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وں ہوا تو کیا ہوا	
اب دیکھ سکوشاد ہوا اور کپہ نکھیں تم کرے	یہ دل بچا را ایک کس کس کی اب نام کرے
یا دلکور کچھ بھیکر یا درود دکھن کم کرے	یا نکا سی طوفان ہے اب کس کی جوتی غم کرے

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وں ہوا تو کیا ہوا	
اگر تو نظیر اب ہو ہے ہر حال میں بھی شاد ہو	دستار میں بھی ہر خوشی و مال میں بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ کے بھال میں بھی شاد ہو	اس حال میں بھی شاد ہو حال میں بھی شاد ہو

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وں ہوا تو کیا ہوا	
--	--

### دربیان ہولی

جدا نہ ہے ہواے خوش جمال ہولی	کہ یا رہیرتے ہیں یا روئی ہولی
ہر ایک عیش سے پیگا بجال ہولی	بہار اور کچھ آگے سہ سال ہولی

مزا ہے سیر سے ہر سو کمال ہولی	
-------------------------------	--

سبھو نکے عیش کو کیا گن کا یہ مہینا ہے	سفید وز رو میں لیکن کمال کینہ ہے
طلعا کا ز رو کئے ہر بسر خزنہ ہے	سفید پاس فقہا سیم کا دھینہ ہے

ہر ایک دل میں ہے رستم و زال ہولی	
----------------------------------	--

کہا سفید سے آخر کو زروئے پیام	کہ اسی سفید تو اب چھوڑ دے جا کی مقام
مین آیا اب تو مراد و بست ہو گا تمام	تو مجھ سے آئے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
اگر نہ کھینچے گا تو انفعال ہو لی مین	
ملے گا مجھ سے تو مین مجھ کو ہر طرحاؤں گا	بنا کے آپ سا پاس اپنے بے ثباتوں گا
کہا سفید نے مین مطلقاً نہ آؤں گا	تجھی کو بعد کئی دن سکھین بھگاؤں گا
تو اپنا دکھیو کیا ہو گا حال ہو لی مین	
یہ سسکے طیش مین آزر و کار سپہ سالار	چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار	صفین مقابلہ دونوں کی جب ہوئیں تیار
ہوا اگرخت جواب و سوال ہو لی مین	
پلا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد ہار	گھٹائیں رنگ بزرگ فوجوں کی چھکین ہار
پکھا لٹین گھٹین رنگ کی ٹپری بھجار	اور چار طرف سے بچکاریوں کی مار مار
اُڑا زینت زمان تک گلال ہو لی مین	
یہاں دونوں مین آپس میں ہو سہی جنگ	اُدھر سے آیا جو اب شوخ باغ گل رنگ
ہزاروں نازنین شوق اور اس سنگ	نشہ مین مست کھلی زلف چوڑے رنگ رنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہو لی مین	
کہا کشتی کہ اسے باو شاہ مرویان	سفید و زروئے آپس مین شریہ پریان
یہ سب کچ آپ وہ دونوں کے آگیا در میان	اُدھر سے تھا نیا اُسے اور ادھر سے اسکو کریان
تم اس قدر نہ کرو اختلال ہو لی مین	
کہا تمہارا ہی خصومت کا ماجرا ہے کیا	کہا سفید نے تاتاق یہ زرد ہے لڑتا

یہ سن کے اُسے وہن اپنا اک سنگا جوڑا	بھیرا ہے ہاتھ سے جوڑے کو چڑھوان رنگا
کہا کہ دو تون رہو شامل حال ہو لی مین	
بھیرا ہے تن مین جو پنا و خلیت گارین	بھونکو حکم ہوا تم بھی پناو اب یوہین
ہزاروں لڑکوں کے پنے وہ جوڑے پھوٹین	پکار غیظی کہ انصاف چاہیے یونین
ہوا بھیرا اور ہی حسن و جمال ہو لی مین	
سیان مین کیا کہو بھیرا س مزی گڑھی ہار	جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اکبار
نہاروں باغ روان مین کروں ہر گلزار	چمن چمن بھرے پھرتے ہین سرو گل خسار
جب بہار کے ہین نو نہال ہو لی مین	
جو حسن کی ہے موج مار چلتی ہے	علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صفت کا خدا چلتی ہے	بچھاڑی عاشقوں کی تپا چلتی ہے
بھونکے دل مین خوشی کا خیال ہو لی مین	
کمالِ غیر سے کہتے بھرے ہین چوپائے	تمام ہاتھوں گڑھے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے	تو اس سے کہتا وہ ہنس کر کہ آمری جاے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہو لی مین	
اسی بہار سے گو گل پورے مین جا پوچھو	اور منڈی نامی کی ورسید خانگی منڈی سے
سب عام گنج مین شاگن و ناخونج پھرے	ہین شہر مین مین اور گرد و شہر کے رہتے
ہوا ہجوم کا بسر کمال ہو لی مین	
بھونکو ایکے کنار ہی جزار مین آئے	بھیرا مونی گڑھی کے لوگ سب بولھائے
کہ میل منڈی و پنی گلی کے بھی آئے	جہان تہا نئے یہ گھر کے لوگ بھائے

کہ ہینواؤنکے دیکھین جلال ہو لی مین	
تو پہلے رنگ کی بچکارہ یونکی مار ہوئی کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹی	ہوئی جو سب مین شریف و ذلیل پہ لی کسی کا بھر گیا جامہ کی پگڑی پھری
تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہو لی مین	
شہری بچلیان بچکارہ یون کی چکا مین ہوا نے آنکے سانوں کی چھڑیاں نہو مین	گھٹائیں مشک پکھا لوئی جھوم کر مین صبا نے رنگ کی بوجھاریں آنکے برائیں
لگے برتنے کو مشک دیکھاں ہو لی مین	
صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل و شور تمام رنگ کی بوجھارے سے شور ابور	ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھٹور یہ اثر کے ناز مین یونے ہن کھلا جویں
عجب ہے رنگ نکی بر شکل ہو لی مین	
کہ جاگہ ایک بھی تل دھرنے کی نہیں گذرا تس اوپر رنگ کا بادل ہے ہر قدر ہرا	لگا بے چوک سے اور چار سو ملک کھیا تمام محیط سے ہر طرف بند ہے رستا
کہ ہر گلی مین بہا تو مہول کھال ہو لی مین	
ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب جنھونکے دیکھتے عاشق کا ہو کو تازہ خواب	نظیر ہو لی تو ہے ہر نگہ مین اچھی خوب کہان ہن ایسے صنم اور کہان مین ہر خوب
تیرے نالی چو یان چال ڈھال ہو لی مین	
در بیان عشرت ایام طفلی	
ہر آن آنکھوں کے مہور تھے کٹورے یا چاندی ہو صورت یا سانورے دگورے	کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دیکھ چورے یا یونین کاٹے ٹیکے ہاتھوں میں بیٹے ڈورے

	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
گل کی طرح ہر دم سینے پہ پھولتے تھے ماتن باپ انکی عزت سر پہ پھرتے تھے	بی بی کے دودھ مانگنا خوش کے ہونے لگے ہاتھوں میں کھیلے تھے جھوٹے نمین جھولتے تھے	
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
بے دوستی کسب نے دلیں اُنکے کہنا نے گرمیوں واقف نے جانتے پینا	جانین نہ بے قرانی نے مجھیں کچھ ترنا چھاتی سے ماتلی پٹے خوش آن کو دودھ پینا	
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
بوز دیکھنے اُنکی صورت سے پیار سے کھلا چوسے کبھی وہیں کو چھاتی کبھی لگا دے	ہاتھوں اوپر اُچھالے اور چپکے کر رہا کوئی چوٹی ٹھنڈی نہ دیکھ کوئی ہنسنے لگا دے	
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
چھوٹا سا کوئی اُنکا کرتا نکالتا ہے مان دودھ سے پلاتی اور باپ پالتا ہے	یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پہ پہالتا ہے نانا گلے لگا دے دادا اُچھالتا ہے	
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
کیا عمر ہے عزیز داور کیا یہ وقت ہر گنا پاٹون چلے تو دان سے پھر اور پیر پھر	جب کھینچو نہ اپنے پیر اور کھینچتا سب زندگی کا حظ ہو اُنکو نظیر اہا	
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
	خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ	
آدم نگار و لب شیریں کلام ما نور و زگار سنگہ دولت بنام ما	رشک ارم ز نر بہت اوشد شام ما ساقی بہ نور بادہ برافرو جام ما	

	مضطرب بگو کہ کار جهان شد بجا م ما	
زاهد تو کم خورستی گرین تن کو اپنے کاشت	ہم رندی شراب گرین عیش لکے راست	جسد م کہ آگے ہو و گیا دیوان حشرو است
	نان حلال سفیج ز آب حرام ما	
جاسے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم	غم را بپشت پاروہ عشرت خریدہ ایم	زاد خبر ندر اواز ان گل کہ چیدہ ایم
	اسے بے خبر ز لذت شرب مدام ما	
چرخ و فلک جہانین خزانہ شد عشق	شمس و قمری نورین تائیدہ شد عشق	قائم وہی رہ گیا جو پایندہ شد عشق
	ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما	
کیا گیا گرین ہین ناز و ادایتن بیان	آوے ابھی وہ سفیج تو ہو جاوے بنان	و کیا جو خوب سب ہین وہ سکوی ٹٹیان
	کا دید بجلوہ سرو سنو بر حرام ما	
زادہ ہین خدا نے کیا ہے جو ہے پرست	مست است ہم ہین کیا ہے جکل کے مست	و کیا ہے کس طرح کی تری سہنگاہ مست
	زمان رو سپردہ اند یہ مستی قیام ما	
جسے جدا ہو انکس حسن کا وہ چاند	روستے ہی روستے ہلکیہ گزرا تمام چاند	شکل فطرت پر کشتی سے ہو سکے ماند
	باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما	

خمسہ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ	
کیست تا آن ساقی کلفام را	از من بیدل و بہ پیغام را
نشسته لب نگذار این ناکام را	ساقیا ہر خیسر و درودہ جام را
خاک بر سر کن غم الام را	
گو کہ مے پئے سے ہین بزمیان	غرّت و محرومیت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سبھے ہین پلا ساقی میسان	گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
ماننے خواہیسم تنگ و نام را	
دیکھ کر نائے ہمارے شعلہ زن	عابد ز اہد کے بھولے مکر و فن
کیون نہ اب جل جگہ ہوں شمع کن	دو و آہ سینتہ سوز ان من
سوخت این افسر و گان خام را	
یہ جو میں پہنا ہے جبہ سبیر	بہ ہمارا اس میں سراپا مکروشر
دب خدا کے واسطے اس من سپر	سفر می بر کفسم نہ تازہ سر
بر کشم این دلق از رزق فام را	
سنگ دارم منزل و ما و اسخود	کردہ ام کوئے معان برا جاے خود
عاشقم بر طرز بے پروا سخود	محرّم راز دل شمشیراے خود
کس نہ می بینم نہ خاص و عام را	
یہ جو یان خوابان کہے ہین بندوست	دل کو لیتے ہین بصر افسون دوست
انکامین عاشق نہیں اسخود پرست	باد لارائے مرا خاطر خوش است
اکر دلم یکبار ہر و آ رام را	

عشق میں آرام دل ہوتا ہے کب	یاں تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم میں اب	صبر کن حافظ پر سختی روز و شب
عاقبت روز سے بیانی کام را	
خمسہ دیکر	
تا کے بذلق و سحر کنی فکر دام را	آری بجلقہ در کف خلق عام را
بگذا ر یک نفس تو چہیں کلام را	صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بست گری صفا سے لالہ نام را	
یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نین	یاں لاکھوں جال مار گئے اور کئی دن کین
باز آ تو اس خیال سے نتائے ہنشین	عقا شکار کس نہ شود دام باز چین
کا بجا ہمیشہ باوند ست دام را	
کیفیت شراب زہر ہے پرست پر	یا آنکہ در ازل شدہ جاسے بہت پر
سیر جہان نماز دل از عقل پست پر	ما زور و ن مرد زندان مست پر
کین حال نیست صوفی عالی مقام را	
گر نہ بر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو	کر اپنے دل کے عیش تو کیا کیا کین
گر نہ شراب ناب کی اسجالی ہے لو	در بزم دور یک دو قلع و کرش ویر
بینی طمع مدار وصال و دام را	
لکھو کہ جو ائی کو جو ہوا یا راب قریش	پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سریش
آج کل چہ چاہو کہ دیکھو سر پہن اب تویش	ایدل شباب رفت پنچیدگی ز عیش
پیرانہ سر مکن ہو میں تنگ و نام را	



پیمناں نے جب سے دیے جام نوہو	جب سے کلاہ دان و مصلّا ہو اگر و
مثل نظیر اب تو لگی دلو سے کی لو	حافظ اندر جام سے ست اے صبا پر
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام ہا	
وہ بیان اُس	
کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُس	گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُس
پانی سے پسینوں کی بڑی نہر ہے اُس	ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُس
برسات کے موسم مین نہٹ نہر ہے اُس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُس	
لگتے تو اس اُس کے تین کتے ہیں گرواؤ	یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے کی باؤ
اُس وقت تو پرتا ہے غضب جان مین گھراؤ	ول سینے مین بیکل ہو یہی کتا ہے کھاناؤ
برسات کے موسم مین نہٹ زہر ہے اُس	
سب چیز کو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُس	
بیرلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند	پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہو کھیند
تکچھ کوئی کا پڑے کوئی کھولے ہے کھڑا بند	دم مرک گھلا جاتا ہے کر نیسے ہر اک بند
برسات کے موسم مین نہٹ زہر ہے اُس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُس	
ایدھر تو پسینوں پڑی بھیگے ہیں کھاٹین	گرمی اودھر میل کی کچھ چٹیاں کاٹین
کپڑا جو پتیتے تو پسیتے اسے پاٹین	نگا جو بدن رکھتے تو پھیر کھیاں چاٹین
برسات کے موسم مین نہٹ زہر ہے اُس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُس	

مڑکنے سے ہوا کے جوڑا ہوتا ہے حال	پنکھا کوئی آچھل کوئی دامن کوئی روال
دم دھو کئے لگتا ہے لہارونکی گویکھال	کچھ روح کو بیٹا بیان کچھ جان کو بجال
برسات کے موسم میں پنٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا	آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا	کپڑے بھی بڑے لگتے ہیں جی جاتا ہے بھولا
برسات کے موسم میں پنٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
ہوتی ہے اُمس جو کبھی ک رات کو آکر	گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ایدمر تو ہوا بند آدھر سپود مچھر	پانی کوئی پیوے تو وہ اوسن بھی وہ تیر
برسات کے موسم میں پنٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
بجسوت ہو ابند ہوا اور آگے گھٹنا چھائے	پھر کیسے والے ہں گرمی میں کس طرح نہ گھبرا
اڈر دھو تو پسینا جو نہ اڈر دھو تو غضب آئے	پتو کبھی مچھر کبھی ٹل ہی لٹ جاے
برسات کے موسم میں پنٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
گر اس میں ہوا اٹھل گئی اور پانی بھی لائی	تو جھین جی اور جان میں کچھ جان سہی لائی
اور اس میں جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی	تو پھر وہی رونا دہی غل شور دوائی
برسات کے موسم میں پنٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اک کو ٹھہری جس میں صوان کے بھرا ہو	اُمس میں تو لازم ہے کہ نکچا نہ ہوا ہو
اُسوقت مرا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو	اور کھینچوں کے واسطے گزرتن سے ملا ہو
برسات کے موسم میں نیٹ نہ رہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
نیو بر سے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ	اُس رت میں تو دانتِ عیش ہو خواہ
اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ	جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چراگاہ
برسات کے موسم میں نیٹ نہ رہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
خمسہ بر غزل خود	
بچا کے فرش لگا سا لیان کو ٹٹھے پر	خوشی سے ولکی سنگا عطر و پان کو ٹٹھے پر
کبھی تو آؤ ہا ری بھی جان کو ٹٹھے پر	ہمارے ملنے کا رکھ دل میں بھیاں کو ٹٹھے پر
دیا ہے پہنے اکیلا مکان کو ٹٹھے پر	
شرہ کا تیز نگہ کا سنان کو ٹٹھے پر	ادائے تیغ بھرن کی گمان کو ٹٹھے پر
کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کو ٹٹھے پر	بنا کے ناز و کرشمے کی شان کو ٹٹھے پر
اگر وہ حسن کی کیا تم و کان کو ٹٹھے پر	
تمہارے جہر میں بھانا ہے در بدر میں	تمہاری یاد میں ٹکڑے کیا جگر میں
تعمین جو شام کو دیکھا تھا بام پر میں نے	کھڑا ہو دہرے ٹھہرے کے ٹکڑے میں نے
تمام رات رہا میرا دھیان کو ٹٹھے پر	
جو جگر کہ جہر کیا اٹھاتے ہو نرم سے اپنی	اگر چہ کچھ سنا تے ہو تم بہت ساجی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی	یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ کھلے گی
تو آ رہے کی تمھارے ہی جان کو ٹھٹھے پر	
تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تو مرے	گلاب و عطر ملا ہے جو تھنے کپڑوں کے
یہ وقت شام ہے اور دونوں تہ ہیں	مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھر نہ تم کھلے بالوں سے جان کو ٹھٹھے پر	
دیکھ زلف بھی آ کر ہو اسے لہراوے	اُدھر بان دسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا کھڑا جھلکے جھلکاوے	بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی بکھلجاوے
تمھارے حسن کی دیکھو آن بان کو ٹھٹھے پر	
جہانِ دل تو مکی محبت کا کارخانہ ہے	وہاں تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے بھنے جانا ہے	جھمک دکھا کے ہدین اور بھی بھنسانا ہے
جمعہ تو چڑھتے ہو تم جا شجان کو ٹھٹھے پر	
میان یہ ہے سرباز کچھ تو خوف کو	کلا بی پتے ہوئے کی ٹمک کنارے پو
نشتے میں پیار سے ہنسنے کے چھپتے تھپو	تمھیں تو کیا ہو لیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کو ٹھٹھے پر	
پڑی ہیں سپہ سیمین کئی جو شکر فی	نہیں تمھاری سیرام رنگ کی سرخی
ہزاروں دیکھی ہیں بھنے منڈیر چوڑے کی	کہ چوڑے کاری میں سرخی ہوئی ہو اور کی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کو ٹھٹھے پر	
تمھارے پیرت اسے جان میں کیا ہو گرو	جو اس باختمہ ننگ چپٹم منہ ہے زرد
بھاگے آنکھیں آسو جگر سے ہر دم سرو	یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا درد

	کمرین ہم آن کے تھے بیان کو ٹٹھے پر	
وے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ لڑاؤ غیر سے آنکھیں کھو ہوئے آہ		ہوے ہیں ہنوتھاری مجبتوں میں تنہا سنو جی خوب سمجھتے ہیں ہم تمھاری چاہ
	کہ تھا ہمیں تو تمھارا ہی وہ بیان کو ٹٹھے پر	
نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتوں کو خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو		یہ دم کی بات جو کہنا ہوا تو اس کے ہمیں تو دہر سے معلوم آپ کی خوبو
	کہیں نہ ٹوٹ پڑے آسمان کو ٹٹھے پر	
لگا یہ کہتے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شہر پر کمند دلف کی لٹکا کے اُس صغمتِ نظیر		ہینکے باتیں مری ہنس پڑا وہ ماہِ تیر پھر اپنے ناز واد میں سمجھ کے بھگو اسیر
	چڑھ لیا مجھے اپنے ندان کو ٹٹھے پر	
	<b>خمسہ بر غزل خود</b>	
تم بھی تو آگے دیکھو کبھی در کے آس پاس زلزلین یہ دونہیں رخِ دلبر کے آس پاس		کیا وہ ڈر و ڈر پھرتے ہو اس گھر کے آس پاس دیکھا ہے تنہے خوب نظر کر کے آس پاس
	ابرسید ہے ماہِ منور کے آس پاس	
جس سے شگفتہ ہو لبِ زخمِ دل دو نیم تجدد میں تو شمیم نہ تھی بچ کہ اے نسیم		عسبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عجم جان بخش عاشقوں کی ہے اتبر سے شمیم
	کس سکے پھری تو زلفِ معبر کے آس پاس	
جو میرے حالِ زار کی دیوے اُسے خبر گلشن میں جا کے پھرتا ہوں اُس کو یاد کر		نیر سے سوا تو کوئی نہیں ایسا نامہ بر کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر

	دو دو پہر میں سرد صوبہ کے آس پاس	
اک آن میں جلائی کی غیر ونگے گھر ہزار رو دنگی ہم جو دیکھو کو چہ میں اپنے یار		نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار تنہا چڑ گیا شور طیش کا نہ ہے شمار
	پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس	
جو ہاتھ جوڑ پانوں پر دلبر کے جاڑے اُس شوخ کی طرف میں رقیب کے خون سے		خلوت میں گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے کثرت میں دیکھتا نہیں ہر چند دل مجھے
	دیکھو نہ بھی ہوں تو آہ نظر بھر کے آس پاس	
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے ہم تو کمر بند معانی کے حیلے سے پھر بیٹے		مقدور غیر کا نہیں جو ساتھ پھر سکے پھرتی ہے گرد گل کے صبا جھڑپ سے
	چمکے کے ساتھ ساتھ شکر کے آس پاس	
ابنِ جہین ہے قہنگ کی مانند جلّٰں مٹون مثلِ بنیٰ آہ کا چکر سا باندھ دوں		بلبل کی طرح کب تنہا نہ کیا کروں گو شعلہ رو کے گرد سراور پانوں سے چلون
	پہر نے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس	
اُس بن تو ایک دم نہیں دلو کو مقرر باران ہو کر جب باد ہو چھ ہو پراکبار		دو چار روز بیچ سکون کب بین ولفکار تم مانو یا نہ مانو یہ باتیں ہیں بے شمار
	پھر آنا اُس صدم کے مجھے گھر کے آس پاس	
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی اسی شمع ٹک تو دیکھ کہ میرا نہ آنکھ لڑی		سنے سر کی سدہ تجھے ہے نہ بالونکی یہری کس کی لگن میں جلتی ہے کیا جانے تو کھڑی
	کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس	

سب سے سوختن کے آہ نہیں کچھ اسے طلب	سب سے توجان دے یہ اب وصل کے سبب
مہمان پہنچائی دم کا یہ چلتا ہے تشہ لب	اس جلی ہر توجھ کو بھی لازم ہے یہ کہ اب
اٹھ کر پھرے تو آ کے ہر اک سر کے آس پاس	
جنت میں جبکہ جائینگے سب خرو اور کبیر	کند نیگے اپنے دل کا جو کچھ ہو دیکھا ضمیر
یہ کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر	کیا کیا ہجوم ہونگے مجھ کو کے اسے فطیر
محشر کے روز ساقی کو شر کے آس پاس	
در بیان ہولی	
پھر آنکے عشرت کا چاؤ سنگن میں پر	اور عیش نے عرصہ ہے کیا سنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر	ہو تا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
پچھتے ہیں کہین تال کہین رنگ زمین پر	
ہولی نے عیا یا ہے عجیب رنگ زمین پر	
گھنگر کی بڑی آن کے پھر کا نہیں بکار	سارنگی بھی ہوتی ہیں اندھوروں کی درکار
طبلہ کی تھکے طبل یہ ساز و ناکے بچے تار	راگوں کے کہیں تھل کہیں ناچنے کے نہ بے تار
پڑھو لکھیں جھنکار سے یہ مرد رنگ زمین پر	
ہولی سنہ عیا یا ہے عجیب رنگ زمین پر	
اس راستہ چمک رہی ہے عجیب رنگ چڑھا ہوا	اور شعلہ زمین بھی ہے عجیب رنگ چڑھا ہوا
ہر شمع کے تن پہ بھی ہے عجیب رنگ چڑھا ہوا	ہر شمع کے تن پہ بھی ہے عجیب رنگ چڑھا ہوا
سب سے شمع کے رنگوں پر یہ ہے ہر رنگ زمین پر	
ہولی سنہ عیا یا ہے عجیب رنگ زمین پر	

مارا ہے نہٹ ہو لی کے رنگوں نے عجب جوش	جو رنگ میں اک خلق نبی پھرتی ہے گل توں
ہیں ناچ کھین راگ کھین رنگ کھین نوش	پیتے ہیں نقشہ عیش میں سب لٹوین میں ہوش
مےجون کھین پیتے ہیں کھین رنگ زمین پر	
ہو لی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر	
میخانہ میں دیکھو تو عجب سیر ہے یا رو	وانست پڑے لوگ میں اور کرتے ہیں ہر
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو	شیشو نمین بیاونین صراحی میں خوشی ہو
اچھلے ہے پڑی یادہ گل رنگ زمین پر	
ہو لی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر	
کھا کا کے پکارین کھین رنگوں کی چھڑک ہے	مینا فی بھیک اور مین ساغر کی جھلک ہے
طبلوں کی صدا میں کھین تالوں کی جھٹک ہے	تالی کی بہار میں کھین ٹھلیا کی کھٹک ہے
بجتا ہے کھین دف کھین مڑھنگ زمین پر	
ہو لی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر	
مستی میں اٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہا ہا	اے ہے ملوائف کھین شنگے ہے بھوتیا
چلتے ہیں کھین جام کھین سوانگ کا چر جا	اور رنگ گولہ نمین جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہیں اُمنڈ کر چمن و گنگ زمین پر	
ہو لی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر	
معمور ہیں خوبان سے گلی کو چہ و بازار	اڑتا ہے عیسو اور کھین چکا رکھی ہے مار
چھایا ہو گلا لٹو کھا ہر اک جا بہ و مو ان بھار	پڑتی ہے جدھر دیکھو اور ہر رنگ کی بھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ میں پر	ہو لی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر



بھاگے ہے امین رنگ سی پر جو کوئی ڈال	وہ پٹلی مارے ہے اُسے وڑکے فی الحال
یہ تانگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال	وہ ہاتھ مڑوڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھنگ پر ہر اک جا پہ رس ہے ڈھنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
بٹیمے ہیں سیا پس میں نہیں ایک بھی کڑوا	چھکار رہی تھا کر کوئی چھکاوسے ہے کھڑوا
پھرتے ہیں کہیں مشک لہلہ رنگ کا کڑوا	کیا شادوہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بڑو
سنتے ہیں یہاں تک نہیں اب تک زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
ہولی کی نظیر اب جو بہار میں ہیں اہا ہا	محبوب رنگیلوں کی قطار میں ہیں اہا ہا
کپڑو نہ چھی رنگ کی دھار میں ہیں اہا ہا	سب ہولی ہی ہولی ہی پکار میں ہیں اہا ہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
در بیان موت	
دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا	دل تنگیوں سے اور کوئی اکتا کے مر گیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مر گیا	بیوقوف چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا	جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
دن رات رن مجھے پو پو بیان اور پڑے جنگ	چلتی ہے نت اجل کی سنان گولی اور جنگ
جس کا قدم بڑھلا وہ مواد وہیں درنگ	جو جی چھپا کے بھاگا تو اسکا ہوا یہ درنگ

	وہ بھاگتے میں تیغ و تبر کھا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
پیدا ہوئے ہیں خلق میں ایسا عجیب و کل جب آکر فنا نے کھلا یا اجل کا گٹھن	یا چپ گذاری عمر و یاد صوم کر چل کام آئی کچھ کسی کو خوشی نہ شور و غل	
	چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
گر لاکھ عشق توں ہے دلیں یہ صوم و جام آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام	یا مصیبتوں سے ہوا غم کا اثر دہام غم میں کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام	
	کوئی حور پر بیان چھاتی سے لپٹا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
پڑھ کر نماز کوئی رہا پاک با وضو ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ رو برو	کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سُرخ و رو	
	ناپاک رو سیاہ بھی پچتا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کردل کے آئینہ کے تین صاف کیا جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گزار	کشفِ تلوہ دل پہ کیا اپنے آشکار کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار	
	کامل فقیر خلق میں کھلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
یا مفسی میں ایک نے خون جگر پیا		یا فرض گر کسی کو ہوئی یا ویمیا

کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہین چیا	-	سو کھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا
فلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مر گیا		جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا		یا چیتھڑونکی گدڑی کوئی اوڑھ کر
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا		پولے کے چھوٹے سے کوئی چھوٹ کر حلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مر گیا		جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
نکسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں		یا مینوا ہو کوئی ہوا خود منہ ایہاں
جب مر شد اجل کا قدم آیا درمیان		کوئی تو لبی داڑھی لیے ہو گیا رولان
سو بھین بھون تلک کوئی منڈوا کے مر گیا		جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
گر ایک بیوقار ہوا ایک قدر دار		سر پہ لگا جب آنکے تیغ اجل کا مار
بے قدر سی کام آئی کسی کا نہ کچھ تقار		تھا جیا سو وہ تو مو اکھو کے نہ نگار
اور جب کو شرم تھی سو وہ شرم کے مر گیا		جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
کوئی ٹھٹھی چاہتا تھا کوئی مٹھو اوڑھ		جس دم تھانے ہا تھین لی تیغ او پھر
کام آئی کچھ فقیر سی نہ کچھ تخت او چتر		یہ خاک پر موا وہ مواتخت کے او پر
تھی جیسی جیسی قدر وہ بتلا کے مر گیا		جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

عاشق ہو کر کسی کسی گل کی چاہ کی اور جب اجل کی دونوں آکر لگن لگی	مشتوقی کام آئی کیسی نہ عاشقی عاشق نے اپنے عشق بڑھانے جان دی
دل بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کتون بین بڑھکے ایسی بڑھی الفت کی چاہ عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ	جو جسم و جان ایک ہوئے اُنکے واہ واہ مشتوقی مر گیا تو وہ عاشق بھی کر گیا
اس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کیا کالے پیلے شکل کے کیا گور گلغدار عادل حلیم و عامل و فاضل رسالدار	عاشق کوئی ہے اور کوئی مشتوقی پنڈت نجومی بید چہ ناوان چہ ہوشیار
دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کیا اوچھی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب جسمِ مرقضا کے ہاتھ نے پناہ لکھ لی	قسمت پھوٹی کوڑی کسی کو نہ نصیب کیا ہوشیار و عامل و فاضل و ناوکلیا
کوئی خزانہ خاک میں گرٹوا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
مریے پہلے مر گئے جو عاشقان زار کیا کاتبانِ اہل قلم خوشنویس کار	وہ زندہ ابد ہوئے تاحشر برقرار جتنی کتابیں دیکھتے ہو لاکھ یا نہزار
کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھو کے مر گیا	جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

سب آنکراجل کے ہوئے وام میں ہیں	سب آنکراجل کے ہوئے وام میں ہیں	سب آنکراجل کے ہوئے وام میں ہیں
کون جہان میں نہ رہا ہے میانِ نظم	کون جہان میں نہ رہا ہے میانِ نظم	کون جہان میں نہ رہا ہے میانِ نظم
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا	کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا	کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا
در صفت حیاتی		
جب ملی روٹی ہیں نور حق روشن ہو	جب ملی روٹی ہیں نور حق روشن ہو	جب ملی روٹی ہیں نور حق روشن ہو
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہو	زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہو	زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہو
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو
اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو
وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرال	وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرال	وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرال
سب جو رٹنی والے کا ریتے ہیں ہم گزینِ جال	سب جو رٹنی والے کا ریتے ہیں ہم گزینِ جال	سب جو رٹنی والے کا ریتے ہیں ہم گزینِ جال
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو
اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو
وہ تو اب مرد خدا ہیں قوتِ خبا نور ہے	وہ تو اب مرد خدا ہیں قوتِ خبا نور ہے	وہ تو اب مرد خدا ہیں قوتِ خبا نور ہے
دل ہمارا تو نقطہ روٹی کا اب رنجور ہے	دل ہمارا تو نقطہ روٹی کا اب رنجور ہے	دل ہمارا تو نقطہ روٹی کا اب رنجور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو
اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو
پٹ میں روٹی پڑی جب تک یارِ خیر ہے	پٹ میں روٹی پڑی جب تک یارِ خیر ہے	پٹ میں روٹی پڑی جب تک یارِ خیر ہے
کھاتے ہی دو ترنوالے آسمان پر سیر ہے	کھاتے ہی دو ترنوالے آسمان پر سیر ہے	کھاتے ہی دو ترنوالے آسمان پر سیر ہے

	دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
نے نمازون میں دل اور نہ کچھ قرآن پر کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر		جب تلک ٹٹی کا ٹکڑا ہونہ دسترخوان پر رات دن روٹی چڑھی رہتی ہے کچھ میان پر
	دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
کھیل بھر پڑا ہے یا جان کا اوقال کا وصف کس منہ سے کرو زمین ناگ کے احوال کا		گر نہ نوں دور ویشان اور اک پیالہ وال کا گر نہ روٹی تو کس کا پر کس کا بال کا
	دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
جب پڑی روٹی تو پہنچی عرش کے اونچا کیا کرامت ہے فقط روٹی میں یا رواہ واہ		پیٹ میں روٹی نہ تھی جب تک عالم قلیا گھل گئے پردے تھے جتنے ماہی لے تا باہ
	دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا روح ناچے ہے نہیں نام دسترخوان کا		یوں چمکتا ہے پڑا ہر آن کردہ نان کا چاند کا ٹکڑا اکون میں یا کھڑا نان کا
	دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
خوبیا جلتی ہیں لاکر سب بھری ہیں نائین		حسن جتنے ہیں جہان میں سب بھری ہیں نائین

عاشق و معشوق بھی ٹکدیا کے مین و مین	پھنس رہے ہیں۔ دل روٹی کے دسترخوان
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہو	اک رکابی مین ہمیں چودہ طبق روشن ہو
جو میر اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر	یعنی کچھ دیکھتے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دور ویشیان دل ہو گیا بد زبیر	کوئی روٹی سامنیں اب پیروں شدہ فیض
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہو	اک رکابی مین ہمیں چودہ طبق روشن ہو
برسات کا تماشا	
اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا	اور عارفوں کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبزادوں کو وراثت کا تماشا	ہم عاشقوں کو ہے گاسب گھات کا تماشا
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے	لیتا ہے مول یا دل کر کر تلاش زریں سے
آئی ہو ابھی لیکر بادل کو ہرنگر سے	آدھے اساتذہ تو اب دشمن کے گھر سے برستے
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف غمناک	ہر کوہ و دشت کو بھی کتے ہیں یونہی شکار
ہاں سبز چوڑے پہن ہر دم نہا نہا کر	کوئی دم کو نگہ راجا دیکھے گا سبکو اگر
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
جب یہ نوید پہنچی صحرائین ایکباری	ہونے لگی وہاں پھر برسات کی تیاری
چشمہ زمین کوہ کے بھی ہوئی سبکی منتظاری	موسم کے جانور بھی آتے ہیں باری باری

	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
ساون نے پاؤں پھرا گھٹا جو چھائی ہنست رند گر جا گول کی کوک آئی	بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی بدلی نے کیا مڑے کی رم جم چھری لگائی	
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا	
جن صاحب جو نگے دل کو کچھ عیش سے بہرا ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن شنہرا	وہ اس ہوا میں جا کر دیکھے ہوئے کچھ جنگل میں آج جنگل کس کس طرح کا تھرا	
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا	
کوئی اپنے دل پر اسے کہتا ہے دیکھیں جنگل اور ساغر و صراحی سے کی تو اپنے سنگ لا	چیرے کو تو گلانی یا گل انا رنگ لا پی پی تشونہیں سیریں دیکھیں بنیا کے جنگل	
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشا	
ہر گلبدن کے تئیں پوشاک ہے اکری صحن چمن میں ہے جو بارہ درسی شہری	پگڑی گلانی ہلکی یا گل انا رگڑی آسین سبھوں کی آکر جو بزم عیش شہری	
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
معتشوق عاشقونہیں کیا بزم بانگ ہے جھنجھکا تال کی سنہ اور لہجہ کی شرک ہے	شیشہ گلانی ساقی اور جام اور گزک ہے گوری ملا کر کیسا آواز کی ملک ہے	
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
آگر زمین مڑے کی ننھی بھو بار ہے اکس طرف اولتی کی باہم قطار ہے	چیر و کارنگ چٹکے حسن نگار ہے بھا چون اُمڈ کے پانی ہول کی دھار ہے	
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	



ہر کوہ کی کمرنگ سچہ ہے لہلہاتا	برستے ہے منہ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و دیور ہر اک ملل کے ہے نہاتا	غوغا کر رہیں ہیں نیند کھٹکیر سے غل جاتا
آیا رچکے دیکھیں برسات کا تماشا	
گلشن میں پتھر ہے ہیں سب گلدن ٹیلی	ساتھ آنکے لگ رہے ہیں عاشق جو ہیں ٹیلی
کہتا کوئی کسی سے اسے دلربا ہٹیلے	ایک ہی گلابی سے کی ہا ہتھوڑ سے لی ہے
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
کالی گھٹا ہے ہر دم پر ہے ہیں منہ کنی معارین	اور زمین اور ہی ہیں گلوں کی سو قطارین
کوئی پیسے کو کہیں اور کوک کر کیا رہیں	اور موت ہو کر جو ان کو کلا چکھا رہیں
آیا رچکے دیکھیں برسات کا تماشا	
کالی گھٹائیں اگر موت تل رہی ہیں	دستارین سرخ آئین کیا خوب گل رہی ہیں
خساروں پر بہا رہیں ہر اک کے گل پھل رہیں	شبنم کی بوندیں جیسے ہر گل پہ تل رہی ہیں
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
ساتھ کن کی راتیں در برق کے ہٹار	جکھنوں چکچکے پھرتے جون آسمان پہ تار
لیٹے ٹکے سے سوتے مشوق ماہ پارے	گرتی ہے جیت کیسی کوئی کھڑا کپارے
آیا رچکے دیکھیں برسات کا تماشا	
ہاتھ نہ رہیں ہر اک کے پھولوں کی لالچھڑیاں	جلی جلی پھرتی اور لگ رہی ہیں جھڑیاں
ہر اندر کے جو اوپر بوندیں ہیں منہ کی جھڑیاں	ہرین گویا ہزاروں اب ہوتیوں کی لڑیاں
آیا رچکے دیکھیں برسات کا تماشا	
ہر اک آئین بہتر ہے سب گلدن ستار	خوبی میں برگ گل سے بہتر ہے کتن آ

تیرہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے	عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش گل چمن ہے
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
شہر ونگے بیچ ہر جامہ ونگہ جو مکان ہیں	باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
بیٹھ ہو سے بٹل میں معشوق و لستان ہیں	ہر رنگ و ہر طرح کی گلکاریاں ہیں
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
بگے بھونکے ہر جا اوسے چھوڑے زردے	میوے ٹھکانے نانبانگور اور سروے
پکوان تانے تازے شاخے پلاؤ زردے	بر سے ہے ابر باران کھلوا دیے ہیں پردے
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
اب شہر میں جہان تک اوباش بیٹھ رہا	بیٹھے دکان اور بے خوف و بے شمار ہیں
معشوق ہیں بغل میں محبوب سب سر ہیں	اور سب غریب و غریب و غریب ہیں
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
آگے دکان کے نالا ہے موج مار چلے	عالم طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا	ٹھٹھاتا اور مزا ہے آبِ عنیب ہے دھاتا
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
معمور ہیں جہان کی سب تال اور تلیان	سب بھر رہا ہے پانی ہوں نہ رہا نہ تلیان
اور ڈالیاں چمن کی پونڈ سے جھک رہی ہیں	باہل بھرے ہیں جیسے معشوق و لکھنیاں
آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
ہے جو نظیر جنگلی و موہین اوستیاں ہیں	سب زیادہ اُسکو آبِ شیش مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور بے پرتیاں ہیں	شہروں سے موتیوں کی بوندیں پرتیاں ہیں

	آیا رچل کے دیکھن برسات کا تاشا	
	<b>دید باری</b>	
ہو یا دیکھو سو سو گل بچول کا کترنا	جس گھاٹ حسن اترے اُس گھاٹ پوترنا	پہتا ہے اُس کو یار و دم عاشقی کا بھڑنا
	سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
تو پہلو ان بنکر کھو دا وہن اکھاڑا	اس تیج سے ہی گلرویشیے کو دھڑکھاڑا	تو کیا جو حسن بھاری شہو دیار جھاڑا
	سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
تو مکر سی باز نیار پھینکا پھری بھی تنکا	راوت ہی بنکے مارا اسیر بھی اپنا پتا	جو حسن تھا چھتا قاتل کا مثل کتا
	سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
تیج و سپر تیج یا نہ سے ہون ب جہان کے	ٹانکے تو کھائے لیکھن کے بھی خوب چائے کے	رنگ بھر حسن باکھا تو نیکیا پیڑھے باٹے
	سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
تو بکے پھر مصور تصویر ہی بنا کی		تصویر کسی کی صورت جو دی دکھائی

کلیونین سیر و بکھی نیلوین جا لگائی	اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابانگی دید کرنا
تقمے کی طرح دل کو جس خُشیاں مڑوڑا	تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دل کو چڑا
و کھلا سکھی کا سچا یا شست رو کا چوڑا	کیسا ہی پر کھڑا تھا پر مڑوڑے تھوڑا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابانگی دید کرنا
دیکھا جو حسن یار و جون لعل یا اگرا	تو لعل چینی کا ہے پھر پالنا بچارا
کل یا کہ حال رو کا اور لعل کو اُتارا	اُس لعل کے ہی ڈھب میں اُس پر چلا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابانگی دید کرنا
بازار ہی حسن دیکھا تو کر کے رنگاری	بخرے بنائے خاصے رنگین و بھاری
اُسے ہنڈوے اسمین نگین رنگاری	اُن بخر وں ہی میں کرنی نی دکانداری
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابانگی دید کرنا
اچھا لگا جو دل کو سین بدن پیارا	تو کیا گری کا پھر ٹھکانا سنوارا
و کھلا کہ چاندی سونا جیسے چمکتا تارا	یا را ہی تھا تو اُس کو ڈھب میں اُتارا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابانگی دید کرنا

چمن پہ چمکے دیکھے اس محسن کے پنا پئے	تو نیلے باغ میں اس چھاپے تلک ہی چھاپا
چندن دکھا کے ہر دم و رین دکھا کے پھاپا	اُس گھاٹ پر بھی آئی خرابی نہی چھاپا
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابان کی دید کرنا
جاو و جو حسن دیکھا تو کیسے جاو و ٹوٹے	بیرون کے تین جگا کے بیٹھیا کوئے کوئے
پارکھو پری کے کاجل چانول سندور کوئے	جاو و مین و کید ڈاسے کافر کی سلوئے
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابان کی دید کرنا
دیکھا جو حسن قابل تو رختہ بنائے	کچھ مکیان بنائیں اور کچھ کبت بنائے
سکھو مکی بخت ڈالی اور کھنڈ بھی چائے	جب جھوٹے پنا کے پھر تو مرے اڑائے
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابان کی دید کرنا
جو حسن شیر دیکھا تو رکھیں کھنڈ کھنڈ	اور نیلے رکھیں واسے سوتلا کھنڈ کھنڈ
گشتی سے کھنڈ کھنڈ آیا اور آپ کو اچھالا	اُس رکھیں سے بھی کھنڈ کھنڈ کھنڈ کھنڈ
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابان کی دید کرنا
کھنڈ کی کا حسن دیکھا تو پھر نچا کے بند	کیر اسی لایا پھلایا اس کام کا سمندر
جب بڑو گئی بجائی کو پہ گلی کے اندر	لڑکے ہزاروں ہوئے آرمیاں فلندر
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوابان کی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو جگہ رنگ بھرے	چھلے انگوٹھی ڈھالے سانپ کی کر کے بھرے
بولا کوئی تو اس میں کچھ تو خدا سے ڈرے	تو اس سے شکے کہنا کچھ بات بیان کرے
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا	تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
تو بنی بجائے ہر دم سانپ کا چھین ملایا	اس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی منایا
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
دیکھا جو حسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے	دھونی طعنے لگے اور بھوت جن تارے
پھونکی چٹیل خندی و بود و نہر ہاتھ مارے	اک چھوٹے تر و نہر میں کیسے نظارے
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
جو حسن بالا دیکھا تو لکڑیاں نیائیں	ڈیوئیں ڈال بھی اور لکڑیاں نیائیں
کچھ چنناں بنگائیں کچھ تیلیاں بچائیں	ان تیلیوں کی خاطر کیا تیلیاں نیائیں
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
ہر اک پلنگ اتنا شیشے میں جڑے جاتا	لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تاشا
سولی کا ہنس گھٹا اگا چرکا سوراشا	دیکھا ہر اک بہانے اس حسن کا تاشا
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	

سیونہن وال پھین پاڑا چار بیجے	سیونہن آم جامن سب و انار بیجے
چکاونہن نیکے مالی بھو لو نکے ہار بیجے	گھاٹون میں جا چینی نقد و ادھار بیجے
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
گر آڑے کسی دن کچھ سیتلا برائی	تو جیکو ویاکی دلی سر برائی
پھر گئے بچاری کر حسن کی ادگائی	اس سیتلا کی دست میں اپنی ہی مت گنائی
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
ہولی کی پھر بہارین پہنچی دامن میں	تو نیکے جوگی چیلے باندھی عجب ہوا میں
آزاد بنیوا ہو پھر کہیں نہ اصدائیں	اُس حال تال ہی سے دین کو دوائیں
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری	پاسے بطیر طوسے ٹیلے سبے گلہری
کی بات وہی جو کچھ اُسکے سینڈھری	اُس لہری سپے دیکھی کیا کیا بہار گری
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
دیکھا جو حسن سیانا تو بن گئے دوا سنے	لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ بن جانے
لہر کو شکے سنگ کھانے اور شر و غلہ چا	دیکھے ہزار ٹھیکے آخر اسی ہمارے
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی	شعبا بنگے چوڑی ہاتھنیں کھن کھنائی
بیچے بہت کھلونے اور جو جو بن ہے آئی	آخر بیکار سی بیکر کی حسن کی گدائی
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
لازم ہے اسکو یار و عاشق وہی کہاؤ	جو اس طرح کہانی کو حسن کو ٹھیکھاوے
بہر و پیامی اپنا بہر و پ بھول جاوے	آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دمن بناوے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
اثر دے کا بچا	
بیچے ہے اتجو کو فیلیل بے کا بچا	اور چیتا ہے کو فی طوطے ہرے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچا	تیرہ بیڑ سارس شکوے لوے کا بچا
سب بیچتے ہیں اگر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یار و لو اثر دے کا بچا
کھاتے تھے ہتھوڑا آگے پلاؤ قلبا	یار و کھی سوکھی روٹی یا باجر کھا دلیا
بھرتے ہیں سر پر کھکھریائیں من کھلیا	اب کوئی آگرے میں ایسا نہیں ہے بلیا
سب بیچتے ہیں اگر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یار و لو اثر دے کا بچا
جب سب بیچتے تھے یار و ہم اثر دہا میرا نا	سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کھانا
اب کا ہلی جو کم ہے تو بھی یہ دلیا کھانا	اب بچار روز لا نا ہر روز نہ بچ کھانا



	<p>سب بچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہیں یار و لواثر دے کا بچا</p>	
<p>آج اُسکو سر پہ رکھ کر سب نہر نہ چکانا سہ اسن ہی ہمارے نت روٹی کا ٹھکانا</p>		<p>گھامک نہ کوئی بولا ہے یہ برا زمانا اب بھی بکا تو بہت نہین پھر بچکانا</p>
	<p>سب بچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہیں یار و لواثر دے کا بچا</p>	
<p>آو کیا ہم آپ کھاوین یا آپ کو کھلاوین جی چاہتا ہے اتو یہ شہر چھوڑ جاوین</p>		<p>ہو ڈر ہم اسکو کھین یا پویر تے جاوین کچھ بن نہین آتا یہ دکھ کئے نہادین</p>
	<p>سب بچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہیں یار و لواثر دے کا بچا</p>	
<p>اوریو کو کھال پانی کب تک کوئی پلاو شاید سے چور اگر کوئی چورے نجاوے</p>		<p>سو من گھون کا ہر گھنٹا کیا کہانے آوے جب رات ہو تو ہر دم یہ خون جبین آوے</p>
	<p>سب بچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہیں یار و لواثر دے کا بچا</p>	
<p>ہاتھی دگلوڑے اپنے دیتے ہیں لوٹ جانے اسکی بھی اور ہماری یار و خبر خدا لے</p>		<p>روزی کلی تو ایسی گھر گھر میں ہن کسلے جب تنگ ہو کر روزی کون اڑ دے کو پا لے</p>
	<p>سب بچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہیں یار و لواثر دے کا بچا</p>	
<p>اتنے روپے تو اس کے ایک پر کے ہم نہ لے سکیے</p>		<p>نوڈس ہزار تک تو قہقہہ ہنستے نہ لے سکیے</p>

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کریں گے	انسی ہزار دیگا تو ہم بھی مے چلین گے
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یا رولواڑ دے کا بچا
سب اٹھ گئے جہانے وہ تھے جو لوگ سیا	وہ رہ گئے ہیں جگہ گھر میں ہیں مہنسیا
اس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلیسا	جو اثر دے کو پالے ایسا ہے کون رسیا
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یا رولواڑ دے کا بچا
آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا	سیرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اسنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا	سچ ہے نظیر آخر جگر کے رام داتا
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یا رولواڑ دے کا بچا
در بیانِ مفلسی	
جب آدمی کے حال یہ آتی ہے مفلسی	کس کس طرح سے اسکو ستاتی ہے مفلسی
پیا سا تمام روز بچھاتی ہے مفلسی	بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی
یہ دیکھ وہ جانے جب یہ کہ آتی ہے مفلسی	
کہیے تو اب حکیم کی سبک بڑی شان	تعظیم کی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہو تو حضرت تھان کہیے بیان	عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا بیان
اھلت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی	
یواہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں	مفلس ہو تو کلہ ٹلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی اے تو اُسے بے بتاتے ہیں	وہ جو غریب غریب کے لڑکے پڑھاتے ہیں
ان کی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی	
مفلس کرے جو آنکھ بھل سکے بیچ حال	سب جاہلین روٹیوں کا یہ ڈھلا ہوا ہے حال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے بھال	مفلس میں ہو وہ لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملائی ہے مفلسی	
جب روٹیوں کے بٹنے کا اگر پڑے شمار	مفلس کو دیوین ایک تو نگر کو چار چار
گراور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار	اس مفلسی کا آہ بیان کیا کروں میں یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی	
مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر	دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے غلام پر	جس طرح کتے لڑتے ہیں اک استخوان پر
وہی ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی	
کرتا نہیں حیا سے جو کوئی وہ کام آہ	مفلس کرے ہے اُسکے تیلین انصام آہ
بچے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ	کہتے ہیں جیسکو شرم و حیانتگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اڑاتی ہے مفلسی	
یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر میں بھی گئی	پھر جتنے گھر تھے سب میں اُسی گھر کے گئی
زن بچے روتے ہیں گویا نانی گزر گئی	ہمسایہ پوچھتے ہیں کہ کیا وادی گئی
بن مردے گھر میں شور مچاتی ہے مفلسی	
لازم ہے گھر غمی میں کوئی شور غل مچا	مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مرا دگر کوئی تو کہاں سے اُسے اُٹھائے	اس مفلسی کی خواہیاں کیا کیا کہنوں ہائے

	مروے کو بے کفن کے گڑا قی ہے مفلسی
جھاڑ و بغیر گھر میں بھرتی ہین جھکڑیاں پیسہ نہوے جھکے جلائے کو نکڑیاں	کیا کیا مین مفلسی کی کہون بخاری پڑیاں کونون مین جالے لپٹے ہین چھوڑین کٹڑیاں
	دستار مین انکے مروے بہاتی ہے مفلسی
کپڑے میانکے بنیے کے گھر مین پڑے رہے زنجیر نے کو اڑنے حقیر کھڑے رہے	بی بی کی شہ نہ لڑکونے ہاتھون کڑے رہے جب کٹڑیاں بگٹن مین تو کھنڈ مین پڑے رہے
	آخر کو اینٹ اینٹ کھڑا قی ہے مفلسی
سب رنگ دم مین کروے منظر کے کرکے تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے	نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے صورت بھی اُسکی دکھ کے کھنڈ چنرے پرے
	اُسکے تونہ کارنگ اُڑا قی ہے مفلسی
پہرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ گر حُسن ہو ہزار روپہ کا تو اُسکا وہ	جب خبر ہو یہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ ہرگز کسی کے دل کو نہیں ہوتی اُسکی چاہ
	کیا کوڑیوں کے مول بکا قی ہے مفلسی
جو کوڑی کوڑی بوسے کو راتی ہو دہم کیونکر نہ جی کو اُس چن حُسن کے ہو غم	اُس خبر ہو کو کون دے اب دام اور دم ٹوٹی پڑانی دو تو وہ جانے کلاہ جسم
	جسکی بہار مفت لٹا قی ہے مفلسی
مشتوق اپنے پاس نہرے اُسکے پیٹنے اِس ڈر سے یعنی رات کو نہ اکھین نہرے	عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے اُسے جو رات کو تو کھالے وہین اُسے
	تمہت یہ عاشقون کو لکا قی ہے مفلسی

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو چھال دیتے ہیں اُسکے ناچ کو ٹھٹھے کے جھول	مفلسی ہو کان پڑے سربہ اُسکے جال ناچے ہے وہ تو فرش کے اور قدم بھال
اور اُسکو اُنکلیو نہ بچاتی ہے مفلسی	
اُسکا تو دل ٹھکانے نہیں دیا بتائے لے شام سے وہ صبح تلک کو کرنا چکائے	جب ہو پٹا و دپہ تو کا ہے سُنہ چھال اور دن کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پال
اس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی	
جس کسی رنڈی کا ہو ہلاکت سے دل خزین اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہیں زمین	رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر تاشین یہ دیکھ اُسی سے پوچھیں آبِ ہجرتین
صحبت میں ساری رات جگاتی ہے مفلسی	
وہ تو یہ سمجھے دل میں کہ دھیلا ہو پاؤں گی باقی رہی جھرام سو پانی بھراؤں گی	دھڑکی کے پان دھڑکی کی سستی شکاؤں گی پھر دل میں سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤں گی
آخر چیتا اُس کا بھناتی ہے مفلسی	
جب مفلسی سے ہو وہ کلانوت کا دل آس اک پاؤں آٹے کی دل میں لگا کے آس	پھرتا ہے بے طنہ و رے کو گھر کے آس گوری کا وقت ہو تو گاتا ہے وہ ہنس
یا تنک جو اس اُسکے اڑاتی ہے مفلسی	
مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول جو روکا وہ کلاس ہے کہ بھوٹا ہو جیسٹ بول	پسیا کمان جو جا کے وہ لاوے جین بول گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھول
ہیبت تمام اُسکی اُٹھاتی ہے مفلسی	
بیشک کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی رہے	نئے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

مان پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے	بٹیا بنا ہے دولہا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی	
گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا	شہدار نانا پیچڑا اور بھاٹ منڈچرا
کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہیں جا بجا	وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھپڑ یون کو بجاتی ہے مفلسی	
دروازے پر زانے بجاتے ہیں تالیان	اور گھر میں بیٹھی دیتی ہیں گالیاں
مالن گلے کی بار ہو دوڑی لے والیاں	سقاہٹ اٹھاتا ہے باتین زالیان
یہ خوار سی یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی	
کوئی شوم ہے جیسا کوئی یو لاکھٹو ہے	بیٹے نے جانا باپ تو میرا لکھٹو ہے
بیٹے پکار رہے ہیں کہ بابا لکھٹو ہے	بی بی یہ دھین کہتی ہے اچھا لکھٹو ہے
آخر لکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی	
چوٹھا تو انہ یانی کے ٹکے میں آتی ہے	پٹنے کو کچھ نہ کھانے کو اور نہ رکابی ہے
مفلس کے ساتھ تنگ تین سجا جاتی ہے	مفلس کی جو روپیج ہے کہ ہان سکی بھابی ہے
عزت سب اُسکے دل کی گنوا تی ہے مفلسی	
کیسا ہی آدمی ہو پر فلاس کے طفیل	کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہراوے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل	منہ خشک دانت زرو بدن پر چاکیل
سب مشکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی	
ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے	جو آشنا ہیں اُنکی تو اُلفت گھٹاتی ہے
اُسکی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے	شرم وحیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

	پہاں تاخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی	
وہ قدر ذات کی وہ نجات کمان رہی تعظیم اور تواضع کی بابت کمان رہی		جب مفاسی ہوئی تو شرافت کمان رہی کپڑے پہنے تو لوگوں میں غرت کمان رہی
	مجلس کی جوتیوں پہ بٹھاتی ہے مفلسی	
سب خاک میں ملاتی ہے حرمت کی ٹانگو چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے میاں کو		رکھتی نہیں کسی کی یہ غیرت کی آن کو سو محنتوں میں اُسکی کھپاتی ہے جان کو
	آخرندان بھیک منگاتی ہے مفلسی	
خالق نہ مفلسی میں کسی کو کرے ایہ کیا کیا میں مفلسی کی خرابی کہوں نظر		دنیا میں لیکہ شاہ سے اے یار و تافیر اشراف کو بناتی ہے اک آن میں فقیر
	وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی	
خمسہ ولہ		
مرا جی نقد دل جسدِ سدا عشق میں ہارا سحر آیا جوہن میں کلبہ اخراں میں بھارا		کروں احوال کا اپنے بیان کیا تھی میرا بھرا از بس جو کوہ و دشت میں را تو کلو آدرا
	وہیں اکبارہ کی جوش جنون نے دلوں کا کارا	
وہ آیا تری گرمی میں جوتی اشعلہ آتش پڑا ہے کیا نعرہ مثل برف اشعلہ آتش		کہ بس کیا کر دیکھا عمرانی چہرہ اشعلہ آتش نہیں نہالہ تو سہ دریا چہرہ شرت اشعلہ آتش
	بہار آئی دکھا کر تجھ میں ہے کچھ قوت دیارا	
لیا اکسا ایسا چکر جس طرح تیرا ہونے کا		یہ سب ہی جیسے کا ہو گیا دل طیش میں نا کو

کنار وجیب کی سبھی جان کڑو لیں تیرا سر	آؤ کر گرد ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھایہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا	
چنان اکنون ز خود رفتہ نمیدانم کجا ہستم	بزرگ جان گذشتہم از سر راہ از کہ پیوستم
ز رہ گرفت اکنون این زمان شو چون ہستم	ہجوم مشرک نگامہ ام دیوانہ ام ہستم
نہ از پاسہ شناسم سر نمیدانم ز سر پارا	
سہ پڑھتے ہی ہوئی بھر خون کی در سالی	عجب دیوانہ پن کی کے میج آنکھوں لہرائی
جو میں دریاسے دل نے آکے پھر چلے گی لہرائی	قصائے لاوین اکل سقد زنجیر پینائی
کہ جسکے غل کا پونچا عیش کا نوین جھنکارا	
خدا جانے اڑا لائی قضا جا کر کہاں وہ	زمین نکلی کا فریا کہ اتر آئی سماں سے وہ
نرالی تھی غرض لی یار و زندان جاناں وہ	کھٹکتی دور تک تاتی تھی اس تر و فغاں وہ
مگر گرجا زمین کے رعد کی نوبت کا نقارا	
کیا اگر خون نے دل کا وان غلطکہ بریا	کہ بکرا آگ اور خس ہیں یا گھر قیدی کا
نہ وہ انہوہ رہا نہ وہ مزانے دعویم جرجا	آنکھیں آیا جو بہر ہوش میں تو کسکے یہ بولا
کہ آخر مر گیا ہے راز دانی میشود دیا را	
خمسہ	
رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتہر ملا تو ایسا	گمراہ خرابیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افشہ ملا تو ایسا	مفلس کا زرد چہرہ چور ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا	



جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سہایا	پھر تارے مرو کیا کیا در و در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آیت نقشا	پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بد نصیبی دیکھو جو ہر ملا تو ایسا	
مفلس نے گرچہ مکر کی نوکری کسی کی	کیسی ہی غمخیزین کین لیکن طلب پائی
جید مکر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی	کی عاشقی تو سر پر ہے اک شریسی ٹوپی
سو ابھی اُس نے لے لے دلبر ملا تو ایسا	
آخر کو تنگ ہو کر مفلسی کے مارے	چلا ہوا کسی کا اور پیسے سیلی تا گے
وانے سوانگوٹی ہرگز نہ پائی اُسے	دن کو دلائی جھاڑ و شب کو تنگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا	
آٹا ملا تو ایندھن چوہا رہا نہ ارد	روٹی پکائے کسپر گھر میں تو اندارد
گر ٹھیکری پہ پتھو پے تو پھر مزار د	تو چھید پیندی غائب جیسر گلاندرد
پانی کا گر میو نہیں سمجھ ملا تو ایسا	
قلیہ پلاؤ زرد سے دودھ اور ملائی کھوئے	پوری کچوری لڈو سب سے کھوئے
جب کچر ہوا میسر و نرا روتے دھوئے	یا خشک ٹکڑے چاہے یا پانی کے بھگوئے
سو کھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا	
کھو اب تاشِ مشروع تن ز چاہِ مل	مفلس کی ہاتھون گئے اپنے ہاتھ مل
گیڑھی رہی نہ جامہ ٹیکار ہا نہ آخل	لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پیرا ناکل
ایرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا	
چربائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر	روٹی پکائی رو رو اور کھائی آٹا جلا کر

سونیکے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر	کشتی پہ سرگور گھر سوئے فقط زمین پر
اسکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا	
جو صبح اور سورج جب آئے نمود دکھاوے	لے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آمدھی چلے تو گھر میں سب خاک مچول جاوے	برسے جو نمود تو باہر اک بو نہ پھر خواوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا	
جس دل جلے کے اوپر دلی مفلسی آئے	پھر دور بھاگے اس سسٹے اور پرانے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھاوے دکھائے	کھانا چھان تھا بستان دان جا کے پٹکے کھائے
بخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا	
تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تک	مفلس ہوا تو کوئی دیکھ نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹن سے بیٹھا جن میں مدینہ جا کر	سب فرشتے اٹھا کر ٹھیلایا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکان میں آدر ملا تو ایسا	
مفلسی میں اسنے دو تین لڑکے پائے	اور کنبہ واسے لڑکے وان کھیلے کوئے
دیکھ اُنکے گئے پاتے آکھن میں آمو لائے	سر کی کو پھیل بچے تھہ اور کڑے بنائے
برخست کے بچوں کو زیور ملا تو ایسا	
اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ شتا	مفلس ہوا تو ہر گز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کتنا زبٹا کتنا بابا	اسیر نظر مجھ کو رہا نہ بہت سے آتا
اس مفلسی ز دے کو بٹس ملا تو ایسا	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ		
جنم کنھیاجی		مستدس
ہر ریت جنم لکھن توئی جس گھر میں بالا ہوتا ہے سیاہ بھو کی بھوسے سے جب بولا بھالا ہوتا ہے	اس منڈل میں ہر جن تیر کو صریح بالا ہوتا ہے آئندہ منڈلی باجت میں نہ بھول اُجالا ہوتا ہے	
یون نیک بھیر لیتے ہیں اس دنیا میں سنسا ختم جہاں کے اور بھی بھین ہیں جب لیتے ہیں اوتار جنم		
بس سارے یون میں اوتار کو بھیر آتے ہیں وہ نیک ہو ریت جسم اس میں جمنے جاتے ہیں	جو نار دمنج ہو یا بھلی سب کا بھیہتا ہے جھیل لاچنی ہوتی ہے وہ روپ جا کھلاتا ہے	
یون دیکھنے میں اور کہنے میں وہ روپ تو بالے ہو ہیں یہ بالے ہی میں اُنکے اکبار رزاسے ہوتے ہیں		
یہ بات کسی جو میں اب یوں اسکو تو اب بیان لگا دھڑن چھیرت بل تیج نہ پٹاں انیک بٹول ٹلا	ہر نیت پتک بچ لکھا تھا کنش جا مقرر کا اُن اور ترنگلے چھے نیکے انباری ہو کر زینت	
جب بن بھن ادھیستی پرویا ہی آن نکلتا تھا سب ساز جھلا جھل کر تاقھا اور رنگ لکٹا جھلنا تھا		
اک رز زبانی بھج بل پردہ کہنتی منور ہوا اکٹان گاہرت کو چاہو ہوا بھلی دن بل میں گرا جو ڈنٹ کوئی تیرے کر کے کھانے کا کھوٹے	اور نہ سکریو لودنیا میں آدو جا کون ملی مجھسا اُن کی کڑیوں بل جتنے ہیں اکون جو مجھے ہو دوسوا وہ سامنے میرا دیا ہو چٹائی پائی ہوتی	

وہ ایسے کہتے ہی جو بول کر میرے کہتا تھا	سب لوگ سمجھا کے سنتے تھے کیا تاج پور کوئی ڈر
تھا ایک ٹکڑہ وہ یوں بولا تو بولا اپنے دل پر کیا	جو تیرا مارن ہمارا سو وہ بھی ختم ہو گیا
تو اپنے دل پر ہمارے مورکھ اس آن بحث نکال دیا	
وہ سمجھو مار کر اویگا یوں جیسے بھنگا مار لیا	
یہ بات سنی جب کہ سن وان تب سنکر اٹھا ہوش	بھوس کے بھیت تر آن بھرا اور بول کر میرے بسے
یوں پوچھا وہ کس میں سچ اور کون بنوں کرتی	کون سکھاتا ہے ہر وزیر بالین کو چاہت سے
وہ بولا تمہارا گھر میں اگر روز جنم وہ پاوے گا	
جب سنا نا ہو گا تب تجھ کو اک دل میں مارا کر اویگا	
یہ بات سنائی کہ کسی بھراؤ لکھ کر سن گھن	بسد یو تیا کا نا توں کہا اور دیکھ کر
اُن آٹھ لکیر کی باتیں پھر کہنے کو اسے بھائی	چھوٹا بچہ تو تھی کیلے میں جاکر ہوتی ٹھوہن
بل بچ کر بین تو نے تو سب کا گچ کیاں مہار ہے	
جو پانچھ رکھا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہار ہے	
اس بات کو سن کر بہت تیا میں اپنے گھبرا یا	جب نار دمن میں اس کی گت تپنے اسے بھید کہا
تیار دمن اس کو بھی کچھ اور طرح سے سمجھا یا	پھر کہنے کو وان سنات سو اچھوڑنا کہ بن
جوانی جان بچانیکا کرا سوچ یہ اسے پھند کیا	
اپلو ابسد یو اور دیو کی کو اک مندر بھتیر بند کیا	
جب قید کیا اُن دونوں کو تب چوکیدہ پھنسا	اک ننگی لڑکی ویت پھران سکوی حکم دیا
سامان رسوئی کا جو تھا اس کے پاس رکھوا	اور دوار دیے اس مندر کے پچھلے بھی چڑوا
ہشیا رنگے یوں رہنے نہ دیا تو کی دینے آ	کیا بچہ کو ملے تھے پر اک آن پڑا پرارے

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے منہ بھر کر نہ سوتا تھا	کچھ بات سہائی نا اُس کو نہ اپنی بلک بھگوتا تھا
اُس نے میں نے فوٹے جب کوئی باک ہو تا تھا	کنس نے اُسے چھپا رہے تھامس بات تپا کاروتا تھا
اک مدت تک اُن دو نوکا اُس مندر میں یہ حال رہا	جو بالک اُنکے گھر جیسا سو مار تا وہ چنڈال رہا
پھر آوا ان اک قتا سیا جو آئے گرب میں منوہن	گو بال نو ہر لید پکیش کشو رن کیول منن
گھنشیام ممراری ہوار سی گر دھارشی شام برن	پھو نا تھہ بار کی لال لال لال گئی جگت دکھ منجن
جب ساعت گریٹ ہو نیکی وان آئی مکٹ دھڑکی	اب آگے بات جنم کی ہے جے بولوشن کنھیا کی
تہا نیک مینا بھا دو کا اور دن بڑھتی آٹھن کی	پھر آو ہی رات ہوئی جسد اور ہوا پھر دہنی کی
سباعت نیک مورت سے وان چنچا کرشن جھبی	اُس مندر کی اندھیا میں جولو را جالی ان مری
یسنڈیو بولین دیو کی جی مت در پھون میں کھیر کرو	اس بالک کو تم کو کل میں سے پہونچو اور مت دیر کرو
جو آسکے تم لچا تین یاں تک بھی ریکاؤ گے	وہ ڈشتا سے بھی مار گیا چپا ہی رہاؤ گے
اس نے جھاکر تم اسکو جو کل میں پہونچاؤ گے	اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اسکی جان بچاؤ گے
وان کو کل باشی جو اس کو لے اپنی گو د سنبھا لیکا	کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور مہر دیا تے پالیکا
جو حال ہے وان جا پونے گا تو اسکا جی چنچوگا	جو کرم کھی ہے تو پھر بھی گندہ کو آن دیکھا و گیا
جس کے بیچ پلکا یہ وہ گھر کھو تہلاوے گا	ہم اُس سے ملنے جاو نیکیو مجھے ملنے آوے گا
نہ کام میں کچھ دھوی سے بھڑا اور پتھیوے	جب کیلے کو میں پلکا لیکا پلکا پلکا دیکھ سے

ہو آدمی رات بھی تو بیاں بچاؤ اسے نہ حال دھر	لپٹا لو اپنی چھاتی سے دیو اوجا کے اور کے گھر
من بیچ اٹھو کن تھاوریہ دن ہو گیا کونسل اگر	اک دن میں اسکو مار گیار چاؤ گئے ہم اٹھو گھر
یہ بات نہ تھی معلوم انھیں یہ بالک جاگ سار گیا	
کب مار سکیا کونسل سے یہ کنس کو آپ ہی مار گیا	
جب دیو کی نے بسد کو وان فرود کرتا بانی	وہ بوئے کیونکر لے جاؤں ہو ہر تو چو کی بھی
اور دو ارگے ہیں تالے کل کچھ باتیں سیر کی	نت دیو کی بولی لجاؤ شہر کی دھڑاں بھی
وہ بالک کو جب لے نکلے سب نکر پٹ پٹ چھوٹ گئے	
تھے تالے جتنے دو ارگے اُس دن چھڑا چھوٹ گئے	
جب آئے چوکیدار و منین تہاں بھی یہ صورت دیکھی	سب سو پائے اُس ساعت ہر آن دیتے تھے چو کی
جب تولا دیکھا اُن کو ہو نہ بھونکے وان بھی	پہر آئے جنا پو ہو چرنا دیکھی بت چڑھی
یہ سوچ ہوا من بیچ انھیں پر اس جل میں کیسے دھر گیا	
سہرین اندھیری سنگ لٹکتی تھیں اب کیا کر گیا	
یوں منین بھرا پھر چلے پھر آپ ہی منین بھڑا ہوا	بھگوان دیا پیر سنگ وان منی جی پرمیاں دھرا
یہ چون چون پائوں بڑھاتے تھے وہ پانی چھٹاتا تھا	یہ بات لگی جب ہو وان سید بوسے نہیں گھبرا
جب پائوں بڑھائے بالک جو آپے اور پیکل میں	
جب جہانے یک چوم لیے جا پھو پاد وہ اکل میں	
جب آن برا جگو کل سین پھا لٹاں ہی دیکھ لے	تب آن چلتے چلتے وہ پھر نہ کے وور لے آپہنچے
وان نہ محل کے دروازے بھی بٹ کھینے تب دو کھڑے	جو چو کی واسے سو تے تھے اب کو انھیں دے کے ٹو کے
جب بج محل کجا پہنچے سب تے ان گھڑا تے	ہر چا پڑا تھیا بالی تھی جیون نہ دین لڑیا تے

اک اور چنبھا یہ دیکھو جورات جنم کشن کی تھی	اس بات جسود اگھر میں تھی نبی یار واک لڑکی
وہ اسوتے دیکھ جسود کو اور بری کر اس لک لک کی	اس لڑکی کو وہ آپ ٹھائے نکلے آئے متھر جی
جب لڑکی لائے مندر میں بتائے مندر لاک اٹھے	
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُردم جاگ اٹھے	
جب بھور ہوئی تب گھر گھر کنس لائی منس لڑکی	جتنا اے کھلوایے کیا تب لڑکی جنم لک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکرو دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی	یوں جسے بجلی کو نہ ہے جب چھوٹا ہوا پر جا پوئی
یہ کہتے نکلے اے مور کھ کیا تو نے سوچ بچار ہے	
وہ جیتا اب تو سیس کٹ جو تیرا مارن ہا راس ہے	
جنسے وان بہا بنی من بچ بہت سلایا	جو کاج ہو خوا لاس وہ ٹائے سے کب ہے ملتا
سو فکر و سوچ کرو سوبات سناؤ حاصل کیا	ہر آن وہی یان ہوتا جو ماتھے کے ہے بچ لکھا
ہین کتے بدو جھاب یان وہ سوچ بڑی ٹھہرائی ہے	
تھہر کے آگے پر یار و تدبیر نہیں کام آتی ہے	
انہ کے گھر کی بات سنو وان یکا چنبھا یہ ٹھہرا	جورات کو جنم تھی لڑکی اور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھوڑا لالچ میں تاج ہوا اور نوبت کا غل شور عیا	پھر کشن گرنے نام رکھا کنبے کے مل بیٹھے ۲
سندا و جسود اور کوات کرنے وان ہر بیر گے	
ایکوان ٹھہرائی میوے کے پر تار سی آگے وھیر گے	
ناب لائی میں گونے کی اور پائش میں آٹھیں	کچھ ٹھول حیر لاتی تھیں کچھ گیت سچا کافی تھیں
کچھ ہر دم کھاسن لک کلبھار سی ہو کر دیکھ رہیں	کچھ تھانج خیر کے کہتیں کچھ سوٹھوٹھو کر تھیں
کچھ کہتیں تھیں ہم تھیں ہین نیا گے جکے دن کالینے کو	کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آتد جھا واوینے کو

کوئی کشتی ٹھیک کر کے کوئی ڈالے پہنچا دے	کوئی لائی خیر سلامی و کھڑے کوئی نہ لائی ہو
کوئی دیکھے روپے یا لکڑی یا تھاپا چھوڑی	کوئی بھوئی تھاپا چھوڑ کر کوئی لکڑی کوئی لکڑی
کوئی کھتی پھری ہو اسے بے تحارے بالک کی	کوئی کھتی بیاہ ہو لاؤ اس اس مرادوں والے کی
کوئی کھتی بالک بھو آہنا سیری نیک تی	سیر بالے آنکھ ملتے ہیں جو دنیا میں ہیں بھو بھو
سیر بھو کی بھی شان بڑھی اور بھگت بڑھ گئی	سیر باتن کی سن سن کر سیر بات چو کا کھتی تھی
سیر بھو بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جہا ہے	کچھ اور کون میں کیا تھے بھگوان کی سو پر کرپا ہے
تھی کوئے کو سفوف شوقی اور طیلے تال کھینچتے تھے	کوئی تاج رہی کوئی کوئی کوئی تاج رہی کوئی
ہر چاروں آئندہ تین دنوں گھر میں نہ جھوڑا	کچھ آنکھن پنج بڑے تھیں کوئی تھی کوئی تھی
سو خوشی اور خوشحالی ہے دکھائی تھی سامان بھری	سچ بات ہے بالک کی ہے دنیا میں آئندہ بھری
پھر اور خوشی کی بات ہوئی جیسے پہلے ہو کر کوئی	کھوئی دو وہ کی ٹانگی پھر اور ڈالی پھر سیری
یہ اس پر پہلے پھر کر وہ اس پر اسے بھری بھری	کوئی پوچھ کر اور باہن کوئی سکھ کر پھر بھری
اس وہ وہ کی بھی رنگ لیون پور ہوا تر ناریکا	اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو سیر کیا ریکا
اسکے منہ میں یہ وہ وہ کی اور ہر کی اور کوئی	کچھ تاجیں بھانڈ بھانڈ تھی بھی بھری باہن بھری
آئندہ بھو بھو بھو تر سیر سیر اور ترئی	زنگین سیرے پالنے تھی باہن بھری کتنے سیر بھی
ابن بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو بھو	نہا اور ہوا ایسی کی شادی بالک کے کی



جو نیکی جوگی تھے اُنکو اُس آن پٹ خوشحال کیا	مہارے باگے رشیم کے اور زر بھی بخشا بہتیرا
اور چنے ناچنے والے تھے سب انھیں بھی پیا	سماج گھر میں نے تھے سب نگو بھی ارمان رکھا
دن رات چھٹی کے ہونے تک خوش دل ہو گئی کا	
تجڑال روپے اور مہرین دین جب تنگ بچا یادانی کا	
نند اور جسود ابالک کو وان ہاتھوں دین بھی رکھتے	نت پیار کر سیں میں میں ارین ہر لئی کے بٹے
جی پہلے تے من پرچا اور خوب کھونے لگواتے	ابن بھلاتے پاتے میں ایہ اور او دھر بیٹھے
مگر یادِ قطریاب ہر ساعت اُس نے اور اُس بھلے کی	
آئندے سے بھیو میں کر بچے بو لو کان جھنڈ وے کی	
<b>بالین بانسری بھیا</b>	
یار و ہنویہ دودھ کے لٹیا کا بالین	اور مدھ پوری مگر کے بسیا کا بالین
مومہن سروپ کرت کرتیا کا بالین	بن بن کے گوال گوون چریا کا بالین
ایسا تھا بانسری کے بھیا کا بالین	
کیا کیا کون میں کشن کنھیا کا بالین	
خا ہرین ست وہ نہ جسود آپ تھے	ور نہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی پتے
پردہ میں بالین کے یہ اُنکے ملاپ تھے	جوتی سروپ کیے جنھیں سو وہ آپ تھے
ایسا تھا بانسری کے بھیا کا بالین	
کیا کیا کون میں کشن کنھیا کا بالین	
اُنکو تو بالین سے نہ تھا کام کچھ ذرا	سنسار کی جو ریت تھی اُسکو کھایا
مالک تھے وہ تو آپ انھیں بالین سے کیا	وان بالین جو انی بڑھا پاس بیک تھا

	ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین	
چاہے وہ ننگے پائون پھرے یا کٹ دھر چاہے جوان ہو چاہے لڑکین من بھرے		مالک جو ہو اسکو بھی ٹھاٹھ یاں سر سب پ ہیں اسی کو کچھ چاہے سو کرے
	ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین	
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے اک یہ بھی لہر تھی کہ جان کو جتا گئے		با لے ہو برج راج جو دنیا میں آ گئے اس بالین کے روپ میں کتنو کو بھا گئے
	ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین	
پراسکے بالین میں تو کچھ اور ہی بھید تھا کیا جانے اپنے کھیلے آئے تھے کیا کلا		یوں بالین تو ہوتا ہے طفل کا بھلا اس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
	ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین	
لڑکوں میں وہ کمان ہیں جو چھین رہے تھے انکے تو بالین ہی میں تیور کچھ اور تھے		روہارون کے یاروں سجا غور تھے آپ ہی وہ پر بھونا تھے آپ ہی دور تھے
	ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین	
پتھر بھی اکیا رتو بن جاتا موسم کا		وہ بالین میں دیکھتے حیرت نظر اٹھا

اُوٹو ت ہی دہ کرتا تھا مانتا جھکا جھکا	اُس روپ کو گینائی کوئی دیکھتا جو آ
	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین
کیا تاب تھی جو کوئی نظر نہر کے دیکھتا پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا	پروہ نہ بالین کا نہ کرتے اگر ذرا جھاڑ اور پہاڑ دیتے سمی اپنا سر جھکا
	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین
بابا رنجی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے جتن	موہن مدن گوپال کہے جس مین ہرن گرو دھارشی نند لال ہری ناتھ گوردھن
	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین
گوکل میں آ کے نہر کے گھر میں لیا قرار پانی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار	پیدا تو مدتوں میں ہوئے شیا م جی مزار نندرا کو دیکھو چھوٹا جی جان سے نثار
	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین
سبکے گلے کے کھیلے تھے اور سبکے سر کے تاج سیا کا اُن دنوں تو عجب برس کا تھا مزاج	جب تک کہ دو دھند پتھر رہے گوال برجلج سند رچو نار یاں تھیں وہ کرتی تھیں کام کاج
	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین

بد شکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے	اور خوب رو کو دیکھ کے ہنس نہ سچ جھٹکتے تھے
جن ناریوں سے اُنکے غم دور دہشتے تھے	اُنکے تودوڑ دوڑ گئے سے پلٹتے تھے
ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
اُٹھ بیٹوں کا اُنکے مین چلنا بیان کروں	یا بیٹھی باتیں منہ سے نکھنا بیان کروں
یا بالکون میں اسطرح پلٹنا بیان کروں	یا گودیوں میں اُٹھنا بیان کروں
ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب بدن گوناں	دھرتی تمام ہو گئی آگن میں نہال
باسک چرن پھوٹوں کو چلیے چوڑ کز نہال	آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکے جال
ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
تھی ان کی چال کی تو عجب یار و چال نہال	پاؤں میں گھنگروں باجھے سر پر چھندڑ نہال
چلتے ہمک ہمک کے جو وہ دھمکتی چال	تھا نہیں کبھی جسودا کبھی نندین نہال
ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
پہنے جگا گئے مین جو وہ دھنی چیر کا	گئے مین بھرے ہاگو یا لڑکا امیر کا
جاٹا تھا ہوش دیکھ کے شاہ وزیر کا	مین کس طرح کہو اسے چھوڑا امیر کا
ایسا تھا بانسری کے بھیت کا بالین	کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین

جب پائون چلتے لاگے بہاری نو لکھنور نہم ہاتھ دو دھرتے بھرے کپڑے پی شور	ماکھن اچکے ٹھہرے ملائی دہی کے چور ڈالام سرچ کی گلیوں میں اپنا شور
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
کر نیلے یہ دھوم جو گرد ہاری بند لال ماکھن ہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال	اکٹاپ اور دوسرے ساتھ آنکھ لال دی اپنے دو دھچور کی گھر گھر میں مال
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
تھے گھر جو گونج لگے گھر سے جا بجا ماکھن ملائی دو دھچو پایا وہ کھا لیا	جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر میں جا بجا کچھ کھا یا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
کوٹھی میں ہو پھر تو اسی کو ڈھنڈورنا اوجھا ہو تو بھی کا ندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا	گولی میں ہو تو اُس میں بھی جا نہ کوڑنا پہنچا نہ ہاتھ تو اُسے مری سے پھوڑنا
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین	
گر چوری کرتے آگئی گوالہن کوئی وہاں میں تو ترسے دہی کی اڑاتا تھا کھنڈیاں	اور آستہ آکھڑ لیا تو اُس سے بوسے بیان کھاتا نہیں میں مسکی نکاسے تھا چڑیاں
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	کیا کیا کہو نہیں کشن کنھیا کا بالین

گروارنے کو ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا	تو اُسکی انگلیا بھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے چل جاتے جا بجا	ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُترا چھوڑا
ایسا تھا بانسری کے بجبیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر	تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھیں دھر
چو آئی لاسکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر	غصہ وہ اُنکا آن میں جاتا وہیں اُتر
ایسا تھا بانسری کے بجبیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
اکھو تو دیکھ گونین جی جان باقی تھیں	تھر میں اسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھیں
ظاہر میں اُنکے ہاتھ سے وہ غل بجاتی تھیں	پر دھین سیکشن کے بلہاری جاتی تھیں
ایسا تھا بانسری کے بجبیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
کوئی تھیں دل میں دودھ جواب ہم چھپائینگے	سیکشن اسی بہانے ہمیں منہ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن پائینگے	تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاسیکو آئینگے
ایسا تھا بانسری کے بجبیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
سب مل جیسو واپس کیتی تھیں کے بیر	اب تو تمہارا کاکھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہلو گالیان پھر مارا ہے چیر	چھوڑے وہی نہ دودھ ماکھن نہ کھر
ایسا تھا بانسری کے بجبیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین

اور کاغذ کو ڈرائی اٹھا پن کی سائیلان تم سچ نہ جانو ماما یہ ساری ہرین چوٹیاں	ماتا جسودا انکی بہت کرتی مستیان جب کاغذ جی جسودا سے کرتے یہی بیان
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
گائے مین اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہین آپ ہی تمہارے پاس یہ فریاد آتی ہین	ماتا کبھی یہ مجھ کو پکڑ کر لجاتی ہین جب ناچتی ہین آپ مجھے بھی نچاتی ہین
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
جاتا ہوں راہ مین تو مجھے چھڑ جاتی ہین ماروا نہیں یہ مجھ کو بہت ساستا قی ہین	ماتا کبھی یہ میری چھٹکلیا چھپاتی ہین آپ ہی مجھے رٹھاتی ہین آپی مناتی ہین
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
پوچھا جسودا نے تو وہین گنجد بناو یا اک آن مین دکھاو یا اور پھر ٹھکراو یا	اک روز گنجد مین کاغذ نے گنجد بناو یا منہ کھول تین لوک کا عالم دکھاو یا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
موہن نو لکشور کی تھی سبک دل مین چاہ ایسا تو بالین نہ ہوا سہ کسی کا آہ	تھے کاغذ جی تو نہ جسودا کے گھر کے ماہ اُن کو جو دیکھتا تھا سوکتا تھا واہ واہ
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین

سب سیکے یار کوشن جہاں کی بولو جے	گو بند چھیل کنجہاں کی بولو جے
وہ چور کماڑی ناقد بہاڑی کی بولو جے	تم بھی نظیر کوشن بہاڑی کی بولو جے
ایسا تھا بانسری کے بچیا کا بالین	
کیا کیا کو نہین کوشن کنھیا کا بالین	
بانسری	
جب مری دھرتی مری کو اپنی اودھ دھری	کیا کیا پریمیت بھری اسین بھری
لی اسین دھے نام کی ہر دم بھری بھری	لہرائی دھن جو اسکی اودھ اور اودھ دھری
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	
ایسی بجاؤ کوشن کنھیا نے بانسری	
کتنے تو اسکے سننے سے دھن ہو گئے دھنی	کتنوں کی سُدھو بھری جہم وہ دھنی
لکھنوی میں کل گئی اور بیا کل چنی	کیا ترے لیکے ناریاں کیا کوڑھ لکینی
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	
ایسی بجاؤ کوشن کنھیا نے بانسری	
بس آن کا فدی کو وہ نہیں بجاؤنی	جسکان میں وہ آؤنی وان بھی بھاؤنی
ہرن کی ہو کے موہنی اور حیت بھاؤنی	نکل جہان دھن اسکی وہ بھی بھاؤنی
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	
ایسی بجاؤ کوشن کنھیا نے بانسری	
ہن میں اپنی نہیں وہ سیکش نے آجھی	اس سا اور سے بدن پر نہٹ آنکر بھی
زلی بھلا یا آپ کو تارسی نے سہو بھی	اکلی اودھ سے آکے وہ نہیں بھو بھی



	<p>سب سننے والے کہ اُسٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری</p>	
<p>گو وین دھن اُسکی سننے کو بجائیں گھر لے لے کے اتنی لہر جان کان میں پڑی</p>		<p>گوالون میں نند لال بجاتے وہ جگمگ کھیرن میں جب بجاتے تو وہ اُسکی دھن پڑی</p>
	<p>سب سننے والے کہ اُسٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری</p>	
<p>پہلو دھن اُسکی روز ہر اک دل میں گڑ منہ چنگا دھن کی دھن میں لے ہو کر</p>		<p>بھنی کو مڑی دھرجی بجانے گئے جھرم سننے ہی اُسکی دھن کی صداوت ادھر اُدھر</p>
	<p>سب سننے والے کہ اُسٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری</p>	
<p>کرتی دھن اُسکی بھجی بھجی دل میں راہ پڑتی ہی دھن وہ کانیں بلباری ہو گیا</p>		<p>پہل میں گلو بجاتی تو وہ اُسکی سننے بستی میں جو بجاتی تو کیا شام کیا گام</p>
	<p>سب سننے والے کہ اُسٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری</p>	
<p>کتنے کھائے کان اُدھر رکھتے بار بار اُسے جدھر بجاتے ہوئے شام جی مڑا</p>		<p>کتنے کھائے دھن کے لیے رتے بے قرار کتنے کھڑے ہو راہ میں کہ بھتہ انتظار</p>
	<p>سب سننے والے کہ اُسٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری</p>	
<p>لے اُسکے من کی منہ ہی دھن اُسکی پتھر</p>		<p>دھن کی بانسری کی میں کیا کیا کون جہن</p>

اس بانسری کا آن کے جس جاہو اپن	کیا جل پون فطیر کیمیر و کیا ہرن
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	
ایسی بجائی کشتن کنھیا نے بانسری	
لہو و لعب کنھیا	
تھوین کروین اب کیا اس نرلی دھڑکی	ات سیوا گنج پھر یاگی ور بن گنوٹریاگی
گوپال بہاری بنواری دکھ بڑنکر تیاگی	اگر وھاری نہر شیا مہر بن پندرجوگی تیاگی
یہ لیلہ اس نندلن منوہن جیت چھیا کی	
رکھ دھیان سنوڈنڈوت کروچے بولو کشتن کنھیا کی	
اک زخوشی سے گیت تری موہن جتا تر گئے	وان لین گے ہنس کے یہ گنگوال در بال سے
جو گیت تری جا جن میں پھر چاکر لاد جو پھینکے	وہ آپی اتر جای تھے کیا اکھا بید کوئی پاؤ
یہ لیلہ اس نندلن منوہن جیت چھیا کی	
رکھ دھیان سنوڈنڈوت کروچے بولو کشتن کنھیا کی	
وان کشتن منوہن گوالن سے یہ بات کی	اور آپی سے جھپٹ لھا اس کی وہ مین الدنی
پھر کئی جھپٹ کو ڈپڑے اور جتا جی مین ڈوبی لی	گوالن سکھا حیران سے پوچھید نہ سمجھے اک تہی
یہ لیلہ اس نندلن منوہن جیت چھیا کی	
رکھ دھیان سنوڈنڈوت کروچے بولو کشتن کنھیا کی	
یہ بات سنی برج نارنج تب گھر گھر اسکی سوچی	تند اور جیو دا آپوچی سندھ بھوئی اپنے پن کی
آجنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھہ تیرے اور ٹھٹھہ لگی	کوئی آنسو ڈالے ہاتھ پر پھیر چائی کوئی بھی
یہ لیلہ اس نندلن منوہن جیت چھیا کی	رکھ دھیان سنوڈنڈوت کروچے بولو کشتن کنھیا کی

<p>جس میں کوئے نمود ہن آن چھپا تھا اک کالی بھرنے ہو چا زور کیے اور ہر پون تک لکشی کی</p>	<p>سپر بانو سے اٹکے آ پٹا اُس کے بھیت دیکھتے ہی پھکارین میں بل تہج کیے پرشن ہے وانشہ ہی</p>
<p>یہ لیلیا ہے اُس تندلن نمود ہن جہمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کو کشن گھیا کی</p>	
<p>جبکے نے سوچ کیے پھر ایک وانشیام نے کی یہ تاتھ لیا اُس کے کو اک پل بھر میں تلور لگی</p>	<p>اس طور پر بھیا تان اپنا جو اُسکا نکسن لاکھی وہ وار کیا اور است کی نہر گن بھی پھر بانوں پڑی</p>
<p>یہ لیلیا ہے اُس تندلن نمود ہن جہمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کو کشن گھیا کی</p>	
<p>اُس میں تند شام میں کل کو کوب ناتھ چکے کرانے پس میں کالے کو سکھیا نے فری دھو دھر</p>	<p>لی ناتھ کو اُس کے ہاتھ اپنے بھرن کے اوپر پڑ گئے جب باہر آئے نمود ہن سب غن مجھ کو بول گئے</p>
<p>یہ لیلیا ہے اُس تندلن نمود ہن جہمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کو کشن گھیا کی</p>	
<p>تھے چننا پر اس وقت کھڑے فان رختے زبانی دیکھتا مسج دور کو آئند کی آئی پھر باری</p>	<p>دیکھ اُنکو سب خوش حال ہو جب باہر نکلے بنواری سب ورشن پاکر شاہو اور پوے جے بھلا کی</p>
<p>یہ لیلیا ہے اُس تندلن نمود ہن جہمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کو کشن گھیا کی</p>	
<p>تند اور حبودا کے من میں سندھو بھولی ہوئی پڑی سب برجیا کس بھون آئند خوشی اسد چھپائی</p>	<p>سکھو چین ہوئی گھر بھولی گھوٹائی پن کی شہرانی اُس آئند خوشی یہی نظر ایک لیلیا اپنی دکھلائی</p>
<p>یہ لیلیا ہے اُس تندلن نمود ہن جہمت چھپا کی</p>	<p>رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کو کشن گھیا کی</p>

شادی کنھیا	
جہانگیر بوقت شہنشاہی کی تہنیت سے بڑھ کر روٹی	سبھالا ہوش اور ہوسیا وہ بالین کی دھڑائی
ہو اقدار کا کچھ اس طرح سے کہ قمری جسکی خدا کماٹی	کمالین طرزین پھر درسی کچھ پرانی سے چھٹی
ہوئی خوشی نند کے خوشمین بہت ہوئیں خوش جہانگیری	
جہانگیر بھائی کو شہنشاہ کی لگے پھر اپنی پھل	جگہ جگہ پر لگے بھنگیے ادا سے منہی لگے بجائے
وہ چھڑے گوؤن کو ساٹھ لکھ خوشی خوشی ہوئے	بھو بھگت اور جہانگیر یہ کشام اب تو ہوسیا
یہ ٹھہری دونوں کے منہ میں آکر کر رہی اب کی لگائی	
پھر اپنی شہنشاہی سوچی اب کی ایسی جا ہو واکئی نسبت	بڑا ہو گھر در بڑے ہوئے سبھالا بہت بہت
ہمارے کو کل سینہ جو خوبی کی طرح کی ہوئی ہر	وہ لڑکی جس کہ ہو گئی سو وہ بھی ایسی ہوئی ہر
ہیں جیسے سندھ کشور موہن ل دو لار کنو کنھیا	
کئی جواناری ہوئے بھائی بھائی انھیں لایا	اکسیکوار یہ کھڑکی اور کھڑکی دھڑکی
جو بھید تھا اپنے بھائی بھائی بھائی	پھر بہت بہت دھڑکی دھڑکی وہ نارین جہانگیر
نہ دیکھا دیکھا گھر اک بھائی نہ ویسی کوئی دھڑکی	
وہ نارینا جہانگیر بھائی بھائی بھائی	ہو یہ جہانگیر بھائی بھائی بھائی
بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی	کئی یہ بھائی بھائی بھائی
گرو گھائی بھائی بھائی بھائی	
یہ سن جہانگیر بھائی بھائی بھائی	چلیدہ گھائی بھائی بھائی
جہانگیر بھائی بھائی بھائی	آٹھویں بھائی بھائی بھائی
چوٹھیں یہ تو لگین سنائے اور دھڑکی بہت بھائی	

جگر چھلکتا دھڑا دھڑا تو پھر گنگائی کی بات کھولی	بڑے ہوتے تھی کیونکہ میں یہ بات ہر کو تو نہ بولی
ہر جیسا سندر راتوں کا رات تھا سنی رہا وہی لڑکی	اے بھئی ولت دھڑا دھڑا تھی خوشی خوشی طرح طرح کی
آکھوں اپنی بہت جانی پرانے دلعین نہ کچھ سمائی	
ہزار دھڑکا وہ مان تھی کہ تیرے چٹھے باتیں وہ بولی ہر	وہ اسی کیا ہیں جواب ہا جریں روٹکا ہون برابر
ہر جی وہ تو سو ایسے گنگے ہا گھر کے تو کتنے جا کر	ہم نئی لڑکی اے نیند گنگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا
کہ وہ ہا نہ گھر میں تو جان اب اس گنگائی کی بت کمانی	
سنا جگن ناریوں یہ تو چل دیں ہر سے وہ شکر مائیں	بہت ہی کیا ہوتا ہے وہ پیو کے گوہل کے چہرے میں
سی جو باتیں تو میں ان خوش وہ جب وہ کو آسانیں	یہ باتیں تو میں سو میں بہت خفا ہو بہت بھاشیں
سو آخفگی کے آگے کچھ وان جسو دامائی سے بن آئی	
جب اس گنگائی نہوئیے وان برابر جو رہا نہیں مانا	جو بھید انکا کلا سے اسے یہ بن جتا ہے ہی چھوٹا
کہا یہ نہیں کہ کوئی لیل کو چاہے اب دھڑکا	بنا کے موہن سروپ نہا پر شمع بے سہرا چانا
گئے وہین ہر عہد اس مکان میں اور اپنی بیٹی جا بجائی	
بچی جو موہن کی بانسری ان تو ہون کچھ کھائی کھائی	پیری وہ جس کے کان میں اسے سدا رہنے بنگی پیری
بھلائی نہی نہی کچھ تو سدا رہا دھڑا دھڑا سرور تھی	ہر اک طرف کو ہر اک مکان پر چھلکتا ہر کی کچھ ہی کھی
کہ جسکی ہر اک چھلک کے دیکھے تامل سنی وہ جگمگائی	
سہیلیوں سنگا دھڑکا جی کدلی دھڑکا جو آن بنگی	سروٹ کیا وہ کشن جبکا اُدھر اگلی سنی وہ مری
جو ہیں وہاں دھڑکا جی آئیں سو ایسی ہی بہن موہنی	دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ لگی صورت کو دیکھتے ہی
ادھر تو رہا دھڑا کے دھڑا دھڑا ہر اک بھیلی کی شد بھلائی	
دکھا کے روپ اور جگمگ مری کچھ کو گل بہن لالا	پھر اک کلا کی وہ دین نہ دھڑا گوری کو لالا لالا

بہت دوائیں اُٹھوئیں کہ ان پر فائدہ نہ نکالا	پھر آپ وہی دیکھو واکے تھلی کو دان بھالنا
اچا کرے برسا بنے جاکر کہ بھی کرتے ہیں ہموائی	
ادھر تھے ہارے دوائیں کہ کتنی اُٹھوئیں چو با آئی	بلکا کے جلبدی سندر کہ بھیت کھائی را و حوہ کھئی
اُٹھوئیں دان کچھ دوائیں ہی اور کھائی چھوٹے کھئی	بڑھت کیا تھی وہ اکل تھی ہون پین چھی
ہر اک کی واہ واہ ہر دم اورانی گونٹ جھکا ئی	
ہوئی جو چکی وہ را و کھائی تو چنب ریختی کی کھری	وہ بڑھیاں ور سبھی کھم کے یہ باتن پچ آٹھری
کہ را و کھائی گائی اسے کریں تو ہنگی یہ بات بھی	جو سم ہوئی سگائی کی ہے وہ بھونٹوئی کھری
نظر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی سگیشن کی سگائی	
<b>دسم کتھا</b>	
اسے دوستویہ حال سنو دھیان رکھ ذرا	اور ہر طرف سے دھیان کتھیں ان کو کولا
جو چاہے اسکا واسطہ سب کتھیں بھلا	کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماحسرا
اسے نام اس بیان کا یا رودسم کتھا	
سکھد کو کتھا یہ پچھیت سے ہے کہی	اسے سنی تو اس کا ہوا دل بہت خوشی
پھر کہم کیا جب سندر کی تھی مندر سی	تھے پانچ بیٹھے اسکے بہت سندر اور ملی
گھر بار اس کا دولت و شہرت سے بھر دیا	
بیٹا بڑا تھا اسکا سو اسکا ر کم تھا نام	اور رکھنی ہے بیٹی بہت خوب خوشرام
روپا در سوپا تھیں سر پاٹوں سے تمام	سکھوین سہا یوں وہ رہتی تھیں خوشرام
اگنا لباس تن پہ رہا تھا جھک رہا	
نار و من لکھن آئے جہان پر تھی رکھنی	اور اس سے بات اُٹھوئے وہ سگیشن کی سنی

لیلا سنا میں وہ بھی روپا و بر روپا کی	جب رکنی نے خوبی وہ یکیشن کی سنی
مُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا	
ٹھہری یہ رکنی کے وہین دل میں آن کر	برنی جمبی مین جاؤن ملے جب وہ بھکاوہ
دِوانِ رات و دھیان اپنا لگی رکھنے وہ آدم	آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر
بیچین دل میں رہنے لگی سب سے ہونفا	
چھپتی نہیں چھپا کے سے صورت جو چاہی	سکھیاں سہیلیاں جو یقین اور مکیاں سہی
دیکھی جو رکنی کی اُنھوں نے یہ بے کلی	جانا کہ رکنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کنے لگیں اُنھوں کی وہ باتیں بنا بنا	
بولے وہ سب کمرش تو اوتار ہیں بڑے	جو خوبیاں ہیں اُنیں کہا تنگ کوئی کم
روپ اور روپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے	لیلا ہو میں ہیں اُنسے جو ہوں کہ وہ اور سے
ماویو کی ہے اُنکی وہ پسند یو جی پتا	
جنمی وہ بدھ پور میں تو جب دسی رات تھی	بدیو اُنکو لے چلے کوکل اسی گھڑی
ہونا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی	پونچے جو گھر میں مذہب و اسکے کا مذہبی
سب نیکیوں نے نیک بدھائی کا وان لیا	
پسند یو جی نے بھیجا کرک پٹ تا کو وان	تو نام اُنکا جا کے وہاں پر کرے پان
ہشیم نام جو کے ہووے بیان کر اُسے عیان	گوکل میں آ مہر نے بہت ہوئے شاولان
ان کا کمرش نام بہت سو دھ کر رکھا	
ٹھہرا پان میں بھوتے ہر دم کمرش جی	جب کس نے وہ پوتا بھیجی کہ پو جی
اُسے جو چھاتی نہ ہر بھرتی سنے منہ میں ہی	مُنتے ہی اُنھوں نے وہ جان کی کھنڈی

	اُسکے پران گڑبگڑ گئے اور کچھ نہ بس چلا	
پھر تو نداشت کی بھی ہوا در کے بھی	آیا سری دھرا سکی بھی شہی خراب کی	کا گسرا یا ڈنٹ لیا اُسکو مار بھی سکسا سرا یا اسکی بھی گاڈ ملی ٹی ٹی
	جتنے وہ ڈنٹ آئے سبھو نکوٹ دیا	
پھر پانوں چپٹے لاسکے جو دھرتی پنڈ لال	آئے وہ جنگی گو دین اُنکو کیا نال	سیا نے ہوئے تو ساتھ لے اپنے گوال بال
	گو بن چرمن بن مین وہ بنی بجا بجا	
دھرا کے گوالوں کو لے کر دھرا ور دھرا	کھانے کھانے اُنکو جو تھے ساتھ میں بھی	جب گوالوں نے اُسکے چودا سے یہ کی
	اُنکو کھول نکھول آئیں ہر نے دکھا دیا	
جملہ وارچن اور وہ دیو دیوتا جو تھے	دوتا بن گئے تھے کسی کی سراپا سے	مرتے تاکہ ساوہ بن مین دیوتا کی کھڑے ہوئے
	اویسا ہی دیوتا آئیں اک پل میں کر دیا	
راہہ پھنس جوتھن پر آنے لگے وہاں	نندا اور خبوا کی لگی دیکھ اُن سے جانے جان	لیکر کٹھ سب اپنا جو تھے خرد اور کلان
	اُنکو کل کا پاس سب اُسیدن سے بھر بھا	
لے گوال بال چائیکا شہام بن ہرن	اُنکو سب چرمانے جہاں سہا یہ گو بردھن	وان بھی بنائے یا بجا سبھی بھلا بن
	آیا اُنکا سر اسکے بھی سر کو اڑا دیا	



دیکھ اُسکو سب چوم لے کشن کے چرن مارا اُسے بھی ہرنے جان ہے یتال بن	دکھائی اپنی ہرنے جو لیلادہ بچہ ہرن دھنک راچھسک یا بچہ جو بنا کر وہ مکون
کالے کودہ میں ناکھ کیا سبز نرمل	
اُس بن میں ایک دن جو ہن آگن کر لگی لیلادہ سے وان بھی بڑوہ دیکھ انکی پیسہ	گوئن کھڑے ہڑتے تھے بن میں جوشیام جی سب گول بال چنگری گوئن کھڑے سبھی
اُس آگ سے بھون کو لیا آن میں بجا	
سرٹ نے پھر وہ کوپ کیا آن پان کر بھروسن اُسہن شیام نے فی ریاں سندر	پھر کی جو لیلادہ چیر ہرن ہرنے خوب تر سرٹ کو وان اٹھا لیا بنسی و پرا دمہ
ہرنے بجا کے تر ت کیا راس کو بنا	
لین گو بیان چھوڑا دہن پھر سنگھ چر سے اپنے سے مکر سے اُنھوں نے بہت کیے	مارا وہ ساپ پانوں پہ پٹا جو نند کے سکا سراو کیسی دھو ما سُر آ گئے
ہرنے اُنھیں بھی مار کے بھون پر دیا گرا	
چلنے کو ساتھ آئے اُنکے ہدین سب گویان ہرنے دکھائے وان اُنھیں لیلادہ نشان	اک روز بند راہجے آئے اُنھیں جو وان جمنائین پھر نہائے جو اک روز شادمان
جو ہر ہی ہر دکھائی دے اُن کو جا بجا	
مارا دہن اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے چندن جو کچا لالہ تو خوش ہو کے شیام نے	جب بند راہن میں آئے تو دھوئی کونسل کی سو جی سے بے لباس شے پھر بہت اُسے
سب کھو دیا جہان تین گہرا تن اُسکا تھا	
رنگ بھوم میں گرا دیا پر بل کو بزمین	ڈیوڑھی پہ آئے جب تو وہ توڑا دھنک تین

درشن دیسے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین	پھر کفیس کھی گھیس کپڑ کھینچ کر وہین
سر اس کا ایک اشارے میں تن سجد کیا	
پھر آئے وان جہان تھے وہ بس دیو دیوی	چرنون سپیس رکھ کے بہت ہی کیا کی
یہ باتیں ہر کی سن کے وہان کرکشی بھی	چاہا یہی کہ دیکھون میں صورت کشن کی
سبے تاب و بے قرار لگی رہنے سکھ گنوا	
اسکو یہ باتیں کشن کی خوش فی قیں بھی	شستی وہ ساقیوں انھیں گوٹھری گھری
مان باپ رکشی کے بھی در چاروں بھائی بھی	پرکشی کی ہون وہی تھی چاہتی ہی
پر وہ رکھ جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا	
رکھتا تھا نام اسکا تو جہ ونس ہے جنم	کاندیشہ پہ اسکے کامری رہتی تھی دبدم
گوئیں چراتا پھر تاسہ بن بن میں رکھ قدم	دولت میں اور ذات میں اس بڑے میں ہم
سیس پال چندیری کا جو ہر ہو تو ہے بھلا	
یہ باتیں وان رکھ سے جو شستی تھی رکشی	بیکل وہ بہت ہوتی تھی وہ میں کرکشی
جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی	اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تنہیں لکھی
بامن کے ہاتھ دو ارکامین دی وہیں بھجا	
بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہا پوٹا راہ سے	دیکھا وہان میں چیری وہ چاکر بہت کھڑے
جاتے میں تھے مندر کے جو دربان روکتے	سنگر خیر ہر نے بلایا وہین ہتھ
پر نام کر کے اونچے مکان پر بٹھسا دیا	
بامن کی نبتی کر کے لگے کشن ہی	تھے ہمارے حال پہ نہ پا پٹرن تھوڑی
اسنے زبانی کیے جو احوال تھا سبھی	پھر رکشی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

ہر نے پڑھا اُسے کہ جو احوال سنیں تھا	
اُسے ہر جہاں کشن منو ہر دن گو پال	میں دشمنو کی ایک مشتاق ہوں کمال
دن رات تسے ملنے کو رہتی بخون نہ تھا	ورشہج اسے جھکوکھی آکر کرو نہ مال
سب دھیان میں تھا رہے ہی رہتا ہے من لگا	
سب سپاں پائے کو مرے ابوتا تھا ہے	سب راجہ اور ساتھ چرا سند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دل کو نہایت تاتا ہے	اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
غم ہر ہو میرے من کی گرد و در سب ہوتا	
ایک کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے ہی	اپنے چرک لالچ رکھو میری اس گھڑی
ہر نے وہ چمکی ٹیڈ کے نگار تھوہ جگمگی	ہو کر سوا صلہ چلے وان سے کشن جی
یا من بھی اپنے ساتھ وہ رتھ میں لیا تھا	
سب سپاں اس میں آج پہنچا تھا شب وان	اگوانی اسکی اپنے کو بھیگ گیا وان
باجہ نہ لے گھر میں لگین گانے تاربان	آگھوں کی کہنی کے وہ آنسو ہو روان
مندر کا تھوہ آنسو کے بنے سے پھر گیا	
جون چون وہ کھر آئین وان دیر ہو تھی	کوٹھے پہ اپنے رکنی وان پڑھ کے روتی تھی
لگتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی	بیکل طرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
آگھ رکنی کو روئے سوا این نہ آتا تھا	
کھتی تھی کیوں پر کشن مرادی نے دیر کی	موہن تو لکھنور بہاری نے دیر کی
بہتر راجہ روئے کھٹ ستاری نے دیر کی	یا چاہ بے اثر نہ ہاری نے دیر کی
یا سن جو میں نے بھیجا تھا وہ بھی نہیں پھرا	

اسجین کند پور کے جوہر آئے عقیق	جھلکی کلیں وہ رتھ کی ہوئی رشتی عجیب
خوش رکنی کا جی ہوا جون گل سے ندیب	بولی خوشی ہون میں کہ جاگے در نصیب
باسن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سنا	
بن شمع کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تین چلی	ساتھ اسکے ناریاں جلسین کا تین خوشی
سندر کی جاتی پاٹون کی پائل جو با جتی	روپ اور سروپ کا بیان کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پہونچی جا	
جس جس کو پوجا وان ہی اسنے کیا بیان	کر پا کر وہ جو جھکولین برجراج یان
لینے کو درشن اسکے ہوئی ہونین نیان	جلدی ملاؤ تم جو رہ لاج میری یان
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا	
جب دیوی دیوتا کی وہ پر کرلو پچی	سندر رولاری اسکے کو چل کر تھک رہی
اسو اسٹھ کہین مجھے درشن دین کرشن جی	تو دیکھ وہ سروپ مری ہووے زندگی
بچ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا	
سندر رولی سروپ کا میں کیا کرہ بیان	کہہ وان جھک رہا تھا کہ چون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چکتی تھی زرفشان	سروپاٹون بھری تھی وہ گنتے کے در بیان
کیا وہ صفت اسکا ہو سکے زیب و نگار کا	
دیکھیا گنت پور سے جو کوٹون ہر کو وان	سب درشن آنکے پاسکے ہوئے جہین شان
آپس میں یہ سب وہ کہتے تھے نہان ناریاں	برکتی کے یہ ہون تو ہر من کو نکمہ ہریان
ہر دم اسی مٹرا کی مانگین تھے سب دعا	
جھیکم جوہر کے لینے کو آیا بہت خوشی	درشن جوہر کے پائے تو نہتی بہت ہی کی

اتنے میں رکنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی	درشن جو پائے آگیا وان سکے جی من جی
ہرنے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ میں وان بٹھا	
سپال اپنے لیکے دھنک آگیا وان	یان اُسکی ہرنے کاٹ بھگایا اُسے نران
آگیا رکم جی ان یہ دھنک لیکے اور نران	اُسکو بھی ہرنے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
انیتی سے رکنی نے دیا اُسکا جی چھٹا	
سپال کا بھی چڑھ دیا بلین گریہ کھو	جو تھا غور اُسکا سو ب ڈالادہم میں صو
آگیا رکم ملی جو بہت کر کے گریہ کو	بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور پادھ
سیج کہتے ہیں کہ گریہ سے جبک میں بہت بُرا	
جب رکنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر	سپال کو گریہ کرنے کیا سب میں خواہ
کھویا رکم کو اور پڑا سندھ کو اودھ	آگے تھے جس گریہ سے وہ لڑنے کو ایدھ
آخر اُسی گریہ سے لایا اُن کا سر جھکا	
سپال در رکم کا جو اجپ یہ حال وان	بلدیو جی نہ اُنکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکنی کو ہر سو پھر دوں کار وان	جب ان پہونچے خوش ہو سب زوناریان
ادیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا	
پیر دیو کی جو اُن بہت ہو خوش دھرم	پانی پیا اُنھوں نے وہیں ہر پہ وار کر
سب ناریان بھی اُن سے بیٹھیں دھرم	جتنا معن تھا گھر کار ہا سب اُن سے بھر
شادیکے باجے بنے لگے شور و غل جچا	
سوار کامین دھرم پر شادیکے چپائی	باجے میسرے طبلے دامین بھی اور ترنی
در پر پڑائیں کی بہت بھیر آنگی	سو دھاسے دوار پر وہ پڑھیں اُنھی سے

	نڈت بلا سکن سے دو پیرے دیے پیرا	
ہو تے تھے راگ رنگ خوشی جوان و پیر	جو خوبیان ہوئیں سو وہ کیا کیا کہ نظر	بٹیمے تھے دوار کا کے وہاں خرو اور کبیر سامان تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر
	اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا	
	ہر کی تعریف میں	
سیکشن کھنڈا ٹری و مفر و ہن کچے ہمارے کی ننہ لال و لکڑی شہر چھب بھج چھوٹ جھلکار کی بن کچ پھر پار اس چن سکھائی کا زور کی بت لاج رکھتا دکھ بھجن پھگتی بھگتا دھار کی		مین کیا کیا وسعت کوں یو اسٹیشن مہر ان تری کی گو پال نو ہر سناؤ گیا گھنٹا مٹل بنواری کی کر دھوم لٹیا دھوا کھن چھوڑ نوں گھوڑی کی ہر آن دکھائے رو پیٹے ہر لٹا نیاری نیاری کی
	نت ہر کچ ہر کچ ری باجو ہر دھیان لگاتے ہیں جو ہر کی آسار کھتے ہیں ہر آن کی آس بچاتے ہیں	
جس کین میں رہے نیو ٹرے وہ گیا انھیں خوش آتا ہے سکھ نہیں نکلا تا ہے دکھ آنکھ جی سے جاتا ہے ہر نام کی عمر کرتے ہیں سکھ جن انھیں دکھاتا ہے دال نکا ہر سر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے		جو بھگتی ہیں سو آنکو تو نت ہر کا ناموں آتا ہے نہیں ہر کچتے ہیں ہر کچنا آنکو بھاتا ہے من آنکا اپنے سینے میں دھرتا بھجن ٹھہراتا ہے جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ آنکھ میں آتا ہے
	ہر نام کے جینے سے من خوش نیمہ جتن رکھتے ہیں نت بھگن جتن میں رہتے ہیں در کام میں رکھتے ہیں	
ہر وقت گن ہر آن خوشی کچ نہیں میں ہیں لائے ہر کچ ہر کی یاد لگی ہر ملن میں خوش ہیں رہتے		جو من میں بچ کر رہیں دوار ہر کے آن ٹرے ہر نام میں کی پرواہ ہے اور کام اسی میں کھتے

کچھ دھیان نہ ایدھرو دھکا آس پڑیں میں مرے کچھ آن ملک جب پڑتی ہوں بیچ نہیں پارتے	جس کام سے ہرکا دھیان ہو ہر کام ہی ابدہم کرتے نہ آس نکال کے رہتے ہیں سب ہر کی کر پا کرتے
ہر کالج میں ہر کپاسے وہ نہیں بات نہارت ہیں منوہن اپنی کرپاسے نہ آئے کالج سنوارت ہیں	
سی کشن کی بوجھ کر پاپن کب بھیجے اُٹکی ہوتی نیکو کر دیں جس کرپا کا وہ جتنی سم اعطانتی تھی نہ سب لائی اس ٹکری میں جان بڑی ہرانی کی تھار و پٹھان اور فرس بھیا ریت پیت اور کڑی	ہیں جتنی ان کی کرپا پین اک یہ بھی کرپا پتہ لگی جو آلتی سم جو ناگتہ وان رہتے تھیں ساری ہو پار پڑنے کا مرقی کا تھا بتا لکھن و بھی تھے ملتے جتنے ہر اک اور لوگ اُسے بہت خوشی
کچھ لیتے تھے چھ دنیہ ستھ اور بیان دیکھا کرتے تھے بولیں دین کی باتیں تعین ہو اُٹھا لکھا کرتے تھے	
دن کتنے میں پھر نہ سب کا سیکھن جہاں میان لگا سب کالج بیکار کام تھے ہزار بھج سمن لاگا تھا جو کچھ دکان بچ کھادہ وہ بچ اور بچی کا ہو بیٹھے ہر کے دوار سے پرست اکم سے ہاتھ اٹھا	جو کچھ تھی ہر کی لکھا لکھا جو کچھ بھو لگایا جا بیٹھے سادہ اور تو فینٹ شتے رہتے کش لکھا ہو سب کے ہر کو تو اس سب دھون کو ہر نا نوں یا سب چھوڑ کر چھوڑ گیا کہ نہ ہر کالج دھیان لگا
پھر مرن جب دھیان لگا کچھ اور کسی کا دھیان لگان جب چاہت کی دکان ہوتی پھر پہلی وہ دوکان لگان	
کیا کام ہے اس میں کو سوئے رہا ہر کام لگی تھوڑے پڑے دو کچھ پڑے کو کڑا آنا ہوئی کے کپڑے لٹنے کی پروانہ پٹا لٹا سرائی لگا	پھر پڑے اس کی کیا اسکو تین دن ہر کام لگی جو پڑا پڑا سب چاہت کا کچھ لکھا لکھا اسکو تین دن ہر پڑا ہوئی پھر لکھی کچھ لکھی

<p>دھون جتنی لہریں روین کی تھی سب کھولی دھری</p>	<p>نٹھیاں لگا کر پائے ہر آن خوشی اور خوشوقتی</p>
<p>تھی زمین ہری پیت بھری اور اٹھالی کس تو ریتے تھے</p>	<p>کچھ فکر نہ تھا سند یہ نہ تھا ہر نام مجھ سے جیتے تھے</p>
<p>نہیں ہر کلمہ ہری خوش تھے تھے وان نرسی</p>	<p>اک شبی لکھتی تھی سو دو کہیں وہ بیا ہی تھی</p>
<p>اور مٹی کے گھر جب شادی وہاں ہری بالک ہوئی</p>	<p>تسبائیں دھڑ دھڑ سے نپ رہاں کے کپے کی</p>
<p>مل بیچین گھر میں مول بیا آند خوشی کی صوم</p>	<p>سب چین گائیں سپین سے ریت چو شادی کی تھی</p>
<p>کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سو سو گھر بیا ٹھہری</p>	<p>کچھ جھک جھک تھی بڑی کچھ خوبی کھل نہدی</p>
<p>ہے ریم ہی گھر مٹی کے جب بالک منہ دکھلاتا ہے</p>	<p>تسب بالک اسکی چھو چھک کا نہال سے بھی کچھ جاتا ہے</p>
<p>وان ناریاں جتنی بھیدیں زمین بھیدیاں نہیں نرسی</p>	<p>جب نرسی کی لان مٹی سے یہ بولیں ہر گھر سے</p>
<p>کچھ ریت نہیں آئی اب تک لالہ لالہ سے</p>	<p>اور دین تھیں یہ جاتی نہ کیا ہوں اور کیا نیگے</p>
<p>تسب بولی مٹی نرسی کی ان ناروئے اگر آگے</p>	<p>وہ بولیں کچھ تو کھنچو یہ بولی کیا ان کو کھلے</p>
<p>جو مٹی میں کھنچو کھنچو کے وہ باغی اسے بھٹا دینگے</p>	<p>اک و مٹی اس کے پاس نہیں چھو چھک کیا بھجوا دینگے</p>
<p>ان ناروئے کو کو کرنی تھی آسوت ہنسی</p>	<p>بلو کے کھدیا جلد سی سیات اُفٹون لکھوادی</p>
<p>سامان تین جتنے چھو چھک کے بھونچے تھے پڑھتی ہی</p>	<p>وہ چیزیں اتنی لکھو اٹن آٹن نہ اٹسے ایک بھی</p>
<p>کچھ چھو چھکائی کا کسنا کچھ باتیں ساس اور نہ دیکھی</p>	<p>کچھ دیواری کی بات لکھی کچھ انکے جو تھے نیگی</p>
<p>تھی کیا مٹی گھر کی جو سب بولیں تو بھی کچھ تھی</p>	<p>وہ بولی سے ہنسکر وان گلو ان کیا میں تھی</p>



	وہ لکھا کیا تھا وہ ان کو من چل نہیں پڑوہر ناقصا وہان چیز ونگے لکھ بھیجے سے شرمندہ انکو کرنا تھا	
چھتاے من من اور کامیہ ہو سکتا ہو کیا چھتا سہ یہ تو کام ٹھمن اسدم واکن دیکھیری لان رہا کچھ چھوٹی سی یہ بات نہیں اس آج لکھ لکھ پھر دھیان لگا کر آہر پار ورن کو دھیرج اچھو		جب چھٹی نرسی پاس گئی تب باپنے ہی کھلے گئے یہ ایک نین بن آتا ہے ہن جو چھٹی بیچ لکھے وہ بھیجے ایسی چیزوں کو یاں کچھ ہی ہوتو دھیرج اسوقت بڑی ناچار ہی کچھ نین آتا کیا کیجے
	وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھا سپرے دسواس چلے سامان کچھ اٹکے پاس نہ تھا کہ شام کی نہیں آس چلے	
گو تھیلے میں کچھ چیز نہ تھی پر من میں ہر کی آس تھی کچھ غلا ہرن اسباب نہ تھا کچھ سوڑا بھی لائی کی کچھ اسدم سے پائیں میں ان چان چیزیں تیری جو دھیان میں لپٹے لاتے تھے کچھ بات نہیں بن آتی تھی		ہر نام جو سار کھنہ میں چل بھلے وہ اپنے نبی تھی سر پسیلی سی گڈی ورجولی جامہ کی تھے جاتے رہتے ہی چلے تھی اس لگی ہر کر باکی وہان اتنا کچھ بھیجا ہے میں فکر کروں کس کی
	جب اس نگر سی میں جا پہونچے سب نے نرسی ہن آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہن	
اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ بانٹ لکھا انکو تو جو کچھ بھیکے سامان کچھ گھر میں جلد ہی بھجوا دو یہ کہ سب میں شی ہر کر یا اوپر دھیان دھرو کچھ دھیان لوانیا کہو سیکشن کو سیکشن کہو		کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو چاہتے دیکھا نرسی کو جب بیٹھی نے یہ بات سنی کہ بھیجا کیا کیا لائے ہو دوسری نرسی نے اھو توے یاں شاہو جہن جس کو تھا پاس کی کیا بٹلی ب لائیں کچھ مدت پوچھو
	سہ جو جان لکھ بھیجا اک ان میں بھجوانگے	اس کی ان جو نہر جا رہا ہے اک پل میں نہر بناوگا

نویا کے شہر و زمین میان جس جھگڑا ہوا ہین  
کس طرح ہین نہ کس طرح کے کار ہین

لکھتے اسی بازار میں زر کے ہی پیشہ دار ہیں	بیٹھے ہیں مگر کر کوٹھیاں زر کے گلے انہار ہیں
سب لوگ کہتے ہیں انھیں یہ پیشہ سا ہو گا ہیں	
ہیں فرش کوٹھی میں بچے کیلئے گھر ہیں رشتہ ان	بسیاں کھلیں ہیں سائے لکھتے ہیں لکھی کا روان
کچھ پٹیر کی کھیرت کی آتی ہیں باتیں درمیان	لاکھوں کی لکھتے دھڑی سو کیڑوں کی ہتھ دیاں
کیا کیا مٹی اور سونو کی کرتے سدا تکرار ہیں	
کچھ بول کے مذکور ہیں کچھ ساج کا پتھر لکھا	پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہندی پٹیر کی بائیں بھی پرکھ سدا سوا	آرٹ بٹما کے ہر جگہ پیش لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تپے کچھ ہوگ کے اقرار ہیں	
پتھوڑی سی بوجھ جلی سے بھین ہیں ہی کی جلی	ایسے دھڑکے دھڑکیں آدھو دھری ہیں کوڑیاں
اور جو ہیں جڑ سے بچے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں	کا ندھو نہ رکھ جاتے ہیں ان لگتی جہاں گشتاں
دیکھا تو یہ پٹ کے دھندسے ہیں اھلستار ہیں	
یہ جو مرد میان ہیں ان میں کتنے اھر بھی	ہت کے پرکھے کا ورپ چاہت کی جو کھلی اثری
جو گیلیاں دھیانی ہیں بڑے کتنے انھیں کوٹھی جی	دھڑکیاں کل میٹر میں کوٹھی ہی سے کوٹھی بڑی
من کی پریم لکھ پیت کا کرتے سدا بیو پار ہیں	
میں چپشن اس کے چکے روپہ نہیں بھرے	ہندی لکھیں اس کو جاتے ہی چول ہیں
لکھتے لکھا چاہ کا چیت کے سرب سے لکھ رہے	جس نوک تیج من لگا اس باسکی اتنی بچے
نت نیم کی ہون بھین ہیاں دھڑکیں وہ چاہ ہیں	
بجک لکھتے ہیں جہاں دھوکا نہیں پڑا	جہاں تکی درمیں نہیں نصیحت کی ہیں سدا
سم صبح دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا	حاجت تقاضہ کی نہیں لینا سب سے چلا

	جوابت کرنی جوگ ہے اُسین ٹرے پشیا رہین	
رہتے ہیں خوش جمین ساوگیر پتھ رہین مٹ کی کٹی سے من لگا شکھ چین ہے جیکے شین	ہو پار کرتے ہیں بڑے ہر آن رہتے ہیں مٹ کی کٹی سے من لگا شکھ چین ہے جیکے شین	رہتے ہیں خوش جمین ساوگیر پتھ رہین مٹ کی کٹی سے من لگا شکھ چین ہے جیکے شین
	کھوٹے ملت سے کام کیا انکے کھرے ہنکار میں	
جو دھیان نہیں بندھا رہتے ہیں شال کھن نت من کی مرن سادھ کر تہت میں آن میں	کہتے ہیں نت اس کام کو جو ہے مایا لیاں میں نت من کی مرن سادھ کر تہت میں آن میں	کہتے ہیں نت اس کام کو جو ہے مایا لیاں میں نت من کی مرن سادھ کر تہت میں آن میں
	جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار میں	
سب لین کی ورن کی اُنکو اُسی راہ سے اُن کو اُسی سلکھ سے اُنکی وہی اک راہ سے	جس میں ہر محبوب من کی لگائی چاہ ہے اُن کو اُسی سلکھ سے اُنکی وہی اک راہ سے	جس میں ہر محبوب من کی لگائی چاہ ہے اُن کو اُسی سلکھ سے اُنکی وہی اک راہ سے
	اُکوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی پو یا رہین	
تھنری مہتا ایک جو مرنی کرتے تھے سدا سیکشن جی کے دھیا نہیں رہتا تھا اُنکاں لگا	اُس بھید کا کہ دو ستواناں تھیں پھوٹیا مخلوط تھے خوشحال تھے وہاں میں زرقا بھرا	اُس بھید کا کہ دو ستواناں تھیں پھوٹیا مخلوط تھے خوشحال تھے وہاں میں زرقا بھرا
	اُس کو یہ اُنکی پیت اور پرت کے اُجکار رہین	
بسیا لگا جو پاس تھا سب دھنستون کوڈیا نت داس تھو اے بھی ہر کا بھجن ہر دم کیا	جو ن جو ن بڑھا ہر دھنستون کوڈیا سب کچھ بھجیا ہر دھنستون کوڈیا	جو ن جو ن بڑھا ہر دھنستون کوڈیا سب کچھ بھجیا ہر دھنستون کوڈیا
	پرکھٹ کیے سب دھنستون کوڈیا کے آٹھار رہین	
کرتے بھجن سیکشن کا چھال میں رہتے گن چاہت میں سناول شاہ کی پنا بھلا یا رہین	سب بھجیا ہر دھنستون کوڈیا کے آٹھار رہین کرتے بھجن سیکشن کا چھال میں رہتے گن	سب بھجیا ہر دھنستون کوڈیا کے آٹھار رہین کرتے بھجن سیکشن کا چھال میں رہتے گن
	سب بھجکت باقرین ساقہ لین جو اُٹھ میں دیکار رہین	

و نرات کی مالا پھر سی سکیشن جی سکیشن جی	ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سکیشن جی سکیشن جی
کہتا ہے سینہ میں جی سکیشن جی سکیشن جی	جائے جہاں کہتے ہیں سکیشن جی سکیشن جی
جویم کے پورے ہوئے اسکے یہی اطوار ہیں	
کہتے ہیں یوں کہ میں رہتا ہوں سادہ	وہ دوستوں کے واسطے جب دوار کا جی کو چلا
آپوچے اس نگریں جب نہ رہتا تھا تپ بھر	آترے خوشی سے آن کر اور وان کی دکن
پوچا مجھ کرنے لگے سادھوں کے جو اطوار ہیں	
وہ سادھو جو اترے پتے وان کھڑے ہو کر گئے	چاہا اُنھوں نے دشنی ہندی لکھا لیں سٹھیر سے
یوں روپے ہندی دکھا جو لکھا میں پوچے	کارچ سوار میں دھرم کے جو کینا می وان لے
کرتے ہیں کارچ پیم کے جو جاکے اس دربار ہیں	
لوگوں سے جب سہل ت کا سادھو وان چڑھ گیا	اور کرسچ اس گھڑی گھر پوچھا سا ہو کار کا
اس چھوٹی سی نگری میں جو نہ رہتا تھا پوچھا	سیکشن جی کی چاہا پوچھے تھے سہل پنا گنوا
مفسر کب وہ کام ہوں کرنے جواب زردار ہیں	
کہتے جو تھے باز تھے جدم اُنھوں نے یہ سنا	ول میں ہی کی راہ سے سادھو یوں جا کر گیا
اک نرسی مستاہن بڑھ کر ان کے واہ وا	تم دشنی ہندی جو سہل پنا تھے سے اُنکے لکھا
سہ ساکھ اُنکی یان بڑی جتنے یہ سا ہو کار ہیں	
وہ سادھو کیا جانے کہ یان کرتے ہیں جیسے سہی	لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر گئے
نرسچ آئے پاس جیہ دکنی بات اپنی کہی	لکھو وہیں کہ پاستہ تم اسوت میں ہندی تھی
ہم دوار کا کو آجکل جلدی سے چلتے ہاڑ ہیں	
نرسچ یوں نہ کر کہ میں تو غریب فانی ہوں جی	سادھو مری دوکان تو رہتا تھا کھانگی پڑی

نے سپہ مرئی رخصتہ کدینچے میت میرا پ کوئی	نے پاپس کچھ کھنی نے ایک ٹوٹی سی ہی
میریاں وان کیسے جہان نت ہنڈیاں ہوا میں	
جا کر لکھا واور سے پختہ سادھو کیا مری	ہو میرے پڑے کو یوں ٹوٹی سی ہیا کچھ پٹی
تن پر کچھ انہیں کچھ مین تعالیٰ کچھ چلی	میں تو پڑی چلی ساہون کیا سا کھیری باگی
سب تانوں رکھتے ہیں مجھے جو میرے ناتے دار ہیں	
یہ بات سنکر سادھو وان نرسی سے بولے کھڑی	کھڑو ہیں کر پاتے تم کھو یہ ہنڈی دھنڈی
کر یا سادھو نول ساہ کی نرسی وان ہنڈی کھی	سادھو ہنڈی لیکے وان دوار کا لاف لی
کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے فکر ہیں	
لوگوں جانا بہت نرسی کی خواری ہو گئی	کھڑی ہنڈی اب جو یان کا ہی کوئی ہنڈی
پھر دوار کا سے سادھو یا آئی ونگے پھر کھڑی	پکڑ لینگے انکو آن کر لوگوں میں ہو گئی ہنسی
کھوئے ہیں تب انسان کی چھوٹے جو کار و بار ہیں	
نرسی وہ کھڑو روپے رکھ دھیاں ہر کسی کا	تھے جتنے سادھو اور سنت وان کو لیا اُس پر ملا
پوری پوری ور وہی شکر ٹھانی بھی منگا	سب کو کھلایا کہتے دن ور غیبیوں کما
من ماتا کھا و پو یہ جو گلے اب ہیں	
برقی جلیبی ور لٹو سب کو دہان برتا دیے	جب سوچ آیا نہیں یوں ہوتا کیا اب کھیرے
وہ سادھو ہنڈی دھنڈی دے دوار کا میں جب گئے	کوٹھی کو سادھو شاہ کی وان ٹھونڈتے چھوٹے
ہم چیکو ہیں یاں ڈھونڈتے یاں ہنڈیاں	
بے اس ہو کر کھڑی ساہ ٹیپے سر جھکا	اتنے میں دیکھا ور سے اک رختہ ہے وان تاجا
کھنڈی جگمگا چھتری شہری خوش نما	اک شخص ٹھیا اُس میں سادھو نول برتن میں دا

	رنگ کی جھلک سے اُسکی وان روشنی بانوار بہن	
وہ سادہ دیکھا ٹھٹھا ٹھٹھا کو کھینچ کر لے گئے	جلدی آئے تھے اور سامنے رتھ کے ہوا اگر ٹھٹھے	پر چھپا کھنوں نے کون تہیبا دیکھیں گے
	یہ اب جنھون نے ہے کھنچ رہی ہے	یہ اب جنھون نے ہے کھنچ رہی ہے
یہ کہتے ہنڈی دھنچہ دم آٹھون دی کو	سیکشن بی نے پیار سے ہرچون ہنڈی کا ٹھٹھا	جو تھے روپے تھے وان لکھے وہ بے لاکھ لاکھ
	یہ اب جنھون نے ہے کھنچ رہی ہے	یہ اب جنھون نے ہے کھنچ رہی ہے
اب جو ملو گے اُن سے تم کہو ہاری اور سے	جو تھے روپے تھے لکھے وہ چھ سب ان کو	یہ کام کیا تھے کیا تھوڑے روپے جواب لکھے
	لاکھون لکھوں کے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں	
وہ سادہ اپنے بے روپے پھر شکر بھرتے	کارج جو کرنے تھے اُنھیں مناتے وہ بے	پھر دوار کا سے چلے وہ نرسی کی لنگری لنگر
	وہ لگا کمان سے مین روپے یہ تو بہت کی بھار بہن	
جب سادہ ملنے کو گئے نرسی پہنچنے پہلے	وہ متیان کرنے لگے اور پائون نرسی چھوٹے	پر شاد لائے اور روپے کچھ روپے دے دے
	نرسی نے جانا کشتن کی کربا کے یہ اسرار بہن	
من مین جو نرسی خوش ہو سیا دھینکے	سب چنے بھربائے روپے اور کچھ شکر بہن	ہنڈی بڑی لکھتے رہو نہ کہا ہے آپ سے
	جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو ہوا اتنا بہن	

<p>اور یوں کہاں کے کو تم کہتے رہو ہنڈی ٹہی جسکو نظیر ایسوں کی ہجی جان چاہت لگی</p>	<p>نرسی کی ساتول ساہ نے جب سطح کی پ رکھی بہار ہی ترسی ہو گئے سیکشن نے کر پائی کی</p>
	<p>وہ سب طرح ہر حال میں اسکے تابہن ہارہن</p>
	<p>بلدیو جی کا میلا</p>
<p>ناقہ ہے اور کہین وہ چیلہ ہے بھڑا بنوہ ہے اکیلا ہے زرا شرفی ہے پیسا وھیلا ہے بھڑے خلق توں کار یلا ہے</p>	<p>کیا وہ دلبر کوئی نو یلا ہے موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے شہر تصباتی اور گنویلا ہے ایک کیا کیا وہ کیل کھیلا ہے</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے زور بلدیو جی کا میلا ہے</p>
<p>کہین عاشق ہے اور کہین ہزار کہین جنگل ہے اور کہین بازار اُسکی لیلایا میں کس ہون اظہار آپ کہتا ہے یوں چار پکار</p>	<p>ہے کہین یار اور کہین اغیار کہین بستی ہے اور کہین گلزار وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے زور بلدیو جی کا میلا ہے</p>
<p>کہین کچھ مجھ سے اور کہین ہون کہین بلدیو اور کہین کشن کہین تر سنگھ ہے وہ نارائن</p>	<p>ہین کہین رام اور کہین مچھن کہین بارہ کہین ہرن موہن سب سرو پون میں ہیں کسی جتن</p>



اکمین مکتا پھر سے ہے یون بن بن	اکمین مکتا پھر سے ہے یون بن بن
رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے	رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے
زور بلد یو جی کا میللا ہے	زور بلد یو جی کا میللا ہے
آج میلے کا پاں جو ہے سامان	آج میلے کا پاں جو ہے سامان
کوئی درخشش کوئی دعا نہیں پاں	کوئی درخشش کوئی دعا نہیں پاں
ہر طرف کھل رہے گل وریحان	ہر طرف کھل رہے گل وریحان
بھیڑا بنوہ غل و کان و کان	بھیڑا بنوہ غل و کان و کان
رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے	رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے
زور بلد یو جی کا میللا ہے	زور بلد یو جی کا میللا ہے
دلربا سو بزن سنواریں ہیں	دلربا سو بزن سنواریں ہیں
جھانچھو رنگ راس دھاریں ہیں	جھانچھو رنگ راس دھاریں ہیں
کر کے جے جے یہی پکاریں ہیں	کر کے جے جے یہی پکاریں ہیں
سوگکا ہون کی جیت ہاریں ہیں	سوگکا ہون کی جیت ہاریں ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے	رنگ ہے روپ ہے جھیللا ہے
زور بلد یو جی کا میللا ہے	زور بلد یو جی کا میللا ہے
ہتے لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہیں	ہتے لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہیں
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا	لے کے مندر سے دو دو کوس لگا
ہیں ہزاروں بساطی اور سووا	ہیں ہزاروں بساطی اور سووا
بھیڑا بنوہ اور دھرم دھکا	بھیڑا بنوہ اور دھرم دھکا

	<p>رنگ ہے روپ ہے جمیلا ہے زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
<p>جا بجا پھر رہے ہیں جبرنگل جنگلون میں ہیں جج نہ نکل کوئی دھکون میں کر رہا ملد کتنے کرتے ہیں مور خچل جھل</p>		<p>بسکہ اُمڑ سے ہیں خلق تون کے دل چوک بازار فوج اور دنگل کوئی انہوہ میں رہا ہے کچل کتنے کرتے ہیں جست کو دھچل</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جمیلا ہے زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
<p>موتی مونگا اور آرسی ہے کوٹے نازنگی سنگترے کھٹے کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے چٹے بوڑھے لڑکے جوان اور کٹے</p>		<p>ہیں ہزار دن ہی جنس کے ہے بیڑے لڑو جلیبی اور گٹے کوئی تو کر رہا ہے چھل ہے پیرہین مندر کے کوٹھے اور اٹے</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جمیلا ہے زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
<p>آکے حدیش و طرب مناتے ہیں انپے دل کی مراد پاتے ہیں راس منڈل بھین سناٹے ہیں سب یہ نہیں ہنس کتے جاتے ہیں</p>		<p>لوگ چاروں طرف کے آتے ہیں دل سے سب دشمنوں کو جاہین جھا نچھ مردنگ دت بجاتے ہیں دل میں پھولے نہیں سماتے ہیں</p>
<p>زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>		<p>رنگ ہے روپ ہے جمیلا ہے</p>

<p>نک پلک غنچہ لب جھیلے ہین دل کے لینے کو سب ٹھیلے ہین ٹھیلے بلدار اور نکیلے ہین پیارے الفت یہاں جھیلے ہین</p>	<p>اھر طرنگدین زنگیلے ہین بات کے ترچھے اھر ٹھیلے ہین خشک تر نرم سوکھے گیلے ہین جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہین</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلدیو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>چیز رکھتے ہین باندھ کر چکڑی روڑیو چورے چلا گھڑی کدین لوٹی دوکان اوڑھری سو تماشے ہنسی خوشی پھکڑی</p>	<p>خلق آتی ہے سب چڑی ہی چڑی کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی جیب کتری کدین گئی پکڑی چور کی تاک سے کدین پکڑی</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلدیو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>جنکی نازک ہراک بری پوری دل کو چھینے ہین سب برا زوری برج میں جیسے بیج رہی ہو ری چوری کیسی کہ صاف سر زوری</p>	<p>نازنین ہین وہ سانوری گوری کر کے پتوں نگاہ کی ڈوری دھوم ناز واد بھکا جھوری گھونگھٹون میں ہین کوری چوری</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلدیو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>جسمین گنگا برن کسو تہ ہین</p>	<p>گنگا پر ہی تھان ہوتے ہین</p>

پانی ہا تھ تھ کو دھوتے ہیں کتے جا کر خون میں سوتے ہیں ان بہاروں میں ہوش کھوتے ہیں	کتے کٹھنی کھڑے بدلتے ہیں بہاروں میں خون کو بوتے ہیں سومے سوتا شے ہوتے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلدیو جی کا میل ہے	
کوئی اگر بہانے اور مس سے ہوتے ہیں آملاب جس قس سے کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے کہتی بازو میں لگ رہے گھس سے	مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے لڑ رہا ہے کوئی کہیں رس سے کون چلا ہے پوچھے کس سے اور دکھا پیل اور کمان گھس سے
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلدیو جی کا میل ہے	
تاج اور راگ کے کھڑا کے ہیں تعلیم تھے کھانی سا کے ہیں کہیں آغوش کے لپا کے ہیں تھر تھری دانت پر کڑا کے ہیں	گھنگرو اور تال کے جھٹا کے ہیں کھنڈ دوہرے کست کتھا کے ہیں کہیں بوسوں کے سوچھا کے ہیں تسہ جاڑے کے سوچھا کے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلدیو جی کا میل ہے	
صحن ہنڈر کا سب سے اعلیٰ ہو رہا جھانکیوں کا اچیلہ	اسکا گیند ہے عالم بال پڑے چلیے ہیں چاند پر بال

ہے کوئی درشتوں کا متوالا	کوئی جیتا ہے وصیان مین بالا
کوئی ڈنڈہ دین کر رہا لالا	کوئی بے سچے کرے ہے ومن والا
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمبلا ہے</p> <p>زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
ہے جو مندر میں آپ رہ لائن	ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن	نئی چھاتکی ہے اور نئے درشن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن	کہین گھٹون کی ہو رہی چھین چھین
نال مردنگ بجا بجا کی چھین چھین	خاص پرشا و مصری اور ماگھین
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمبلا ہے</p> <p>زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
کوئی پھیل چلے ہے ٹھمکی چال	کچھ وہ پتلی کروہ لینے بال
آنکھوں میں جسکی نشے رنگے لال	مصری ماگھن کے ہاتھوں اوپر تھال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن چال	ڈال دین ہار کا گلے مین چال
بدھی ہو کر لہجہ صاف دل کو نکال	پھیکین عاشق اوپر عیر و گلال
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمبلا ہے</p> <p>زور بلد یو جی کا میلا ہے</p>	
بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی	اور لاکھون مین رانی اور تانی
بھیڑا بنوہ کی قسداوانی	اور ہجومون کی لاکھ طغیانی
پاکلی ہاتھی گھوڑے رتھ بانہی	جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

پانی کا دودھ دودھ کا پانی	کچھ نہیں مول تول کیا مانی
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>اُن کے منہ اور اُچھال چکے ہیں دودھ کھو یا ملائی چکے ہیں دھوم دھون سون کی اور گھون سوتا شے ہیں سو جمکے ہیں</p>	<p>کتنے کچے ہیں کتنے کچے ہیں چورٹ کھٹ ہیں اور اُچکے ہیں بھیڑا بنوہ اور بھڑکے چپتے ہیں پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہیں</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>اپنا سب گرم کر رہے بازار نوگرہ ہی پوتہ اُگوتھی چیلے ہار جس گنوار سی کو چلیے دھکا مار کیسوا اٹھلا چلے ہے وارٹھی جار</p>	<p>لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار پوڑھی جیکڑی کی لک طرف جھنکار ٹوٹے پڑتے گنوار سی اور گنوار کر کے دی گالی یون کہے ہے پکار</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>کوئی لیوے ہے کوئی دیو لیوے کوئی کاچن کے چن رہا ہے بیر کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر لاٹھی پاتھی ہے شور غل اندھیر</p>	<p>مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر کوئی کھمار سیکے کوہا ہتھ پھیر کوئی کینٹرن سے نظر ہا منہ پھیر گالی دے مار کوٹ سا منہ سویر</p>

<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		<p>سیکڑ دن رنگ رنگ کی چٹریان کہین چھوٹین انا رچھلچٹریان کہین آفت سے اکٹھڑیان لڑیان عیش عشرت کی گٹ رہین دھڑیان</p>		<p>پھول گنبد ونکے ہار کی لڑیان کہین گھلتی ہین دل کی گچھڑیان کہین باہین گٹے مین ہین لڑیان وال موٹھین ننگوچے اور لڑیان</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		<p>لگ رہی بھڑاسقدر ٹٹھڑ ہو چو جہان تھا وہین بھنسا پھرو بٹھے کہتے ہین کھاسکے دھڑون کو اور گنور دل بچکا رکھ ہو ہو</p>		<p>راہ آگے کو اور پیچھے کو جس کو کھینچے ہین گر پڑے ہو جے مہاراج رام رام بھجو اب تو ٹھہرا رہے لگائے کو</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		<p>کیا مچی ہے بہار جے بلد یو دھوم لیل و نہار جے بلد یو ہر زبان پر ہزار جے بلد یو کہ نظیر اب پکار جے بلد یو</p>		<p>عیش کے کار و بار جے بلد یو ہر کہین آشکار جے بلد یو دھمدم یا و کار جے بلد یو سب کہو ایک بار جے بلد یو</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		<p>زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		<p>زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>	

مدحِ نانک شاہ گرو	
ہین کتے نانک شاہ جنھیں پورے ہین کا گرو	وہ کامل رہبر جگین ہین یون روشن جیسے ماہ گرد
مقصود مراد امید بھی بر لاتے ہین ل خواہ گرد	نت لطف و کرم سے کرتے ہین پو کو کا نیا گرو
انجمن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو	
سب سیں نوا ارد اس کرد اور ہر دم پو لو واہ گرد	
ہر آن لون بیچ یا ل پیچ جو میان گرو کا لہ ہین	اور بیوک ہو کر انکے ہی ہر دم بیچ کما ہین
کرانی لطف و غنائت سب کس ہین سے بھلاتے ہین	خوش کتے ہین ہر حال جنھیں مکی کا بیچ کما ہین
انجمن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو	
سب سیں نوا ارد اس کرد اور ہر دم پو لو واہ گرد	
جو آپ گرو نے بخشش سے اس کی کا شاہ کیا	ہر بات و ہی نخی بی کی تاثیر نے جیسا د کیا
یاں جس جس اُن باتوں کو ہم میان گرو کیا	ہر آن گرو نے وال نکا خوشوقت کیا اور کیا
انجمن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو	
سب سیں نوا ارد اس کرد اور ہر دم پو لو واہ گرد	
دعوات بھون یاں ل سے ہر یاد گرو سکام لیا	سب شے مقصد پر پا خوشوقت کا ہنگام لیا
دکھ دروین و میان لگا جنت گرو کا نام لیا	پل بیچ گرو انی جنھیں خوش حال کیا اور تمام لیا
انجمن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو	
سب سیں نوا ارد اس کرد اور ہر دم پو لو واہ گرد	
یاں جو جو دلی خواہش کی کچھ لک کر دیے کتے ہین	وہ اپنی لطف و شفقت سے تہا پو کو کا کتے ہین
الطاف سے انکی خوش گرو بھی کے کتے ہین	دکھ دروین و میان لگا جنت گرو کا نام لیا



	<p>اگر شش کے اعلیٰ کے پیر بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>	
<p>وہ آنی پلٹتے و نہایت ہر گز تو کہہ کر تہ ہیں آنہ نہایت کرتے ہیں اسی کی چٹا ہر تہ ہیں</p>		<p>جو ہر دم آنے و بیان امید کر م کی دست ہیں اسباب خوشی اور غمی سنگرم جو انھوں کی تہ ہیں</p>
	<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>	
<p>وہ عظمت کہہ کر تہ ہیں ہر چار طرف نظر ہو ہرگز اس کے اسباب میں بابا ناکت شاہ گرد</p>		<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>
	<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>	
	<p><b>تعاریف گرو گنج بخش کی</b></p>	
<p>خوبی میں سے تمام گورو گنج بخش کا سے دل ہر شے تمام گورو گنج بخش کا</p>		<p>ہو رہ دلا علم گورو گنج بخش کا کہ پامین اہتمام گورو گنج بخش کا</p>
	<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد</p>	
<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>		<p>اگر شش کے اس عظمت کہیں بابا ناکت شاہ گرد سب میں تو ار داس کرد اور ہر دم ہو وادہ گرد</p>

	لیتا ہے نام مقام گورو گنج بخش کا	
خوبی کچھ اُنکے لطفت کی جاتی نہیں کی	کر پادہ اپنی رکھتے ہیں ہر آن ہر طری	کتے ہیں جسکو بھلا تو بہت ہو تو ہر خوشی
	سہ دل سدا مقام گورو گنج بخش کا	
رکھو انکی خطہ خطہ نو کر پاؤ پر نظر	وہ اپنے گنجِ لطفت سے دیتے ہیں سیم دذر	جو چاہے تراو اُنھیں سے تو عرض کر
	الطاف سے رام گورو گنج بخش کا	
اُٹکی سرِ مین آیا تو بھر ڈکھ نہو کھو	رکھو لینگ اپنی مہر سے وہ تیری آبرو	رکھ اپنے جی سے اُٹکی ہی کس پدا کی رند
	لطفت و کرم سے عام گورو گنج بخش کا	
کر عرض کیے اپنا تو احوال سے فقیر	اپنے کرم سے لینگے تجھے پال سے فقیر	رکھ اُٹکی یاد جی میں تو ہر حال سے فقیر
	سہ دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا	
	ورگاتی کے روشن	
من یا شمع کیلئے کیونکر گنج کا شمع گشتاں کی	ہو تیرے کیانی دھنیانی کا ہر نہایت روشن کی	یہو نہ تو آرو کے ہیں یہ ہم دیکھتے ہیں ترن کی
	پرسند بہت من ہو ہیں یہ ریتہ رچی سے ہر آن کی	تو لینگے کہوں ہیں کیا کیا کچھ ایسا درگاہِ درشن کی
اُنکے دل و سچکشت میں نہی آپ پر رحمت ہیں	تو لینگے کہوں ہیں یہ ریتہ رچی سے ہر آن کی	

دھن پوجا کھن کی اونٹنی ذوبانوبت میں	انٹن رمورت دیکھی چوبزن ہو ب چھا جھت میں
پرسند بہت من ہوئے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی	تقریف کنوین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جو مہر س دیسی کی وہ دور سامی دھاوہ	جو میان لگا کو سعادت ہے سب اکی سن بھاوت ہے
جب کرباوا کی ہووت ہے تباہن اشن کے پایوت ہو	کھو دھیت جھجھج جاسورت کامن تن میں سن لوت ہے
پرسند بہت من ہوئے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی	تقریف کنوین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جونی ہین واموت کے وہ انکی بات سرھارن ہے	سکھو چھن داتیر بانگست ہین وہ انکی خنتا پارن ہے
ہر گیانی واکی سرتن ہو دھیان فی سادو اوارن ہے	جو کوک ہین واموت کے وہ انکے کالج سنوارن ہے
پرسند بہت من ہوئے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی	تقریف کنوین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جب ہولی پاچھو یہ اسی گدن کرنگل کرتا ہے	ہر چار طرٹ اُس پو ل میں ہوٹھیکل ہوتا ہے
لکٹ کھو جیدو کرنگل اٹھانا ہر سیکل ہوتا ہے	ہر ٹھن لکٹ ہوتا ہے آنند بر جیو پھیل ہوتا ہے
پرست بہت من ہوئے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی	تقریف کنوین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جو بانگ گئے ہین رنگہ لوگوں سب ہمیتھن	وہ لپٹن تی ہر جتنی سب میں کچے برتھن
کچھ شیکے ہین خوشوقت سے دل عیش طرٹھن	کچھ دیکھ بہا رین خوبان کی ساتھ انکے سیرن ہن
پرسند بہت من ہوئے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی	تقریف کنوین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو چہرین میلوئین تین سب آج بھگتی ہوں	پوشا کین چکی زرین ہوں تن پر بھگتی ہوں
مجھ بوجھ چھی سون کی ہر آن بھگتی ہوں	لوٹاں نظیر آپس کس کا جو خیال بھگتی ہوں
پر سنبھت من چوہن یہ ریت رچی ہر سرن کی	
تھرین کوئین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے دشن کی	
<b>تعریف بھرون کی</b>	
دیکھا ہے جب سے میں تیرا جان بھرون	رکھتا ہوں بے دل میں تیرا خیال بھرون
ذرات سے یہ میرا تجھے سوال بھرون	اب دوش سے آکر مجھ کو سنبھال بھرون
تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھرون	
اسے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون	
آنکھوئیں چھار ہا ہے تیرا سر پ کال	تن من بھجوت ملکر گل بیچ سند ڈال
آنکھوئیں دیا سے روشن ہاتھوئیں بچا لال	ہوں دل سے واس تیرا سن آکر دیا ل
تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھرون	
اسی پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون	
کیا کیا مچی ہیں حیر سے دربار کی بہارین	بھگتی کلا ہے تیرے ہی جان اپنا وارین
سب اپنا اپنا کارج مانج گاسوارین	سیوک چرن کو چوہن شئی گھڑی بچارین
حیر سرن گئی ہے کرتو نہال بھرون	
اسی پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون	
ماتھے پہ حیر سے ٹیکا سیندھ کا برابر	مردہ ہوئے پاس لگا دو جو تو کہہ رہا ہے
ترسول کا مردہ او پڑھو رو گت بھی بجا	سب تے کہہ سچا اتھو تیری یا کہہ کا ہے

	تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
تو راجپسوں کے بیچ ہر آن سر اٹھاڑے جو تیرے دو بد و ہواک آن میں لٹاڑے	چاہے جیسے بساوے چاہے جیسے آجاڑے وانوں کو جیڑا لے وینت کو چپاڑے	
	تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھیرون اسے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
غصے میں تو جو اگر اپنی جٹا ہلا دے سر کاٹ راجپسوں کے جھوٹے کپڑاؤ	دھرتی اکاس پر جتے پاتال ہل جاوے جھانکے کلال خداداد کشتوں کو خون چھاوے	
	تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
جوگی اہیت جنگم تیرے چرن گے ناگین جب نام لیکے تیرا پیر کاوین پ کی گین	سیدوں جو چھیکو اٹکے سو تیرے نصیب گین جن ہاتھ دیو چورین بھوت اور پلکھ گین	
	تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
ہے کون اب جو تیرے تیرے مست سے اڑا کر کر پاد تیرے میرے حق میں تو تیرے کمر	دشمنوں کو لات ملی سوز کے سر کو کمر اب سب غریب سے پہنچ تیری یا کو تک کمر	
	تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھیرون اسے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
میرا تو کوئی اسجا اپنا سہ سے نہانا	بیگمیں جو دینا سہ نہاں دینا سہ نہاں	

اے بکی سو کن والی میری مدد کو آنا	تیرے سو کسی جا میرا نہیں ٹھکانا
تیرن سرن گئی ہے کھڑ تو نہال بھیرون	اے پریشان دیوت درہ مست کال بھیرون
یو جا کتھا میں تیرے میں کن کھاتا ہوں	بھکو ہی پو جتا ہوں بھکو ہی مانتا ہوں
وہ مول ب ترے چرن کی تلخ پہ پانتا ہوں	تیرا ہی ہو رہا ہوں بھکو ہی جانتا ہوں
تیری سرن گئی ہے کھڑ تو نہال بھیرون	اسی پریشان دیوت درہ مست کال بھیرون
تو شاہ میں بھکاری میں کیا کون کر کیا	جو دل میں تیرا آئے وہاں مجھے دلاؤ
مجھے بگڑ چلے کو اب مہر کر نیاؤ	اب جس طرح چاہے چتا مری مٹاؤ
تیری سرن گئی ہے کھڑ تو نہال بھیرون	اے پریشان دیوت درہ مست کال بھیرون
اب تم مہر جگر کو تیرے چھانتا ہے	اور گر و بکیسی کی شت سر پہ چھانتا ہے
کس گون میں جا کر کون آہ مانتا ہے	جو دیکھو ہے میرے ہی پر سو تو ہی جانتا ہے
تیری سرن گئی ہے کھڑ تو نہال بھیرون	اے پریشان دیوت درہ مست کال بھیرون
جو دیکھو ہے میرے ہی پر آپس کو جانتا ہوں	کس پناہ مانگوں یہ جو کھانسی کھاتا ہوں
اے بکیسی میں اشی جا کر کسے تانتا ہوں	پڑا کہا ہے اب میں اس کا بھلا کھاتا ہوں
تیری سرن گئی ہے کھڑ تو نہال بھیرون	اے پریشان دیوت درہ مست کال بھیرون

اب کس طرح بتاؤں میں اپنی بکلی کو پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا ٹپری کو	نئے شکم ہے میرے دلوں نے چپ سیرجی کو مجھے بھلے بھلے کی بلاج ہے تجھی کو
تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون اے پریتال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
ہے جہنکا اب جہان میں تجھ اشد کا سارا ہے بے نظیر تیری کرپا کا طعاعہ سارا	ون رات باجھا ہے اکاسدا انقارہ ناک جتے بچے ہے بھیرون سرن تنارا
تیری سرن گئی ہے کرتو نہال بھیرون اے پریتال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
مسدس	
سے صبر قناعت تو میان چھوڑینگے بھیری سنتو کہ توکل ہوں جس کی گئی آن چری	ہو لو کہ کوئی بھی کی نہیں کھلتی ہوئی جان ہی بھیر کچھ تاشے قدرت کے اور لو بھیر ہی
جب آہستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھیری سب چہرے ہو آندھو سے ہم شکرو لو ہری ہری	
تک نہی ہمت دیکھ بیان کو اپنا گونا گویا ہر آن کرے لالچ ہر ساعت لو بھیر لو ہری	چہرے ملے کے کرشیہ اب تیار نام بکاری او لالچ مارے لو بھیر جس کی خوری
جب آہستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھیری سب چہرے ہو آندھو سے ہم شکرو لو ہری ہری	
کر حوصلہ اور لالچ کی ہر دوات تیرے پاس ہی اتھ آیا جب کہ وہ تیرے دھبے پہ پھول چری	تو خاک تیرا ایش است کو کیا سوتا رو بالائی کرشیں سوز شہنشاہی تجھ اول مراد والے کی

جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کو بھری	سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بو لو ہری ہری	
رہ چنتا مارے لوہہ بھر وہ خوار ہمیشہ تہین اور ہا بھجھوٹ ٹٹے کھنڈ لیا وہ پاؤں بڑے تہین		اس جھ ص ہوا کے جھون کو جو لہجی لہج تہین جوا بھ تپا کر لہج کر وہ ماتھا کو ٹھرتہ تہین
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کو بھری	سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بو لو ہری ہری	
بجین رہیگا ہر ساعت آرام ہوگا ایک گھڑی کر مرن گنج بہار کی بجول کٹ کی گھڑی گھڑی		اس لوہہ بھری کی گلیوں کی گھڑی پر تیرے دھوکے چل لوہہ کے سر پر چوٹی مار اور بھیج تین مار چوٹی
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کو بھری	سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بو لو ہری ہری	
یہ شہد نہیں یہ نہ ہر نر اس نہ ہر اوت جاہل سر شیکے روئے ہاتھ ملے ہے لہج بڑی بلا پایا		یہ شہد بڑا ہے لہج کا اسٹھ گوت کھا پایا جو کھی اس میں آن پی بھنک پور ہے لپٹا پایا
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کو بھری	سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بو لو ہری ہری	
یہ لوہہ چمک کھو دیا ہے ہر آن چمکتے تارے کی کر یا و دن متوارے کی جی بول کنھیا پایا کی		یہ لوہہ تیری پت کھوتا ہے اس لہج لہج کی تو ایک تپک کر لہج پر ہے موت لال گھر کی
جب آسانتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کو بھری	سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بو لو ہری ہری	
ناکھانیکا پھل دیکھیکا نہ پانیکا سکا پانیکا		گر جھ ص ہوا کے جھن تھو پانی مگر نواو سے گا



اک دو پیر کیے تار سو اچھ ساتھ نہ تیرے جاو گیا	اسے لو بھی بندہ لو بھی بھر تو مگر بھی پھتاو گیا
جب آسا نسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری	سب چین ہوئے آندہ ہوئے بم شکر بو لو ہری ہری
اس حصہ وہا کی جھولی سے ہوتیر شری کل بھاری کی	پچھلو اتک خیر نہیں ہے لو بھی اپنی خوار کی
سنتو کھی سا وہ سرو بن جج مننت نرور نار کی	لے نام کشن نمون کا جو لال تل بنوار کی
جب آسا نسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری	سب چین ہوئے آندہ ہوئے بم شکر بو لو ہری ہری
سے جب تک تجھ میں لو بھی بھر تو چور چکا لگا	ہے بچ پڑانی گپڑی سے جو سر پر تیرے پکا
ہر آن کسی قصہ ہے ہر وقت کسی جھگڑا ہے	کچھ نہیں کچھ میکہ نہیں سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے
جب آسا نسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری	سب چین ہوئے آندہ ہوئے بم شکر بو لو ہری ہری
اب دنیا میں کچھ خیر نہیں اس لو بھی سنتا رہی	ہے کچھ افس پرٹ رہی سب حرص ہوا کے لاری
کیا کیے واکے بات نصیحت اس لو بھی بھرتا رہی	سب یار و مل کر رہے بو لو اس بات پسند لاری
جب آسا نسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری	سب چین ہوئے آندہ ہوئے بم شکر بو لو ہری ہری
<b>مہا دیو کا بیہ</b>	
پہلے تانوں گنیش کا لیجے سیس نواے	جا سے کا رہے سدھ ہون سدھ ہوتا لاس
بول چین آندہ کے پیم پیٹ اور چاہ	سن لو یار و دھیان دھرم مہا دیو کا بیہ
جو گی جگی سے ساوہ بھی کیا بیان	اور کتھا میں جو سنا اسکا بھی پر مان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین اور جسے اس بیاہ کی مہمان کی بناے	اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سکھ چین اُسکے بھی ہر حال میں شیعوبی ہیں سہا
خوشی رہے دنازات وہ کبھی نہ دلیگیر	مہمان اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر
آغاز قصہ	
یونکتے ہیں اس دنیا میں اس جی ہما چل تھا گڑھ کوٹ ٹرے گر پرست اور فوج سپکا دگل تھا تھہ بہلین نہ لال تعین چٹول راطلس تھا سیانہ جڑا گچ کاہن کوئی خچل تھا کوئی توں تھا کچھ راج ضرور مل نون من کتا بھی شکل تھا کل برتن سحر و پے کے اور چہرہ بکاول تھا زر زہر پٹھا اس پست اور شیش خوشی کا تھا	وہ دھری عدلی نیک جو کچھ چڑلا دھچل تھا گچ ہستی اونچی جھول رہی بناری ہو کھیل تھا خوش رنگ ترنگا تیز قدم ہر زین جھکتا ہل تھا ہر تہہ جھیل جھیل کا روضہ لت پلو آخیل تھا محلات شہر رنگ بھرے دربارے اور کونڈا تھا باغات بڑی تیار یکہ ہڑالی پر گل اور ہل تھا گھر جگ جگ کرا کتا تھا سچین انہر اور گل تھا
ہر آن طرب ہر دم چمکین جی جان لہرا و قاف شیشی	
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پر جا بھی دن رات خوشی	
اب بیان سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان	
پارتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان	
اس راجہ ہما چل کے گھر میں لائی ہر ٹیٹھی نیل نیل اور خیمہ دہن تن برگ سترق سروسی دو کھیلے کنگن کنترنگ وہ باز و چیلے اور سدری مان با سپکی پیاری ناز بھری گاہک کسک کسک پیٹھی	کچھ اُسکا چند لگوں تھا نام اُس کا گورا پارتی پوشا کھلکتی تاش زری ان گنتی ہینے مٹی وہ جہا جھنچن سچی چاندی کی اور چکر گنگا و جہا کی نت رہتی ہا تھون جھاؤن مٹی اسی اُس دھنکی

<p>شکھ بھوجن نورسل درسیو کوان طمانی دودھوی سب بیا کرین تن من درین گنگیلین سہیل جی کوئی اچھلے کوئی سوانگ کر کوئی ہنس کر گئی</p>	<p>سواٹھ سیلی ساتھ پھر سہیل ہین ہی بالی بھولی گنگے میں سر بانوں لری سوا سال اور چٹری ذرات ہلین چین کرین ہران کی خوبی خوشو قتی</p>
<p>تھی رہتی گوارا پرتی ان روپ سرو پون ابرن میں سب عور خوشی سے پھرتی تھی نتانے گھراورنگن میں</p>	<p>اب بیان سے آگے سنو اسکی یہ تقریر جیسے گوراکھ کی نسبت کی ہوئی تدبیر</p>
<p>اک رات وہ راجہ رانی تھے کھٹھیلے اپنے نڈلے وہ بالی مندر پار تھی خوش بگائی گے دونوں کے گھوڑکھ دلا رہی کشیا کا یون پورا راجہ رانی سے تب بولی رانی راجہ سے کہو بہت نئی کر کے تم صاحب ہوتے مالک ہو سوا بھاسکی تپ سے جو راج تھی گھراونچا ہوا ہر شہر گنہ میں جلا موت سے جیسے گوراجندر کھنٹی سیاہی ارسکا ہوا</p>	<p>گھہ پان براہمین نوک اور ہنس میں کرتے تھے سر چہری باندھے ہاتھ کھڑی پوشا کھٹھیلے اور گنے اب اپنی گورایا رہی کی کھچھ فکر گائی کی کاسی جو آپکے نہیں سوچ ہوا سہ دو ہی سن میں ہوا دھکم پڑ بہت کواچھے رکھ دیان گائی کا اُس کے وہ بھلی سیا سندر و جو میری گوراکھ سو یہ بات جو گھڑی نو نیند میں کہہ نہیں سکا کوہو گھٹ</p>
<p>جب صبح ہوئی تو راجہ کے من میں تداوہی میان بھلا دیار میں آگے خوش ہو تے سنگاسن اور پاتوں مھلا</p>	<p>اب بیان سے آگے سنو اور چین اس آج نسبت گوراکھ کی جگ میں جس عنوان</p>
<p>جب راجہ اپنے خلوت سنگاس پر بیٹھے آکر</p>	<p>دربار ہوا اگلے صبح صافہ بکر اور چاکر</p>

یہ بات کسی جب جانے لے آؤ پروہت کو جا کر سراٹھائی کی سوچو اور چندن سے پاتھے پر کھدیاں گلے موٹی مالا اور دنگا سونا بھی اکثر کھو دیکھ پر وہت کا اپنے یوں جڑے خوشی ہو کر ہین جتنے شہر عہد پر انہیں اور سیر کیوں ملک رنگر شہر او سگانی گورائی بہر ساعت سے تم سے گھر	اس وقت پروہت آپوٹے آشیر رحمن رہا لاکر تن جا بجا مدلل کا کلائی رنگین تھمیر خوش صورت سیت نیک چن قلم اقل دانشور تم جاؤ سگانی گورائی بھونڈ عود بھی ستا دھر جن میں میں دیکھو لچتی ہوں لکھ اور ہوندر جب پھر کچے دان خوبی سے دواسکی ہلو آن خبر
---	--

جس وقت پروہت سے اپنے یہ راجہ سخن کیا  
خوشحال پروہت نے ہو کر دان موڑنے کا سالن کیا

اب بیان آگے سنو بات پر وہت آن  
چلے سگانی ڈھونڈنے گورائی رکھو دھیان

ہوشا پروہت چلنے کو اس طرح تیار ہو کر ہر دیکھتے ہر رنگر گئے شہر سے ہر دین پھر مقدور ملک دیکھ پھر اور اپنے ملک دھونڈنے جو بات لکھی ہو کر یونین ہر طور وہی لکھ کر ہو کر کعبہ نبی باگ نصیب ہون پھر اسکے آگے پار گئے کیا کچھ بیان کیا میں اور یہ سہا کیا کیلے ہیں جب میں کو سکھ آتھ ہوں ہی پھر تھوڑی آن	یوں جلد چلے اس گریبے ہون چن کیت چلے پراکھنیا یا راسیا جو راجہ کے یہ سندھ پر سے تدبیریت سی کی گئیں جو چاہے سو تقدیر سے جو چاہے ہر عیب کوئی اسے کیا بات چلے کر ہو کر وان پھر پھر سچے آخر کو کیا اس کے اور چاہے ہو کر کی نشست اور خوشوقت ہو سکھ پاؤ گئے تو سن کھڑکیا اسکا جلد بہت خوش ہو کر ہاتھ پر سوتا
--	---

جس دن پروہت کھنچ چکے وہ کبھی شاکا ویکھا  
میر و ان اپنی زمین پھر لکھ کر چسا کیا ویکھا

	وان کتنے راجہ سے آکر اس ٹیکا کی آبات کی سن نانوں منداشیدو شکر کا ہوئی راجہ کے گھر خوشی	
گھر بار مندی و صول بجا آند خوشی کی ہو کوئی گود چڑھا کر تھی تھی میری گوریا رہی جب گھر گھر میں شہور ہوئی یہ بات خوشی اندر میری سب سے ماہ مہینے کی سیاحت ہے اور یہ کھڑی تسے راجہ نے شہر شکر کو اس بات کی تیری کھجی ہو تا دیا راجہ وار چلے اور آئے نگر میری راجہ کی		سختی میں ٹم رشا ہو کر پرچا کو ہوئی خوشی کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہوئی شکر کی ہوئی کوئی آٹھ گھنٹہ سے پیار کی ہوئی دوڑا میں تھی تب راجہ نے ہر دم شکر وان لگن ہوئی پوچھی اون پھر راجہ ہے آئین کا ہر ساعت شاد ہوئی گھر میری وہ تیری شہر کے پاس گئی شہر انوں کی سیاحتی
	ہو ان سے اتنے بیابانے کو تھا اس جاک پر مان بڑا خوش وقت تو ملی جاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا	
	اب بیان سے آگے سنو یہ برن اس آن جب دان سے شہر نے کیا جوگی کا سامان	
ترسول حکم تھا کا ندھے پر اکھ بھر سب کچھ اور تن وہ منکھ پدم تھا مال ستا گھنٹا کا پتہ چھوٹی دھن اور میں لٹائیں بھر رہی گھٹا لاکھا لاکھ آسن اس جوگی پن میں شہر جوگی تھا ڈھانڈی برن اور لال شہر نا با کا تھا وہ گیارہ کھیرا ہن سہس لٹائیں بھر رہی گھٹا لاکھا لاکھ آسن وہ لٹائیں بھر رہی گھٹا لاکھا لاکھ آسن وہ لٹائیں بھر رہی گھٹا لاکھا لاکھ آسن		ان جانے پوچھ کو ان غنیمت تھے یہ تو اتنے جوگی پن اک میلی گڈری پٹھہ پڑی وڑا کھو ہوا کھو جلیان کرین شہر جس سے وہ تو شہر تو بنی کا برن کھ لکھ لکھ لال لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ وہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

	<p>کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گا جاتھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا وہ آپ سدا شیور دھاتھے اور نادیا سیں لاتی تھا</p>	
	<p>اب بیان سے آگے سنو اس جوگی کی بات لوگوں نے جسم سنی سے ہر ایک نے بات</p>	
<p>معلوم نہ تھا یہ دو دھاتھیں راہ خوشی کی سبکے وانے جب جوگی جان بھینس میں گرین ہین پرتے اُس وقت سدا شیور نہنس سے ہین گیا ہم ہین تو آئے دل سُست ہوا اور میں بھی چھ جاکر آئے راجے تحقیق کیا تو ٹھیک سے ہی تقدیر سے روئے ہاتھ کوئی ماتھا کوئی سیدس نے کوئی اُسو ہر دم بھولائے کوئی بول کر مومن کھانے جو کر مگھی ہو سو ہو کر</p>		<p>وان لوگ براتی آئیے تھے دن رات بھی تلے ہر چاروں خوشوقت سے کچھ شیعے تھے کچھ پرتے تھے یوں نے پوچھا جوگی جی کوئی کبھی رات بڑا آتے یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہنس کر کہے ہوش گئے یہ بات کہی اس جوگی کی تب سب بھی حیران ہوئے سب بھلون مندر رتھو رچی یہ بھاگ تھے کیسے گورے کوئی دیکھ کے صورت گورائی رو دیکھو سدا شیور</p>
	<p>وان جن جن نے یہ بات سنی افسوس فی الفور ہوا جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پھٹ یاں کچھ اور ہوا</p>	
	<p>اب بیان سے آگے سنو معیان ادم کو لائے آز روہ جی سے ہوئی یا ربی کی ماے</p>	
<p>یہ کیسی بتیا آن بنی مشکل نے صورت کھولی یہ پالی دھن و دولت کی یہ پھول تازہ کوئی وہ الگن کھہر چھوٹ رکھن تو سہی جسے بولی سو پلے باتھ ایسے کے جو پہنے کٹھا اور جھولی</p>		<p>رو جھینک ادمرمان گورائی سوچن گئی یوں بولی یہ میری گوریا ربی بانی کی سند بھولی کچھ بکا کچھ چاندی میری دمیری ہو ٹونگن بھولی ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر سوچن جس کی انولی</p>



<p>وہ روپ سروپ اور پوٹا کینہ اپنی شانیں نہ سیر          مکھ پانگی لال کرے منہ دی در آنکھوں بیچ لگا کر          اُس تار ز کے چہرے پر جون ہر جگہ لکھتے ہر          وہ سہرا مکھ پر یوں چکے چون سوچ ہو کر نہ ہر          وہ مانگ جڑا باز و پر اور ٹکنا پیچھے جھک کر          اور کرنا سر ناجہا پیچھے بقارہ گونے شور مچا</p>	<p>اور مگن اور بر بہت بھی ورنہ ان سنیہ بھی جنکا          اُس وقت خوشی سے مندر پڑ پڑیہ نگر یوں لکھا          ہر تار چکنا چہر کا اور تاش سہر کا باسکا          ہر کان موضع کندھج اور مکھ پر شو کا سہرا          وہ موتی مالہ مکھ جھلین اور انین لعلو کلی مالہ          جب شہ شید یوں دوطاہ بن سہر پوٹا و ان پوٹا</p>
<p>یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا          ہر چار طرف آندہ ہوئے غل شور ہوا خوشنوتی کا</p>	<p></p>
<p>اب یان سے آگے سنو اس شادی کے طور          دیکھ اسے ہی سے خوشی لوگ ہوئے ہر طور</p>	<p></p>
<p>ہم سمجھ آسکو جو کی تھے اور نکلا یہ تو راج تہی          اور بوڑھیا بوڑھے طفل جو ان رکشہ نگار چہرے          یہ بات سنی جب جانے تب چڑھ کر کوٹھے پر جلدی          خوشوقت ہو خوشحال ہو برائی ستا من کی          دل شاد ہو سب کے ماگور کی بھی شاد ہوئی          کوئی پار تہی کے پائون چھو کوئی ہو ہر دم ہادی          اب جاؤ یہی دچاہ ہی جو بھین صورت دھال کی</p>	<p>سید مہوم مچی وان پمین کیوں لوگو کیسیا جوگا          ہر نار سی نکلی چھوڑ مندر رکھ من میں دھانسی          سب بچنے کو وان آن بھر سوٹھ ہوا اور بھنگی          جب دیکھا تو وان کو سون تک ہر زور برائے کرتی          ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور پیش طرح کی اور مچی          منہ دیکھ خوش ہو پٹی کا اور ہاتھ چڑھ کر گھڑی          کوئی دھن دھن کھرہ کوئی وار جی ہو ہادی</p>
<p>تھے جیسے جوگی دیکھ انھیں وان غصے دان مال ہو          جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شاد کیے سب شاد ہو خوشحال ہو</p>	<p></p>



	<p>اب یان سے آگے سنبھو جن کے سامان جسکی ہے تعریف سے بیٹھا ہو اب یان</p>	
<p>منگو کے میدلا کھون میں اور تیکو مصری شکر ملی کر کھو کھو تھمرے دودھ نکا اور ڈال جینی شکر زری انبار لگائے پیرو نکا اور ڈھیر گلابی اور بر فی براق مکر اور خر موی خوش رنگ امرتی بر ملی سب اتے دان تیار ہو جو ٹھانڈا کھانے کو پالی ٹانک کیتھم پھل ان سے جو ہے کستی اور کبھی جب راجہ نے بھی آکھڑا تھا چربیت سحر فی ملی</p>	<p>جب راجہ نے یہ حکم کیا تیار ہی ہوا بھون کی حلوائی ہزاروں آٹھ گرام گرم کھانے والی پھر ڈالنا خوب گلاب سین اور ڈال ڈیوان مصر کی پھر لڑو بھی تیار کیے دی تہذیب باد گرمی وہ خوب چلیسی اور کھلے وہ گھو ریا سا سائی بھی کی عرض یہ جا کر راجہ سے حسب اہل ایتا رہی جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے نوا ڈالی</p>	
	<p>مسرہ جو یہ کہ من میں حسن براتی آوین گے سب اپنے من بھر کھا دینگے اور ڈھیر ٹپے رجا دینگے</p>	
	<p>اب یان سے آگے سنبھو عیش خوبی کی بات جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات</p>	
<p>انکے پیچھے دو ملھا کے لٹا اور براتی ساتھ چلا ہر آن ٹھانڈا چور ڈھیلین دسیس کے اوپر چربیت نقارے نوب جابل نشان انوزے بجتے اور ٹنڈا کر دھونسے دھون دھون بلج رہے اور تاشے تے کر دھونسے وہ دھون دھون دھون دھون کر رہے اور جھینے بھی جھینے کر رہے وہ جھوتے چلتے قدم قدم اور کھیتے جاتے ٹھانڈا</p>		<p>جب رات ہوئی شہر شکر خوشوقت سوار ہو فانوسین رنگین جھلکیاں دھوا ڈھیر لکڑی کے وہ پر یان ناچین تختوں پر پڑنا گینے بھگ رہے ہر سر تاسین دھون میں کی اور کرنا زنی جھانڈے مردنک مندریے ناچین میں سارے بھگتو بھی بھگتے وہ ہفتی کچال ورگئے انیاری ہو واورنگی</p>

وہ صحرانچہ کا کوسون تک راجا جی جاہو پچے	وہ جھار مشعلین نچنیاں رویشاں پھر مشعلوں کے
وہ گھوڑے میانے گھوڑے بھلین رتھ اوچے پیے ڈھلتے تھے سب بابے بچے جاتے تھے اور ہولے ہولے چلتے تھے	
اب بیان سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ اور براتی بھی ہوئے ایسے اُنکے ساتھ	
جول وچے اُنکے پرچم میں دسین جلی ٹکٹ سے اور گپڑوں پر طوک طرح تھے ساکھو کر برکے کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن بانوں پاؤ رکھ کوئی ارنا بھینسا گودینے کوئی گھینڈا سر پہلا کچھ لٹے سونے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لاکڑے کوئی شور کر رہا خوشحالی سے جوان چلتے ہاتھ چنگھاڑے کوئی بنے بنے ڈک کھلے کوئی دس گن جنت کو	پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوڑی اور بچے ہر گھٹا بکاسون کا اور موٹے رسوں کے ٹیلے کوئی ننگے سروہ بال سکے جانٹیں بڑی سن سکے کوئی ہاتھی رکھ کا نرہ پر کوئی اونٹ بعل بکائے کوئی سانپ گلے میں لٹائے پھین اُنکے دم ہدم جو ہے کوئی گاؤں پھاڑا لانا کوئی نر کرچہ پھیری کوئی ہاتھ نچا کر رہ کر کوئی نین شی سر مٹکا کر
کچھ رنگ بچ کچھ ڈھنگ نئے سنبھلے سوجھ دکھلا تھے تھے دھوم مچاتے رستے میں ہر کان اچھلے جاتے تھے	
اب بیان سے آگے سنو شادی کے اطوار چلے سدا شیو جسطح پار تہی کے دوار	
وہ سر نہاگی اور نہنی اور نقاروں کا شور سنا تباہی تہ بھی بھیجیر یا ہر کار وہاں پر ہر کار کوئی کتا اٹھان آہو پچے کوئی کتا اٹھان آہو پچا	جیت گیا دانکے لوگوں وہ کوسون تک کا اچھا لال یوں پلٹ آتی تھی یہ شور اچھا لال ہے اُسکا وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے وہاں سوکتے آ

<p>کوئی کتا بہت براتی ہین اور ساتھیے بیٹھا ٹھہرا کوئی کتا گھوڑی ہاتھی ہین انہو رتھو کاہ آتا یان لوگ بہت سے آتے ہین خیمہ بچ کہاں جا پرو دھان کھڑے تھے جو آگے جب سے اپنا بید کہا</p>	<p>کوئی کتا اتنے ہاتھی ہین کچھ چھوڑ نہیں جھالتا یہ باتیں سن کر راجہ نے گھر آگے منجے بچ کہا یہ پھر کب آسین بل بھیجے کچھ نہیں آتا کرے کیا ٹپھاٹھ خواب یان آتا ہے کچھ تمنے اسکا فکر کیا</p>
<p>وہ بوسے کیا تر بیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس سامان کرین</p>	<p>وہ بوسے کیا تر بیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس سامان کرین</p>
<p>اب یان سے آگے سنو باقین ہین یہ ٹھیک آگے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک</p>	<p>اب یان سے آگے سنو باقین ہین یہ ٹھیک آگے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک</p>
<p>جس آن برات آئی دیر یہ خوبی ٹھہری سیدی وہ ڈنگے لگتے دھونے پڑھن کنار ناکی اونچی کل زیب براتی چار طرف اور بچ سواری کی سب کہریاں در جاہ کروڑ ٹھاٹھ کھوین گڑھی گڑھی وہ آتے تھے جو ساتھ لڑکا رات تیار ہی ہوئی اک پر تلکے دازے پروان چھول ہی چلاواری وہ بل بھین در دلی بھی تقارے تاشے اور ترئی</p>	<p>وہ پر یان ناچین تنو چھو بکارین بل بھوین کی درواز کوٹھے کوچ رہے آواز سہانی اکی تھی بچ چھپے کوٹھوں پروان دھکھنیت اور خوبی ہوون دھکھکے صورت دولہا کی ان سو دل سو دلہاری مہنتا نا راو پر چھریان پھول ہوائی خوب کڑی سب تھی گھوڑی سب اچھلین غل شور ہوا اور دھوم مچی وہ وہل طبل جھلنی باج رہے اور گھر گھر میں آواز گئی</p>
<p>سب شاد ہو خوشوقت ہو یہ دیکھ تاشے خوبی کے مکر وصف بہت بلہا رہوے اُس دولہا کی محبوبی کے</p>	<p>سب شاد ہو خوشوقت ہو یہ دیکھ تاشے خوبی کے مکر وصف بہت بلہا رہوے اُس دولہا کی محبوبی کے</p>
<p>اب یان سے آگے سنو شادیکے رسم اور جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور</p>	<p>اب یان سے آگے سنو شادیکے رسم اور جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور</p>

جب راجہ کے دروازہ پر ہوئی آن سہل سہو کھڑی جب سہل سہل کے ملنے کو اور من ملاو کی ٹھہری جب ملھا ڈیوڑھی پہن گئے تب کھلی ٹھہری وہ چاند سا لکھ وہ سرسرا دہ ہوئی لگتا تازری کوئی بولا دو ملھا خوب ملا اس کی ملیا کوئی دیکھ ہوئی شاد بہت کوئی ہار کے پانی تھی اس طور کھی چھنی بی سے جو ہر کھنڈ کو دیکھ ہی	سب باجو باجو دیکھا کو تو چھوٹی آتش بازی بھی اس وقت بلایا دھوا کو تو ہو کر زینت مندر کی بھی لے آئیں مندر میں کھاکو تو ہو کر زینت مندر کی بھی وہ روپ ہما ناچنے کھاکو تو ہو کر زینت مندر کی بھی کوئی بولی سین میں ملھا پر اپ روں میں ملھا ہوتی چھن کھن اس جاو ملھانے نے نیک شرفی تیری سب ملھوں مندر پہنچ ہوئی آند خوشی اور خوشی
---	--

جب بیٹھے دو ملھا مندر میں من پہنچ خوشی کی بات لے جہاں سے پہنچ برات اتری وہ ملھا ملھ خوشی کا ساتھ لے اب بیان سے آگے سنو اس صورت کی بات جہاں سے میں جسطرح بیٹھی آن برات	
--	--

کچھ آنگن میں کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالائے خانہ میں کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے تھارہ باتوں میں ہر جاہت بیٹھوں دھون باجے لقا رہے کچھ بیٹھوں کچھ بات کچھ کلن میں کچھ باجوں میں دھون سوئیں کچھ گھوڑے اچھے بل لڑے کچھ ہاتھی کچھ بیٹھوں اور چنے وان باغ لگے کچھ آترسہ جالان بیٹھوں وان بیٹھ بیٹھوان لے اور بیٹھے خوش برات بیٹھوں خل شہزادہ تاج کچھ اور لکھنؤ اور لکھنؤ	جہاں سے کے پہنچ گئے کچھ بیٹھے جاو لالون میں کچھ آن پہنچ ڈیوڑھی پہنچ خوشی کی باتوں میں کچھ بیٹھ کر نا سنا اور ترٹی ملھان بھی ملھوئیں اور باجوں میں کچھ بیٹھ کر اور شاد لکھ لکھوں کچھ بیٹھ کر اور گھوڑ سہل لکھ لکھ کر بیٹھوں تھے چنے وان بازار پہنچ کچھ آترسہ جالان بیٹھوں جگہ نیائی بستی میں کچھ آترسہ شہزادوں میں وہ تھے وان جس طور اور کچھ حلت لکھ لکھ
--	--

	اب بیان سے آگے ستوا سکا بھی بستار جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیو ناب	
<p>چھکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جا کر بھونو یون پو لے اب سب کر یا کر جیو نامند کہ چلو کتے ڈھیر ٹھہرائی کے ورکار ہوں جتنے اتنے دو یہ دو بالکچ بیٹھے ہیں تم پہلے آنکو جیو او تھے جتنے وان نبار لگے اور ڈھیر ٹھہرائی کے تھے جو اُن لوگوں کے تہ نش گئے اور بھاگے وان لڑنا ہوا حیران ہوا اور چپ رگئے من پہ بہت ششندہ ہوا</p>		<p>جس وقت براتی بیٹھ چکے وہاں گون گون کو سب جا کر نوکر جلد چلے اور جہاں سے میں کر دو اب تم بھی جیو ان دیر انکو دواؤ جھین دلوانی ہو وہاں تک کہ آنکر نہ رہے ہے خوب پراتی بات شنو وہو گوڑا ٹھہا کر خوش ہوتے جیو نارین لائے وہو گو اُنک میر نوالا کر بیٹھے میر چلے اب کچھ اور رکھو یہ بات کسی جب راہ سے تپہ بھی اپنی سربو رکھو</p>
	مغور ہو سے تھے لکر یون جا بھو جن انبار کرین سو اسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاسہ کو جیو نار کرین	
	اب بیان سے آگے ستو خوش ہو کر یہ شان جیسے دولہا دولہن کی ہوئی پھر دکن سامان	
<p>کھر بیچ بلا یاد ولھا کو اور پھیرن کی تادی کی جو فرش مقرر ہے اسپر بیٹھے دولہا دولہن بھی وہ نہ پڑت آئے ہو ہم کیا سب لاکر اسکی خبر بھی گنیش کی پوجا کر کے وان پھر پوجا کی نوکر نہ بھی اور سنے لے نیک عائدین و سچ دھوا بھون کو بھی اسطور سیکر مال پھین ہے ریت جو ہوتی پھر دکن</p>		<p>جب ساعت آئی پھیر دکنی ٹھہری اس جہ خوب کچھ بیٹھے لوگ دھرا دھرا شے بک بک بچ خوشی جہ دولہا دولہن مل بیٹھے تہ بیت ہو گئی ڈھیر بک سب پتھر بیٹھے سپر پھیرن کو فی ٹھہرا لائے لکھی میر مال جوا ہر نیک ملین ہین جلد سوا اور نیکی یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولہا دولہن پھر دکن</p>

جب پیر چارچو آکر کل عیش طرب کی ہو گیا	ہر چار طرف چمکی ہو تخیالی خوبی خوشنودی
آئین سوسو عیش بھرے اور فرحت سے بچان ہوئی	ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر باطن کی ہوئی
اب بیان سے آگے سنو اور بچن دو چار	آئے باہر شاد ہو دو لھا جس اطوار
وہ پیر بھی جنت پہنچا اس بلبل خوشنودی	جو سید اور مدین ان تینوں سے بھی بٹا دہوے
دس روز پہنچے مین اور چار برس تک	شیدو باہر آکر نڈل سے جون سوچ تو نہ کرے
وہ چیرا سر پر چک رہا وہ کٹ جڑا ہوئی	تن باکا جھلکے ہر ساعت اور بلون کی ملائی
کچھ کانوں مونی چمکے کچھ کانٹے پانڈے	سوز بھک سموش ہو آمیز پرانیے پیچھے
وہ خوبی سو بھادو لھا کی کھینچنے لگے لوگ کھڑے	سب ہو کر خوش یہ بات کہیں نہ دھواؤ گھاڑے
اور دیکھیں اپنی کھنکھوٹے ہو چکے ہیں کال تر چکی	وہ راہ راہی شاد بہت اور لوگ خوشی سے کہنے کے
وہ چیرا چیری بھی خوشی اور نوکر جا خوش ہوئے	اُس نگر کی چمک چمکے اُن لوگوں کی بہت کھلے
جس طور ہوئی وہ خوشحالی کی اسکی حالت جانی کمی	
ہر چار طرف خوشنودی کو شہد ہوے اور موم ہوئی	
اب بیان سے آگے سنو بات خوشی آمیز	
جو چوراجہ نے دیا اُس جاوان دہیز	
جس کن کو شہد چنے کو تب لا کر یہ بیان بھر	پوشا کین رنگین زیب بھرین ہر تار پڑا جھکا بھر
زریور کے دان دھیر گے جو باہر ہو گئی سے	وہ مونی پیر انوے وہ لعل زمر کے دلے
وہ کھلے نئے چانکے وہ قہار کٹورے سونیکا	وہ فرش سنہرے نقش بھر جو بچھے مہمان چڑھ

<p>وہ چہ خوب لباس کو او گنتی میں بہت سے وہ کچن جھول جھلکتی کالی بناری چنپڑ اور ہوک چنڈہل جھلکتی وہ چنپڑا نات زریکے تھے پوک وہ رنگین جھانروار تھیں وہ سب لڑکے لڑکی</p>	<p>وہ چہ بیان اچھی صورت کی ہر بائون تلک یو ریک وہ گھوڑے گلگون مثل ہوا زور و زنجی بڑین روہ بلین در گھوڑ سبلین شجائے کچنے جکے تھے یہ ٹھاٹھ رکھا درواز پر اور بغدی بوجھ ٹھاٹھ</p>
<p>تھے چنے شادی بیاہ منت سامان جو دان تیار ہو ہر ٹھاٹھ کے وان درواز پر ہر جانب سوانا ہو</p>	
<p>اب بیان سے آگے سنو راجہ نے اُس آن جو باتیں شیو سے کہیں اُنکا کیا بیان</p>	
<p>یہ ٹھاٹھ کیے دھنات کے تہ بچہ شیو یون ہو کس لائق ہیں جو تھے ہم ہا تھارے لائیں کے ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چھلکی ہو تم مقام نہ لیتے جو ہو پھر کیے کیونکر ہم تھے ہم چہ نہیں کچھ گنتی کی در تم ہوا لکھون خوبی ہر وقت ہماری بانہ رہو کر یا یہ اپنی گنتی تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کر پا کر تے</p>	<p>یہ بن نہیں آیا جو ہے من بچ ہو ہر مند تم اچھے جگ میں یہ ہو یا ہوا لکھون ہے اس نخری میں اس منڈل میں تم آئے اپنی کر پا جو کر پاتے ہمیر کی کب امت اسکی ہو ہے اس آن دیا جو آپ کی وہ دیکھی کا ہے کو ہم من بچ ہو ہم بہت خوشی اور بھاگنا کے گنا جو من میں تھی سو بات کہی لے کہیں کیا ہم کے</p>
<p>جب راجہ نے یہ بات کہی در ہر دم ادھکا دھینی کی تہ شیو نے ہنس کر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی</p>	
<p>اب بیان سے آگے سنو من ایدھر کو لاے پار تہی وان جب طرح گھر سے ہوئی برائے</p>	

<p>جب شیونے وان حکم کیا طیار ہی ہوا چلے گی یہ بات ہوا کی سنتے ہی وان گورا کی ان یوں بولی من اسکی بہت رکھو خوشی مت میل کجا بسکاجی یوں کہا بولی گورا سے مل مجھے میری پار تھی وہ مان بھی روئی دیکھ اُسے اور دُشمن تھی میری تو آنکھیں بہ رو دلال نکر میں ہر دیکھ ہی سہاوی پھر آخرو ان سنی کو کرسا پوت گھر کی مٹری</p>	<p>اور اپنے رے کچے گئے توہو کی بردان ان دھن کی سب طوتم اسکے مالک یہ جیری سچے مکودی پیارے من کی میری ور روشنی میری گھوکی جب گورا پیاری دھڑلے وان اپنی مان کی لپٹی مان کھیکے روئی گورا کو کرسا سے یوں کہتی تھی کچھ اپنے منکے بیچ نہ لائیں تھکاو جلد ملان کی چنڈ دل نہکا کر دینو تھی سوان سے رتی بھلائی</p>
	<p>سچ پوچھو تو مان با کچے تین بی بی سے بیان پیا بہت جسوت وہ بیا ہی جاتی ہے جب کچھ ہین ناچار بہت اب بیان سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات جیسے وان اس دینے شہر کی چلی برات</p>
<p>جب یو بھی سچ پڑاں ٹھار واز پر خوشی اسوت بہت خوشوتی سے شیکو کرا جی ہوا اسوار فی دھلا آئی گئے چنڈ دل دھن کا تھا مجھے اسبان بے جورا جتے تھے اُسکے جالتا نٹ لوس وہ ہاتھی گھوڑے ہر جان بابر فی جتے تھے ہر کوٹھے کوٹھے بغیر لکلی ور رتے رتے لگ بھگ جب طور خوشی سے بیا ہے کوشیا گھر میں چکے</p>	<p>بو چھا دھنی کی سپر کل موتی پھول نہی کرسے وہ خوبی شمت چار طرف سب تھو براتی میرے وہ باجے لائے ساتھ ہو تھے سب ہر دھن ساتھ وہ جتنے چیرا جیتے سب تھو اور میا نوین جیتے اس دیکر رہنے واسے بھی سب کہنے لگے گھر سے غل شور خوشی کچا رتن جکھن ان دھن کا پھر دسی ہی خوشوتی سے کیلا اس اور جیا ہوئے</p>
<p>یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیا ہوا یوں نہ لگے لکلی</p>	<p>دند و تکر و ہر آن نظیر اور ہر دھن کی جے بولو</p>



## کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و نشتر اساس ہے	ہر گلاب دن کا رنگین و درین لباس ہے
محبوب و لبرون کا ہجوم آس پاس ہے	بزمِ طرب ہے عیش ہے پھولوں کی لباس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلا سس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
بکھرے پڑے ہیں فرشِ پختیش و زری	بجھے ہیں تال گھنگر و مڑنگ خجری
سکھیاں پھرے ہیں ایسی کہ جو جی راوری	سن سن کے اُس جھوم مچ ہیں گانری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلا سس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
آئے ہیں دھوم سے جو تاش گلابین	گویا کہ کھلے ہیں گلستانِ چین چین
کرتے ہیں تری کج بہار سی بصد ہرن	اور گھنگر و دلی شکے صدائیں جھین جھین
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلا سس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
پہونچے ہے آسمانِ تین مڑنگ کی ملک	آواز گھنگر و دلی قیامت جھنجھک
کرتی ہے مست دل کو کٹ کی اک جھلک	ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم لک لک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلا سس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
حلقہ نیا کے کشن جو ناچیں ہیں ہاتھ دوڑ	پھرتے ہیں راس میں تین تین زل زل

<p>دیکھو دیکھو کیشن کا آپس میں بڑبڑ</p>	<p>اک کچی کو کپڑے ہیں دین دین کسی کو چھوٹ</p>
<p>ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلا سس ہے</p>	<p>دیکھو بہار میں آج کنھیا کی راس ہے</p>
<p>سر پکٹ براج ہے پوشاک تین لال</p>	<p>نما چندین ہیں اس بہار سے بچنے نلال</p>
<p>سکھیکو ساتھ دیکھ کے یہ کاٹھ جی کا حال</p>	<p>سنتھہ میں چھڑتے ہیں ہر اک کو دکھا حال</p>
<p>اور اُنکے ساتھ جیسے ہے سب کو پوکار پو</p>	<p>ہے روپ کیشن جکا جو دیکھو بہت نوپ</p>
<p>اس روشنی میں دیکھلے وہ روپا ویرود</p>	<p>مہتابیاں چھٹپیں ہیں گویا کھلری ہے دھوپ</p>
<p>ہیں انہیں راوہا ایسی کہ تیار ہوئے ہیں</p>	<p>ہنستی ہوئی جو بھرتی ہیں تھوٹے گویاں</p>
<p>آپس میں اُنکے رمز و اشارات کو سمجھ دیکھیاں</p>	<p>کرتی ہیں کیشن جی سے ہر اک ان کی ان</p>
<p>رہتا ہے ہر مت حال میں اسے بغیر ہے</p>	<p>اس شہر میں نظیر جو بکس غریب ہے</p>
<p>جا کر جو دیکھتا ہے تو وہ ان جی کو کہہ جے</p>	<p>شب کو گیا تھا راس میں کچھ کر کے راجے</p>
<p>ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلا سس ہے</p>	<p>دیکھو بہار میں آج کنھیا کی راس ہے</p>

## خاتمۃ الطبع

انظیر سے ذاتِ خدا کی سیرت و بطور بدلیلِ شہدانِ لالہ الا اللہ اس طرح صفاتِ بنظیر اسکی خاطر  
 فقر و فقر سے موقوف فی کلامِ صدیق شہرِ برسی ذاتِ شہر از نصبتِ خدا و جنسِ غنی ملکشان طاعتِ برسی  
 پھر کیوں نہ محبوبِ مرغِ بالِ غلوب اسکا بھی نظیر اکبر آباد عالم ہو نام نامی جسکا اسمِ گیتی ہو مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہو شہدانِ محمد رسول اللہ صدیق مقال پر گواہ شہرِ حبیب خدا اشرفِ انبیاء کہ عرش  
 جمیدش بود مشکا + اما ہمارے بابِ صافی مذاق کو شہرِ طریقت پر گواہ کہ سن زبانِ مسرت اقران میں  
 کلیاتِ نظیر اکبر آبادی حسین مصنف بالکمال نے ہزاروں طرح کیے پند و فصاحت کو  
 چٹکون اور شالون میں نظم فرمایا ہے خوابِ غفلت دنیا کی ٹھنی نیند سوسو والوں کو کس کس حسن و حسن  
 بگایا ہے حق تو یہ کہ کلمہ لوگوں کا کلام بھی عجب پر تاثیر ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں اسکا ملاح  
 ہر صغیر و کبیر اور سی کلیات ہے کہ اگر چشمِ ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتوں  
 اور مذاق کی حکایتوں کو ملو اور اگر دیدہ حق میں سے بغور و قائل ملاحظہ ہو تو سرسبز دنیا  
 ناپائدار کی مذمتوں اور چرخِ کج رفتار کی شکایتوں کا دریائے بے بسوہ و ہ کون دلی حسین  
 صحت دنیا کا خم نبویا اور وقتِ در و ثمرہ ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون ہو جو حسین الفت  
 گیتی اور اسکی سیرت و کاسعدانہ سمایا اودا آخر میں وہ سنگِ حوادث سے چکنا چور ہوا الغرض  
 یہ کلیات صنعتِ آیاتِ مطبع نامی گرامی نشی نو لکشی و واقع شہرِ کھٹو میں  
 حسبِ الحکمِ محالی القاب عالی جناب تہی بشن ثرائن صاحبِ بہار کو  
 مالکِ مطبع و امِ اقبالہ باہ فروری ۱۲۹۷ء باہتمامِ کیسری واس  
 سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسویں مرتبہ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ  
 و پیراستہ ہوا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات دینی - کاغذ دو قسم	۱۰	دیوان شائسته پاسخ -	۱۰
(۱) کاغذ سفید چکنا -	۱۲	دیوان حمد ایزدی	۱۲
(۲) کاغذ سفید رسمی -	۱۰	دیوان چنستان جوش -	۱۰
دیوان غافل -	۱۶	دیوان میر حسن -	۸
دیوان ذوق -	۸	مجمع الاشعار -	۲
دیوان خرد - جلد ثانی -	۹	چمن بے نظیر -	عده
دیوانی رند -	۶	گلستانه امانت -	۱
دیوان غالب -	۵	دیوان حیرت -	۹
دیوان امیر - موسوم به قطره انیب	عده	دیوان سخن دهلوی علی قاسم	
دیوان خواجہ میر درد	۲۰	کاغذ سفید گنده -	عده
دیوان بیمار عرب -	۳۰	کاغذ رسمی -	عده
بهارستان سخن -	۱۰	اکسیر سخن -	۵
دیوان لطیف -	۳۰	دیوان شهیدی -	۵
دیوان نیاز	۳۰	ریاض اکبر -	۲۰
شرح یوسفی دیوان حافظ -	۴	گلستانه حنیف اند خان	عده
دیوان نعت سروری	۶	ترجمه شرح قصاید عرفی	عده
دیوان جرار	۵	مولوی ابوالحسن	عده
دیوان عاشق	۶	دیوان سحر سامری	عده
دیوانی ضامن	۳	دوم کیانی -	عده
منظر عشق معروض به دیوان قلندر	۹	دیوانی نعتیه -	عده

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
حکیم اوجا الدین -	۸	دیوان پیشی سرودن به تکلیف نیت
کلیات مرزا بیدل - شامل چهار کتاب	۵	دیوان فروان صغی اردو -
دیوان بیدل -	۵	شرح قصاید بدر چارچ اردو
دیوان عرفی شیرازی	۵	بهار سخن بطور گلده
کلیات جامی -	۲	دیوان بنات به خیر البشر
کلیات نظم غالب و بلوی		فرو ساین نجح البحرین فارسی
کلیات غلام امام شید	۳	و آرد و قصائد -
منتخب مجموعه دوا دین عناصر		
حضرت امیر خسرو		<b>کلیات و دوا دین</b>
کلیات صائب		<b>و قصاید فارسی</b>
انتخاب دیوان صائب	۴	دیوان شمس تبریز متوسط قلم
کلیات حمزین	۱۲	کلیات عراقی -
کلیات ظهیر فاریابی	۵	دیوان ناصر علی سرمندی
دیوان ظهیر فاریابی		دیوان حافظ محشی جلی قلم محرره
طببات ندایم شیخ سعدی	۲	نشی شمس الدین
قصاید شیخ سعدی		دیوان حافظ متوسط قلم محرره
دیوان حضرت احمد جام	۴	منشی هوا پرشاد -
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۱۵	شرح دیوان حافظ -
دیوان حضرت غوث الاعظم -	۳	دیوان حضرت خان عالی -
رباعیات عمر خیام -	۱۰	دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی



CALL No. { ۸۹۱۴۳۱ / ۵۳۲۵ } ACC. NO. ۳۳۲۲۴

AUTHOR ۱. ۳۳۲۵

TITLE ۲. ۳۳۲۴

۱. ۱۵ days for a day ۸۹۱۴۳۱

۳۳۲۵ ۸۹۱۴۳۱

۳۳۲۲۴

۳۳۲۲۴

AT THE TIME

Date	No.	Date	No.
۳۳۲۲۴	۳۳۲۲۴		



## MAULANA AZAD LIBRARY

### ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

#### RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

